

# خواتین کے اہم و جدید شرعی مسائل

تعلیم، تربیت، زیب، زینت، عبادات و معاملات  
کے مسائل پر حیات پر لاین دلائل سے مزین

مفتی محمد احسن الیسی

مدرسہ فقہیہ فی السنۃ الاسلامیہ دینیہ، کراچی

تصحیح و طبع

تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر لدیٰ نئی دہلی

نئی دہلی، قلمی شریعت، تہذیب و تمدن

مدرسہ فقہیہ فی السنۃ الاسلامیہ دینیہ، کراچی

فریدی پبلشرز

۱۳۸۸ھ / ۱۹۷۰ء

# خواتین کے اہم و جدید شرعی مسائل

تعلیم، تربیت، زیب و زینت، عبادات و معاملات  
کے مسائل و جزئیات پر اولین و اہل سے مزین

مفتی محمد احسن اویسی

مدرسہ ختم نبی فی القادسیہ، کراچی کے پرنسپل، ماہیت، کراچی

تصحیح و تخریج

امام الفقہاء مفتی وسیم اختر لدنی فریدی

پرنسپل، دارالافتاء، کراچی

مدرسہ ختم نبی فی القادسیہ، کراچی کے پرنسپل، ماہیت، کراچی

فریدی بکسٹال

۲۸۔ اردو بازار لاہور

Copyright ©

All Rights reserved

This book is registered under the  
copyright act. Reproduction of any  
part, line, paragraph or material  
from it is a crime under the above  
act.

ملاحقہ نمبر ۱

یہ کتاب کا ایوانِ اہل سنت کے تحت مندرجہ ہے اور  
کراچی میں مندرجہ ہے اور کراچی میں مندرجہ ہے  
کراچی میں مندرجہ ہے



ہم کتاب : غلامیہ کامیاب و شریف  
تقریرات : مفتی محمد رفیع  
مطبوعہ : فریڈ بک سٹاف 38 اردو بازار لاہور  
تاریخ اشاعت : رمضان المبارک 1443ھ / مئی 2021ء  
قیمت : 10 روپے

**Farid Book Staff**

Phone No. 092-42-2712173-27125423

Fax No. 092-42-271212299

Email: info@faridbookstaff.com

Visit us at: www.faridbookstaff.com

فریڈ بک سٹاف

W.P. Farid Book Staff

W.P. Farid Book Staff

info@faridbookstaff.com

www.faridbookstaff.com

## تفصیلی فہرست

صفحہ	عنوانات
19	* عرض مصنف
21	* انتساب
	پہلا باب: تعلیم و تربیت کے متعلق جدید مسائل
22	* مدرسۃ البنات کا قیام
22	* تفصیل:
24	* دلائل و جزئیات:
24	* حضرت عائشہ صدیقہ کا علمی مقام:
27	* خواتین اسلام کے طہی کار تھیں:
32	* ہاسٹل میں رہائش رکھنا کیسا؟
32	* کیا استاذ سے پردہ ضروری ہے؟
33	* غیر محرم مرد سے پڑھنا کیسا؟
33	* مرد اساتذہ کو سلام کرنا کیسا؟
33	* عورت کس کو سلام کر سکتی ہے؟
35	* عودت کا مرد سے ہاتھ ملانا؟
35	* احادیث میں وہمیات:
37	* ہاتھ ملانا اور گلے ملنا کیسا؟
37	* نئے کے جدید طریقہ کا حکم؟
37	* شرعی مسئلہ پوچھنے کیلئے جانا؟

صفحہ	عنوانات
38	* مخلوط نظام تعلیم
38	* اکیلے ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں جانا کیسا؟
39	* اجنبی خاتون اور مرد کا ایک ساتھ بیٹھنا؟
40	* باس سے اکیلے میننگ کرنا یا اعتراف دینا؟
40	* احادیث میں وہمیدات:
43	* عورت کا ملازمت کرنا کیسا؟
44	* محفل اور اجتماعات میں جانا کیسا؟
44	* دلائل و جزئیات:
47	* تبلیغ کیلئے لکھنا کیسا؟
47	* محفلوں میں دینی تعلیمات کو ترجیح دی جائے
48	* عورت کا نعت پڑھنا کیسا؟
51	* گانے کی طرز پر نعت پڑھنا کیسا؟
52	* قرآن یاد کر کے بھلا دینا؟
53	* قرآن کیسے یاد رکھا جائے؟
53	* قرآن پاک کو چومنا؟
54	* خاتون بھرتی بن سکتی ہے؟
54	* قبرستان و مزارات پر جانا کیسا؟
56	* کیا عورت مسجد میں احکامات کر سکتی ہے؟
57	* ایام حیض میں استانی قرآن کیسے پڑھائے؟
57	* ایام حیض میں کتب پڑھانا؟
58	* ایام حیض میں قرآن کیسے پڑھے؟

صفحہ	عنوانات
58	* ایام حیض میں ذکر و اذکار کرنا کیسا؟
58	* قرآن و ترجمہ کو ہاتھ لگانا کیسا؟
60	* ایام حیض میں کتب کو چھونا؟
61	* ایام حیض میں دستانے پہن کر قرآن کو چھونا؟
62	* ایام حیض میں سبق لکھنا کیسا؟
63	* ایام حیض میں اسلامیات کا صحیح دینا؟
64	* ترجمہ قرآن پڑھنا اور لکھنا کیسا؟
64	* چھوٹی بچیوں کا قرآن کو چھونا؟
	دوسرا باب: پردہ و لباس کے متعلق جدید مسائل
65	* لباس کے حلق کا عدد کلیہ
66	* غرض رشتہ دار کون ہیں؟
68	* پردہ کس عمر میں فرض ہوتا ہے؟
69	* خاتون کس سے کتفا پردہ کرے؟
70	* عورت کا عورت کی طرف دیکھنا:
70	* عورت کا مرد کی طرف دیکھنا:
70	* مرد کا عورت کی طرف دیکھنا:
72	* پردے کے متعلق آیات اور احادیث:
74	* احادیث:
79	* کیا چہرے کا پردہ فرض ہے؟ اور شرعی پردہ کیا ہے؟
80	* خاتون کا دوسری خاتون سے پردے کا حکم؟
81	* ہر یک لباس پہننا؟

صفحہ	عنوانات
81	* احادیث میں وعیدات:
84	* چست اور فلک والا لباس پہننا؟
85	* جدید عھایا اور برقعہ کا حکم؟
85	* باریک دوپٹہ پہننا کیسا؟
86	* گھر میں دوپٹہ نہ پہننا اور ہاف بازو پہننا کیسا؟
87	* نماز کے لئے پردے کی مقدار؟
88	* "اصل دل کا پردہ ہوتا ہے" کہنا کیسا؟
88	* اس جیسے مزید محاورے
89	* مردوں، کفار اور کافروں جیسا لباس پہننا کیسا؟
92	* پینٹ شرٹ، ساڑھی، لہنگا، شرارہ وغیرہ پہننا کیسا؟
92	* ریشم وغیرہ پہننا کیسا؟
93	* کالے کپڑے پہننا کیسا؟
93	* سونے کے بن، گھڑی استعمال کرنا کیسا؟
94	* خاتون کا ٹوپی اور عمامہ پہننا؟
94	* مرد سے چڑیاں اور زریور پہننا کیسا؟
96	* اونچی ایڑی والی جوتی پہننا کیسا؟
97	* مردوں والے جوتے پہننا کیسا؟
	تیسرا باب: زیب و زینت کے متعلق جدید مسائل
98	* کتنی مریج بال کٹوائیں؟
99	* افزائش کیلئے بال کٹوانا کیسا؟
99	* بیماری کی وجہ سے بال کٹوانا کیسا؟

صفحہ	عنوانات
100	* ابرو کو ہار یک کر دانا کیسا؟
102	* چہرے کے بال صاف کرنا کیسا؟
103	* مصنوعی بال لگوانا کیسا؟
104	* بالوں کی سرجری کرنا؟
105	* وگ لگوانا کیسا؟
107	* بالوں کو پٹخ، ڈاٹی اور ٹکڑ کرنا کیسا؟
109	* بالوں کے مختلف اسٹائل بنانا اور مانگ لگانا؟
110	* بالوں اور ناخنوں کو دفن کرنا ضروری ہے؟
111	* بغل اور زیر ناف بال صاف کرنا؟
112	* میک اپ کرنا جائز ہے؟ مع شرائط
113	* بیوٹی پار سے میک اپ کرنا کیسا ہے؟
115	* طبع کریم، مساج اور فیشن کرنا کیسا؟
117	* چہرے پر رنگین کریم لگانا کیسا؟
118	* چہرے پر بندیا اور نگہ بنانا کیسا؟
118	* خرم کے سامنے میک اپ کرنے کا حکم؟
120	* عدت میں میک اپ کرنا کیسا؟
121	* ناخن پالش اور مصنوعی ناخن لگانا کیسا؟
122	* مہندی لگانا کیسا؟
122	* ناخن کا زنا اور بڑھانا کیسا؟
124	* ناخن اور زائد بالوں کو کاٹنے کی عدت کیا ہے؟
124	* پر نیم لگانا؟



صفحہ	عنوانات
126	* حسن کیلئے سرجری کرانا کیسا؟
127	* ٹیٹو بنانا کیسا؟
128	* یوٹیکس کا حکم؟
128	* دانت چھونے اور ہار یک کرانا کیسا؟
129	* ناک اور کان چھیدنا؟
130	* ابرو، زبان، نیل اور ناف چھیدوانا کیسا؟
131	* آرٹیفیٹل جیولری استعمال کر سکتے ہیں؟
136	* سونے چاندی کے دانت یا تار لگوانا کیسا؟
	چوتھا باب: وضو، غسل کے متعلق اہم و جدید مسائل
139	* غسل کے فرائض، نوافل اور سنت طریقہ ایک نظر میں
140	* مرد و عورت کے وضو اور غسل میں کیا فرق ہے؟
140	* وضو و غسل کے فرض، سنت اور مستحب میں کیا فرق ہے؟
141	* وضو اور غسل میں احتیاطیں
141	* کیا غسل کے بعد وضو کرنا ضروری ہے؟
142	* زخم اور بیماری کی صورت میں وضو اور غسل کیسے کرے؟
145	* ایجنشن اور خن ٹیسٹ سے وضو کا حکم؟
146	* ناخن پالش، مہندی سے وضو کا حکم؟
148	* دوسٹے پر مسح کرنا کیسا؟
149	* وگ کی موجودگی میں وضو کا حکم
149	* مصنوعی بال، پلکیں اور ناخن کی صورت میں وضو کا حکم؟
149	* نیکر پلائیشن والے بالوں اور ٹیٹو پر مسح کا حکم؟

صفحہ	عنوانات
150	* کیا وضو کرتے وقت لیٹنا ضروری ہے؟
151	* وائر پروف کا جل کی صورت میں وضو کا حکم؟
151	* دلہن اور وضو
151	* آب زم زم سے وضو غسل کرنا کیسا؟
152	* لیکوریا سے وضو کا حکم؟
154	* حیض، استحاضہ اور نفاس ایک نظر میں
154	* حیض کیا ہے؟
154	* حیض کی مدت کتنی ہے؟
154	* حیض کی ابتداء اور انتہاء کب ہوتی ہے؟
155	* نفاس کیا ہے؟
155	* نفاس کی مدت کتنی ہے؟
155	* استحاضہ کیا ہے؟
156	* حیض، نفاس، استحاضہ، بے وضو اور بے غسل کے احکام
157	* اگر بچہ ضائع ہو گیا تو بخون نفاس کا ہو گا یا نہیں؟
157	* حیض اور نفاس والی خاتون کا کھانا پکانا کیسا؟
158	* بے غسل اور حیض والی خاتون کے کپڑوں کا حکم؟
158	* سو بائل میں موجود قرآن کو چھونا کیسا؟
159	* بے وضو اور بے غسل کی حالت میں قرآن سننا کیسا؟
159	* گھریلو ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کا طریقہ؟
162	* نجاست کا دھبہ ختم کرنا ضروری ہے؟
162	* بچے کی اٹی اور پیٹاب ناپاک ہے؟

پانچواں باب: نماز کے متعلق اہم و جدید مسائل

- 164 \* نماز کی شرائط، شرائط، واجبات، مکروہات، منکرات ایک نظر میں
- 167 \* نماز کی شرائط، شرائط، واجبات اور مکروہات میں کیا فرق ہے؟
- 168 \* نماز کی رکعتیں ایک نظر میں
- 169 \* فرض، سنت مؤکدہ وغیرہ مؤکدہ، وتر اور نفل ادا کرنے کا طریقہ
- 170 \* مرد و عورت کی نماز میں کیا فرق ہے؟
- 174 \* - خواتین کی نماز کا طریقہ
- 177 \* 'سجدہ تنہو کیا ہے؟ اور کب لازم ہوتا ہے؟
- 177 \* نقاب اور دستار پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟
- 178 \* باریک کپڑوں میں نماز ادا کرنا کیسا؟
- 179 \* ٹانگ والے کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا؟
- 180 \* ہاف بازو یا ٹی شرٹ میں نماز پڑھنا کیسا؟
- 180 \* نماز میں دوپٹا اتر جائے تو کیا کرے؟
- 180 \* نماز میں ٹخنے کھلے رکھنا؟
- 181 \* میلے اور لٹے کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا؟
- 181 \* وقت داخل ہوتے ہی یا اذان کے بعد نماز پڑھنا کیسا؟
- 182 \* خواتین حیض و نفاس کے ایام میں نماز کے بجائے کیا کریں؟
- 183 \* میاں بیوی یا عرم کا ایک ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا؟
- 183 \* نماز کے دوران اگر بچہ گود میں بیٹھ جائے؟
- 184 \* تھنہ لگی ہوئی کرسی پر نماز پڑھنا کیسا؟
- 186 \* خاتون کا امام بننا کیسا؟

صفحہ	عنوانات
187	* خواہین کا نماز، نماز جمعہ، عیدین اور تراویح کیلئے مسجد آنا؟
189	* قضاء ٹھری کیا ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟
191	* رمضان کے آخری جمعہ میں قضاء عمری پڑھنے کا حکم؟
195	* سفر اور میکے میں خاتون نماز مکمل پڑھے گی؟
197	* دلہن اور نماز مع نماز قضاء کرنے کی سزا
197	* نماز چھوڑنے کی سزا:
199	* کیا شوہر مرحومہ بیوی کا چھرا دیکھ سکتا ہے؟
200	* مرحومہ خاتون کو کون کدہ عادیے سکتا ہے اور قبر میں اتار سکتا ہے؟
200	* میت کے زیور اتارنا اور سونے کی دانت اتارنا کیا؟
	چھٹا باب: روزہ و زکوٰۃ اور حج و عمرہ کے متعلق اہم و جدید مسائل
202	* کس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ جاننے کا آسان فارمولہ
203	* نصاب کی مقدار کیا ہے؟
203	* کس مال پر زکوٰۃ ہے اور کس پر نہیں؟
204	* حاجتِ اصلیہ میں کون سی اشیاء داخل ہیں؟
205	* زکوٰۃ ادا کرنے کا آسان طریقہ
206	* عورت کے مال کی زکوٰۃ کس پر لازم ہے؟
208	* کوئی صورتوں میں روزہ توڑنا جائز ہے؟
208	* مریض کب روزہ چھوڑ سکتا ہے؟
208	* حاملہ اور دودھ پلانے والی کیلئے روزے کا حکم
209	* روزہ توڑنے والی چیزوں کا اجمالی خاکہ
210	* روزہ نہ توڑنے والی چیزوں کا اجمالی خاکہ

صفحہ	عنوانات
211	* روزے کے مکروحات کا اجمالی خاکہ
212	* حج و عمرہ کا طریقہ
213	* غرم کے بغیر حج و عمرہ کرنا کیسا؟
215	* بہنوئی یا صرف خواتین کے ساتھ حج و عمرہ کرنا کیسا؟
215	* کن کن مردوں کے ساتھ حج و عمرہ پر جاسکتی ہے؟
216	* سفر حج و عمرہ میں اگر غرم یا شوہر فوت ہو جائے؟
217	* شوہر کی اجازت کے بغیر حج و عمرہ کرنا کیسا؟
218	* مرد اور عورت کے احرام میں فرق؟
219	* بغیر احرام کے میقات سے گزر گئی؟
219	* حیض والی خاتون کے لیے عمرہ کے احکام
220	* مانع حیض اور آیات استعمال کرنا کیسا؟
221	* لیکور یا کی حالت میں عمرہ؟
221	* بچے کو ڈانبر لگا کر حرم میں لے جانا کیسا؟
222	* حلیہ احرام میں ٹھاپ کرنا کیسا؟
	ساتواں باب: نکاح و طلاق کے متعلق اہم و جدید مسائل
224	* نکاح کے لئے کیا لڑکی کا راضی ہونا ضروری ہے؟
225	* جبری اور بغیر پوچھے نکاح کرنے کا کیا حکم؟
225	* نکاح کے لئے ستارے طوانا اور استنثار کرنا کیسا؟
231	* نکاح سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ کرنا؟ رشتہ دار میں شادی کرنا؟
234	* تھلیسیا یا انہک بیماری کی صورت میں رشتہ توڑنا کیسا؟
240	* منقعی کے بعد ملاقات کرنا اور دیکھنا کیسا؟

صفحہ	عنوانات
241	* نکاح پڑھانے اور اجازت لینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟
243	* کورٹ میراج اور بغیر ایجاب و قبول کے نکاح کا حکم؟
243	* بھاگ کر شادی کرنے کا حکم؟
245	* بچپن کے نکاح کو توڑنے کا حق کیا لڑکی کے پاس ہے؟
248	* حرمِ مصاہرت کیا ہے؟
247	* شرعی حق نہر کتنا ہے؟
248	* مہر قلمی کی مقدار کیا ہے؟
249	* حق مہر کی مقدار لڑکی سے پوچھنا ضروری ہے؟
250	* دو لہن کے تحائف، زیور اور جہیز کس کی ملکیت ہیں؟
252	* بیوی کا الگ رہائش کا مطالبہ کرنا کیسا؟
254	* بچل کو گود لینے کے شرعی احکام
260	* ساس سر کی خدمت کرنا واجب ہے؟
262	* دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی اجازت ضروری ہے؟
264	* طلاق دینا اور طلاق کا مطالبہ کرنا کیسا؟
266	* کورٹ کی طلاق / عدالتی خلع کا حکم؟
267	* نکاح ختم کرنے کیلئے کیا تین طلاقیں دینا ضروری ہے؟
268	* تین طلاقیں تین ہونے پر قرآن پاک سے دلیل
269	* تین طلاق تین ہونے پر احادیث سے دلائل
272	* کتب فقہ سے دلائل
274	* غیر مقلدین کے اپنے گھر سے ان کے خلاف دلیل
279	* عدت کے مسائل ایک نظر میں

آٹھواں باب: متفرقات میں سے اہم و جدید مسائل

- 281 \* لڑکی کب بالغ (جوان) ہوتی ہے؟
- 282 \* کیا ہر ستر کے لئے حرم کا ہونا ضروری ہے؟
- 282 \* کیا بچہ حرم بن سکتا ہے؟
- 283 \* چاند اور سورج گرہن سے حاملہ کے حمل پر اثر ہوتا ہے؟
- 284 \* بیوی کے انتقال پر جہیز کا حکم؟
- 285 \* حضرت فاطمہ الزہرا کو غسل کس نے دیا؟
- 286 \* منصوبہ بندی اور حمل ضائع کراؤ؟
- 288 \* کنواری عورت جنت میں کس کے نکاح میں ہوگی؟
- 290 \* کال سینئر میں جاب کرنا کیسا؟
- 291 \* بیوی کب سیکے جاسکتی ہے؟
- 291 \* کتنی مدت بیوی سے جدا رہنا جائز ہے؟
- 293 \* خواتین کا ڈاکٹر حضرات کو چیک اپ کراؤ؟
- 295 \* دس بیویوں کی کہانی پڑھنا کیسا؟
- 295 \* بیٹی کی پیدائش پر رنج و غم
- 295 \* بیٹی اور بہن کی پرورش کی فضیلت پر احادیث کا مجموعہ
- 299 \* مایوں، مہندی، سہرا کا حکم
- 300 \* کیا خواتین ناقصات الحصل ہیں؟
- 302 \* دبر میں دلی کرنا وغیرہ
- 305 \* بہن، بیٹی کو جائیداد سے محروم کرنا اور زندگی میں تقسیم کرنا؟
- 306 \* زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا:

صفحہ	توانات
309	❖ ٹیسٹ ٹیوب بے پی (i.v.f)
311	❖ کتاب کو بطور نصاب (سلیبس) پڑھنے پڑھانے کا طریقہ
312	❖ امتحان کا طریقہ:
313	❖ MC Quiz (ایم سی کیوز)
314	❖ مصادر

\*\*\*\*\*



## فہرست ابواب

پہلا باب:

تعلیم و تربیت کے جدید مسائل

صفحہ 22 تا 64

دوسرا باب:

پردہ و لباس کے جدید مسائل

صفحہ 65 تا 97

تیسرا باب:

زیب و زینت کے جدید مسائل

صفحہ 98 تا 137

چوتھا باب:

وضو، غسل کے جدید مسائل

صفحہ 138 تا 163

پانچواں باب:

نماز کے اہم و جدید مسائل

صفحہ 164 تا 201

چھٹا باب:

روزہ و زکوٰۃ اور حج و عمرہ کے جدید مسائل

صفحہ 202 تا 223

ساتواں باب:

نکاح و طلاق کے جدید مسائل

صفحہ 224 تا 280

آٹھواں باب:

مفترقات میں سے اہم و جدید مسائل

صفحہ 281 تا 313

\*\*\*\*\*



## عرض مصنف

ہمارے ہاں خواتین کے شرعی مسائل پر قلم نہایت ہی کم اٹھایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے خواتین دین سے زیادہ آشنا نہیں ہو سکتیں، اور انہیں دین کے ضروری مسائل سے بھی آگاہی نہیں ہوتی۔

جب میں نے خواتین کے موضوع پر کتب تلاش کرنا شروع کیں تو مجھے عین چار سے زیادہ کتب میسر نہیں آئیں، اور ان میں جدید مسائل موجود نہیں تھے۔ اس کے علاوہ چند ایک مزید کتب نظر سے گزریں مگر ان میں تسامحات موجود تھے اور اس کے ساتھ ساتھ حوالہ جات، دلائل اور جزئیات بالکل نہیں تھے۔

لہذا میں نے مندرجہ اعلا میں اس پر کام کرنا شروع کیا اور الحمد للہ اس کتاب کا ابتدائی مسودہ 20 دن سے کم میں پایہ تکمیل کو پہنچا اور میرے مربی، میرے استاذ، حضرت علامہ مولانا قبلہ تاج البخاری مفتی و سیم اختر الدینی زید شرف نے نظر کرم فرمایا اور اس کی کتاب کی مکمل تصحیح کی اور نظر ثانی بھی کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کتاب میں جو منہج اختیار کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہے:

1. اس میں صرف خواتین کے مسائل کو ذکر کیا گیا ہے، مردوں کے مسائل کا اہم اور نہایت اہم مسئلہ اگرچہ جدید ہوگا مگر خواتین سے زیادہ متعلق نہ ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا۔
2. بعض مقامات پر خواتین یا خاتون کا لفظ ذکر کیے بغیر مسئلے کا حکم بیان کر دیا تو وہ مسئلہ عمومی نہیں ہوگا یعنی مرد و عورت دونوں کا شامل نہیں ہوگا بلکہ صرف خاتون کے متعلق ہوگا۔ اسی لئے قارئین و قاریات مطالعہ کرتے وقت اس نکتے کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

3. جدید مسائل اور اہم مسائل کو تحریر کیا گیا ہے۔
  4. مسائل کو عوام کی آسانی کیلئے سہل و سجاواں شکل دی گئی ہے مگر سوال کو اختصار کے پیش نظر عنوان ہی میں ذکر کر دیا۔
  5. جواب مختصر اور جامع لکھا گیا ہے جو کہ عوام کی آسانی کیلئے ہے۔
  6. تفصیل میں اس جواب کی قدمے وضاحت اور علت و جزئیات ہیں۔
  7. بعض تفصیل میں صرف جزئیہ اور ترجمہ پر اکتفاء کیا گیا ہے۔
- اگر کسی مقام پر کوئی غلطی نظر آئے تو اطلاع ضرور دیجیے۔

owalsiahsan@gmail.com

محمد احسن اویسی

\*\*\*\*\*

## انتساب

سیدہ، طاہرہ، ذابہ، خاتونِ اولیٰ فی الاسلام، مخدومہ کائنات، ام المؤمنین  
حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدۃ النساء، خاتونِ جنت، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، ذاکرہ  
حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ، صدیقہ، حقیقہ، طیبہ، حبیبہ، حمراء، فقیہہ، ام المؤمنین  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

\*\*\*\*\*

## پہلا باب: تعلیم و تربیت کے متعلق جدید مسائل

### مدرسۃ البنات کا قیام

سوال: بچیوں کو لکھانا پڑھانا اور ان کو مدرسہ اور جامعہ بھیج سکتے ہیں؟  
جواب: بچیوں اور خواتین کو بنیادی اور ضروری دینی تعلیمات فراہم کرنا اشد ضروری ہے۔ جس میں انہیں پڑھنے، لکھنے کے ساتھ ساتھ ان کے عقیدے کی درستگی، نماز و طہارت کی اصلاح، اولاد والدین، شوہر و خیرہ کے حقوق، امور خانہ داری کے آداب اور ان سب سے بڑھ کر ان کی تربیت کا بہترین انتظام کیا جانا چاہئے۔

ازدواج مطہرات، صحابیات، دیگر خواہمین اسلام کی سیرت، ان کے کردار اور قربانیوں کے ذریعے خواتین اور بچیوں کی اصلاح اور دین کیلئے اپنی، اپنی اولاد اور مال و دولت قربان کرنے کیلئے ان کی ذہن سازی کی جائے۔

### تفصیل:

- مگر اس کیلئے درج ذیل احتیاطی تدابیر لازمی ہونی چاہئے:
- (1)۔ اگر مدرسہ میں ہاسٹل اور رہائش کا انتظام نہ ہو تو آنے جانے کیلئے باپردہ انتظام کریں اور خرم ہی چھوڑنے اور لینے کے لئے آئے، یا مدرسہ و خیرہ کی طرف سے دین اور گاڑی کا صحیح باحفاظت بندوبست ہو۔
  - (2)۔ مدرسہ لڑکوں کے مدرسے کے قریب نہیں ہونا چاہئے۔ اگر مجبوری ہے تو بچیوں کے آنے جانے کا راستہ الگ ہونا چاہئے۔

(3)۔ بچیوں کے مدرسے میں کسی بھی مرد کو اندر جانے کی قطعاً اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

(4)۔ رہائشی بچیوں کی کڑی عمرانی کی جائے اور ان کی نماز اور تربیت کا بہترین بندوبست ہونا چاہئے۔

(5)۔ معلومات قابل، بااخلاق اور باعمل ہونی چاہئیں۔

(6)۔ مرد اساتذہ کو سخت مجبوری کی صورت میں رکھا جائے مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ یا تو مائیک کے ذریعے الگ کمرے سے پڑھائیں یا بیچ میں باریک پردہ ہو، ان دونوں صورتوں میں بچیوں کی طرف ایک گھرانہ ہونا چاہئے۔ اور مرد اساتذہ کیلئے آلے جانے کا راستہ اور دروازہ الگ تھلک ہونا چاہئے۔

(7)۔ بندہ ب معلومات قطعاً نہ رکھی جائیں۔

(8)۔ بچیوں کی تعلیم کا مقصد وہی ہو جو اوپر جواب کی ابتداء میں بیان کر دیا ہے۔

(9)۔ بچوں سے زیادہ بچیوں کی تربیت کا بندوبست ہو اور وعظ و نصیحت اور اخلاقیات پر زیادہ زور دیا جائے۔

درج ذیل خامیاں نہیں ہونی چاہئے:

(1)۔ بے پردگی۔

(2)۔ تکبر و غرور اور غلبہ پسندی۔

(3)۔ اخلاقیات کا فقدان۔

(4)۔ گھر کے کام کو بوجھ اور عذاب سمجھنا۔

(5)۔ بیاہ کر جائیں تو شوہر کے آداب میں پشت ڈال کر مصلحہ، عالمہ بن کر رہنا۔

(6)۔ گھر سنبھالنے کی صلاحیت کا فقدان۔

(7)۔ آن پڑھ یا کم علم والوں کو جائل، گنوار سمجھنا۔

الغرض مدرسہ البیانات بنائے گئے صراطِ یحییٰ کی مانند ہے، ذرا برابر ادھر ادھر ہوئے



تو دنیا اور آخرت دونوں کی کچھ نہیں تیار ہیں۔ مگر اس مشکل کام پر اجر بھی عظیم ہے کہ اگر ایک بچی کی گھج تربیت کر دی تو اس سے پورے ایک گھری، پیدا کر جائے تو اس گھری، اس کی اپنی اولاد کی بلکہ خاندان والوں کی بھی تربیت باسانی ہو جائے گی۔

دلائل و جزئیات:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

لَقِمَ النِّسَاءُ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ لَمْ يَتَشَفَّهَنَّ النِّسَاءُ أَنْ يَتَّقُوا اللَّهَ  
الْبَاطِلِينَ۔ (1)

(ترجمہ:) "انصار کی خواتین بہترین خواتین ہیں کہ وہ دین سیکھنے کے معاملے میں شرم محسوس نہیں کرتیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ کا علمی مقام:

(1) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علمی مقام بیان کرتے ہوئے ابن جریر عقیلی لکھتے ہیں:

وكانت عائشة أعلم الناس يسألها الأكابر من أصحاب سيدنا محمد  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يسألونها عن الفرائض وقال هشام بن عروة  
عن أبيه ما رأيت أحدا أعلم بفقه ولا طب ولا شعر من عائشة وقال  
خطاب بن أبي رباح كانت عائشة أفقه الناس وأحسن الناس رأيا في  
العامّة وقال الزهري لو جمع علم عائشة في علم جميع أئمة النبی صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلم جميع النساء لكان علم عائشة أفضل۔ (2)

(ترجمہ:) "ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگوں میں سب سے زیادہ عالمہ تھیں، بڑے بڑے صحابہ کرام آپ سے علم الفرائض (وراثت)

1- صحیح بخاری، کتاب الطہارۃ باب الحيض، المجلد 1، 38، مطبوعہ دار الفکر

2- تہذیب احمد، باب عرق الحیض، 435/12، دار الفکر، بیروت

کے متعلق سوال کرتے۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: حضرت عائشہ سے بڑھ کر میں نے فقیر، طبیب اور شاعر نہیں دیکھا۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا: حضرت عائشہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہہ تھیں، اور سوچ کے لحاظ سے سب سے زیادہ عمدہ تھیں۔ امام زہری نے کہا: اگر تمام ازواج مطہرات بلکہ تمام خواتین کے علم کو جمع کیا جائے تب بھی حضرت عائشہ کا علم زیادہ ہوگا۔

(2) حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں:

مَا أَشْكَلُ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَ فَكْهَمَا لَنَا عِلْمًا وَلَا وَجَدْنَا جَدًّا وَنَحْنُ جَدُّنَا. (1)

(ترجمہ:) "رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کو جب بھی کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو اس کا تسلی بخش جواب صرف اور صرف حضرت عائشہ سے ملتا۔"

(3) ابو بکر بن عبد البر فرماتے ہیں:

أَمَّا كَانَتْ وَحِيدَةً حَصْرَهَا فِي ثَلَاثَةِ عُلُومٍ جِلْمُ الْفَقْهِ وَعِلْمُ الطَّبِّ وَعِلْمُ الشَّعْرِ. (2)

(ترجمہ:) "حضرت عائشہ صدیقہ تین علوم میں یکتا تھیں ان کا کوئی مقابل نہیں تھا۔ علم فقہ، علم طب اور علم شعر۔"

(4) دین کے بہت سے شرعی اور ضروری مسائل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہیں۔

1- سنن الترمذی، الباب الثانی، باب من فضل عائشہ، الرقم (3883)، 6/188، دار العرب

الاسلامی بیروت

2- الاصابہ للورکشی، الباب الاول، 1/34، مکتبۃ المدینۃ

(5) ان سے مروی احادیث کی تعداد 2210 ہے جو تمام صحابہ کرام کی روایات سے دوسرے نمبر پر ہے۔

(6) امام زرکشی کی "الإجابة لما استدرجت عائشة على الصحابة" اور امام حلال الدین سیوطی کی "الإصابة لما استدرجت عائشة على الصحابة" یہ دو وہ کتابیں ہیں کہ جن صحابہ کرام کی شرعی مسائل میں تسامحات پر حضرت عائشہ نے اصلاح فرمائی وہ تمام مسائل ان میں درج ہیں۔

(7) سنن ابی داؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت شفاء بنت عبد اللہ کو فرمایا:

أَلَا تَعْلَمِينَ هَذَا رُقِيَّةُ الثَّنَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ. (1)

(ترجمہ:) "کیا تو اس لورقیہ ثنہ کی تعلیم نہیں دینی جس طرح اس کو لکھنا سکھایا تھا۔"

(8) ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قال الخطابي فيه دليل على أن تعلم النساء الكتابة غير مكروه. (2)

(ترجمہ:) "خطابی نے کہا: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین کو لکھنا سکھانا مکروہ نہیں ہے۔"

(9) الادب المفرد میں امام بخاری نے اس عنوان سے باب باعمرہا: "باب الكتابة إلى

النساء وجوابهن" اس کے بعد یہ روایت ذکر کی:

عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ قَالَتْ قُلْتُ بِعَائِشَةَ وَأَنَا فِي حَبْرٍ وَأَنَا وَالْأَنْثَى يَأْتُونَهَا مِنْ كُلِّ مِصْرٍ فَكَانَ الشُّيُوعُ يَنْتَابُونِ لِي كَالِ الْغَنَائِلِ وَلَهَا وَكَانَ الشُّبَّانُ يَنْتَابُونِ فَيُهْدُونَ لِي وَيَنْتَابُونَ لِي مِنَ الْأَمْصَارِ فَأَقُولُ بِعَائِشَةَ يَا خَالَةَ هَذَا يَكْتَابُ فَلَا يَنْفَعُنِي فَتَقُولُ لِي عَائِشَةُ أَيْ بِنْتِي فَأَجِيبُهُ

1- سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الرقی، الرقم (3887)، 4/11، المکتبۃ العصریہ مصر

2- مرقاة المفاتیح، کتاب الطب، الرقم 2884/7، دار الفکر بیروت

وَأَشْفِيهِ۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت عائشہ بنت طلحہ روایت کرتی ہیں: میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہتی تھی، میرے پاس ہر شہر سے لوگ آتے تھے اور بوڑھے لوگ بھی آتے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ میں ان کی خادمہ ہوں اور جو نوجوان تھے وہ میرے ساتھ بہنوں والا معاملہ کرتے تھے اور حقے پیش کرتے تھے۔ بہت بے عفتق شہروں سے مجھے خط لکھتے تھے۔ تو میں عرض کرتی تھی، اے خال اٹھاں کا بھٹ آیا ہے اور اس کا ہدیہ ہے تو اس پر حضرت عائشہ فرماتی تھیں: ابے بیٹی اس کو جو ابلی خط لکھ رہا اور اس کے ہدیہ کا بدلہ بھی دے دو۔"

### خواتین اسلام کے علمی کارنامے:

1. ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار فقہاء صحابیات میں ہوتا ہے۔ اور آپ کے فتاویٰ کو جمع کیا جائے تو ایک رسالہ مرتب ہو سکتا ہے۔ ان سے 101 صحابہ کرام نے احادیث روایت کیں، جن میں 23 خواتین شامل ہیں۔ (2)
2. سیدہ ابیہین حضرت سعید بن مسیب کی بیٹی "ذرة" کے علم کا عالم یہ تھا کہ انہیں حضرت سعید بن مسیب سے مروی تمام احادیث مبارکہ یاد تھیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی اپنے ایک شاگرد سے کر دی۔ کچھ دن بعد جب وہ پڑھنے کے لئے جانے لگے تو آپ کی بیٹی نے فرمایا: "اجلس لعلمك علم سعید" کہ حضرت سعید کا جتنا علم ہے وہ مجھے زبانی یاد ہے میں تجھے پڑھا دوں گی۔ (3)

3. عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص: آپ کا تعلق ہے اپنے باپ اور اپنی ماں ام زید سے

1- اللادب المفرد، باب الکتابۃ الی النساء، الرقم (1118)، ص 382، دار المعارف بیروت

2- تجزیب الکمال، باب المعام 35/317، مؤسسة المدینۃ بیروت

3- المدخل لابن الحاج، فصل فی آحاد الاشیاء 1/215، دار المعارف، بیروت

کثیر احادیث مبارکہ روایت کیں، رسول اللہ ﷺ کی چند ازواج مطہرات کی زیارت کی۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے شاگرد ہیں، بلکہ امام مالک کے اساتذہ میں سے آپ کے علاوہ کوئی دوسری خاتون اساتذہ نہیں ہیں۔

تہذیب احمدیہ میں ہے:

وقال الصغلی تابعیة مدنیة ثقة وقال الغلیل لم یرو مالک عن امرأة غیہا۔ (1)

4. امام مالک کی بیٹی "فاطمہ" کا تحرر علمی کچھ یوں تھا، علامہ زبیری فرماتے ہیں:

كانت لمالك ابنة تحفظ عليه يعني موطأ وكانت تكلف حلف الباب فإذا غلط القارئ نكرت الباب فيفطن مالك فزيد عليه۔

(ترجمہ:) "امام مالک کی بیٹی نے موطأ امام مالک کو حفظ کر لیا تھا اور وہ روزانے کے پیچھے بیٹھتی، جب کوئی حدیث سنانے والا غلطی کرتا تو وہ روزانہ مکلفاتیں، جس پر امام مالک اس کو غلطی بتاتے۔"

5. البیہقیہ العظمیہ: یہ لقب ہے حضرت امام حسن بن علی کی پڑپوتی اور امام جعفر الصادق کی بہو تھیں بنت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کا۔ وہ حدیث و تفسیر دونوں کی مالکہ تھیں، حضرت امام شافعی انہیں کے شاگرد تھے، کثیر علماء، صلحاء آپ کی بارگاہ سے علم الحدیث و التفسیر کی حیاں بجاتے۔ الاعلام للوزکلی میں ہے:

تقیة ملاحدة، عالمة بالتفسير والحديث وتزوجت إسحاق بن السمين ابن جعفر الصادق حجت ثلاثين حجة وكانت تحفظ القرآن وسمع عليها الإمام الشافعي، كان العلماء يروونها ويأخذون عنها وللمصريين فيها اعتماد عظيم۔ (2)

1- تہذیب احمدیہ، ج 1، صفحہ 436، 12/436، دائرة المعارف النظامیہ البند

2- الاعلام للوزکلی، صفحہ 44/8، دوائر العلم للامین، بیروت

اعتبار سے بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، مقام کے اعتبار سے بھی اور عمومی انداز میں بھی۔ (1)  
7. امام ذہبی نے خواتین محدثات کے بارے میں فرمایا:

وما عدلت في النسوة من اتهمت ولا من تركوها۔ (2)

(ترجمہ:) "خواتین میں سے میں کسی بھی خاتون کو نہیں جانتا کہ ان میں سے کوئی علم الحدیث میں مستہم ہوں اور محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہو۔"

8. فقہ حنفی میں علامہ علاء الدین کاسانی کی کتاب بدائع الصنائع کا بہت بڑا مقام ہے، اور اس جیسی نفیس کتاب فقہ حنفی میں نہیں ہے۔ علامہ کاسانی نے علامہ علاء الدین سرقندی کی کتاب تحفۃ المستغنیاء کی شرح کی اور شرح میں قرآن اور احادیث سے فقہ حنفی کو مزین کیا۔ آپ نے جب یہ کتاب علامہ سرقندی کی بارگاہ میں پیش کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کی بحرِ علمی کو دیکھ کر اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرا دیا، حالانکہ آپ کی بیٹی کے رشتے بڑے بڑے شہزادوں کی طرف سے آتے تھے مگر آپ ٹھکرا دیتے تھے۔ اور آپ کی بیٹی بہت بڑی فقیہہ تھیں۔ ان کی فقہ کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ شادی ہونے کے بعد جب آپ کی طرف سے فتویٰ جاری ہوتا تو اس پر علامہ سرقندی، علامہ کاسانی اور ان کی بیوی کے دستخط ثبت ہوتے تھے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

(الہدایہ) هذا الكتاب جليل الشأن، لم أر له نظيراً في كتبنا، وهو للإمام أبي بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني شرحاً به تحفة الفقهاء لشيخه علاء الدين السمرقندي، فلما عرضه عليه زوجته ابنته فاطمة بعد ما عطيها المهر من أبيها فامتنع، وكانت الفتوى تصدر من

1- ماخوذ از: مضمون، ڈاکٹر محمد رفیع الاسلام ندوی

2- میزان الاعتدال، باب الکتبی، فصل فی النسوة، 4/ 804، دار المعرفۃ بیروت

اعتبار سے بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، مقام کے اعتبار سے بھی اور عمومی انداز میں بھی۔ (1)  
7. امام ذہبی نے خواتین صحابات کے بارے میں فرمایا:

وما حملت في النساء من اتهمت ولا من تركوها۔ (2)

(ترجمہ:) "خواتین میں سے میں کسی بھی خاتون کو نہیں جانتا کہ ان میں سے کوئی علم الحدیث میں متہم ہوں اور حدیث میں نے اس کو ترک کر دیا ہو۔"

8. فقہ حنفی میں علامہ علاء الدین کا سانی کی کتاب بدائع الصنائع کا بہت بڑا مقام ہے، اور اس جیسی تیس کتاب فقہ حنفی میں نہیں ہے۔ علامہ کا سانی نے علامہ علاء الدین سمرقندی کی کتاب تحفۃ الغیاء کی شرح کی اور شرح میں قرآن اور احادیث سے فقہ حنفی کو حریں کیا۔ آپ نے جب یہ کتاب علامہ سمرقندی کی بارگاہ میں پیش کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کی تحریر طبعی کو دیکھ کر اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا، حالانکہ آپ کی بیٹی کے رشتے بڑے بڑے شہزادوں کی طرف سے آتے تھے مگر آپ ٹھکرا دیتے تھے۔ اور آپ کی بیٹی بہت بڑی فقیہہ تھیں۔ ان کی فقہ کا اعجاز اس سے کیا جاسکتا ہے کہ شادی ہونے کے بعد جب آپ کی طرف سے فتویٰ جاری ہوتا تو اس پر علامہ سمرقندی، علامہ کا سانی اور ان کی بیوی کے دستخط شیعہ ہوتے تھے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

(الہدایۃ) هذا الكتاب جلیل الشأن، لم أر له نظیرا فی کتبنا، وهو  
للإمام أبی بکر بن مسعود بن أحمد الکاسانی شرح بہ تحفۃ الفقہاء  
لشیخہ علاء الدین السمرقندی، فلما عرضہ علیہ زوجہ ابنتہ فاطمہ  
بعد ما غطیہا الملوک من ابیہا فامتنع، وكانت الفتویٰ تخرج من

1- ماخوذ از: مضمون، ڈاکٹر محمد رفیع الاسلام مدنی

2- میزان الاحتمال، باب الفی، فصل فی النسوة، 4/604، دار المعرفۃ بیروت

دارعہم وعلیہا غطھا وخط ایسھا وزوجہا۔ (1)

خواتین کا قطعی نصاب کیا ہونا چاہیے؟

سوال: خواتین کا قطعی نصاب کیا ہونا چاہئے؟

جواب: جیسا کہ شروع میں بیان کیا کہ عمامہ، طہارت و نماز، حقوق العہد، امور خانہ داری، حفظ و نصاب پر مشتمل نصاب ہونا چاہئے۔

تفصیل: رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو سورہ نور بکھانے کا حکم دیا؛ کیونکہ اس میں بدکار مرد و عورت کی سزا، الزام تراشی کی مذمت، نظر کی حفاظت، پردے کے احکامات، آداب معاشرت، حقوق والدین، توحید و آخرت اور دیگر احکامات موجود ہیں۔  
المسود رک للہاکم میں ہے:

وَعَلَيْكُمْ مِنَ الْبَطَلِ سُورَةُ التَّوْرَةِ۔ (2)

(ترجمہ:) "اپنی بیٹیوں کو سورت کا تانا اور سورت نور سکھاؤ۔"

شعب الایمان میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّكُمْ دَعَاكُمْ سُورَةُ الْمَائِدَةِ

وَعَلَيْكُمْ أَيْسَاءُكُمْ سُورَةُ التَّوْرَةِ۔ (3)

(ترجمہ:) "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مردوں کو سورت مائدہ اور خواتین کو سورت نور سکھاؤ۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا سُورَةَ بَرَاءَتِكُمْ، وَعَلَيْكُمْ أَيْسَاءُكُمْ سُورَةُ التَّوْرَةِ۔ (4)

1- رد المحتار، کتاب الطہارۃ، ارکان الوضوء، 100/1، دار الفکر بیروت

2- المسود رک للہاکم، تفسیر سورۃ النور، المرقم (3484)، 2/440، دار الکتب العلمیۃ بیروت

3- شعب الایمان، تنظیم القرآن، فصل فی فضائل سورۃ، المرقم (2205)، 4/77، مکتبۃ الرشید لہند

4- شعب الایمان، تنظیم القرآن، فصل فی فضائل سورۃ، المرقم (2213)، 4/82



(ترجمہ:) "سورت برات سکھاؤ۔ اور اپنی خواتین کو سورت نور سکھاؤ۔"

ہاسٹل میں رہائش رکھنا کیسا؟

جواب: جیسا کہ اوپر بیان کرائے ہیں کہ باپردہ، صحیح انتظام اور کڑی نگرانی اور تربیتی ماحول میسر ہو تو رہائش رکھ سکتے ہیں۔ دیگر متح ہے۔

کیا استاذ سے پردہ ضروری ہے؟

جواب: استاذ اگر غیر محرم ہے تو اس سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔  
تفصیل: استاذ اجنبی کی طرح ہے لہذا جس طرح ایک اجنبی شخص سے پردہ کرنا ضروری ہے اسی طرح اپنے استاذ، پیر اور روحانی پیشوا و بزرگوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

قادی رضویہ میں ہے:

"بے پردہ بائیں محل کی جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ نکلا ہو  
چیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا ہینٹ یا پنڈلی کا کوئی جز تو اس  
طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواہ وہ عورت ہو یا  
عالم۔" (1)

قادی مصطفویہ میں ہے:

"عورت پر ہر غیر محرم سے پردہ کرنا فرض ہے، عورت اور استاذ محرم نہیں ہوتا  
محض اجنبی ہے۔ جو بزرگان دین ہیں وہ پردہ کو لازم جانتے ہیں، شرعاً  
اجانب سے پردہ لازم ہے۔" (2)

اس کی حرید تفصیل پردے کے احکام میں آئے گی۔

1- قادی رضویہ، 22/239، 240، رمضان 1418ھ

2- قادی مصطفویہ میں 490، شبیر برادر لاہور

غیر محرم مرد سے پڑھنا کیسا؟

سوال: غیر محرم مرد سے پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: غیر محرم سے دینی تعلیم سیکھنا شرعاً جائز ہے۔ مگر شرعی پردہ کرنا ضروری ہے اور ایک بند کمرے میں خلوت میں پڑھنا بھی منع ہے کیونکہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔ ہاں اگر دو یا زیادہ خواجین ہوں تو حرج نہیں ہے۔

خلوت و تنہائی کے متعلق مزید احکام اور احادیث "یاں سے اکیلے میٹنگ" والے سوال میں آئیں گی۔

مرد اساتذہ کو سلام کرنا کیسا؟

سوال: مرد اساتذہ کو سلام کرنا کیسا؟

جواب: مرد اساتذہ کو زبانی سلام کرنے میں فتنے کا اندیشہ نہیں ہوتا اس لئے ان کو سلام کرنا اور ان کا جواب دینا بھی جائز ہے۔

عورت کس کو سلام کر سکتی ہے؟

سوال: عورت کس کو سلام کر سکتی ہے اور کس کو نہیں؟

جواب: (1) غیر محرم اور اجنبی حضرات کو سلام نہیں کر سکتی۔

(2) غیر محرم قریبی رشتہ دار ہیں بزرگ ہیں انہیں سلام کرنا جائز ہے۔

(3) غیر محرم قریبی رشتہ دار اور جوان ہیں تو ان کو بلا ضرورت سلام نہیں کرنا چاہئے۔

(4) غیر محرم ہیں مگر عالم، مفتی، استاذ، پروفیسر ہیں، انہیں سلام کر سکتے ہیں۔

(5) عورت دوسری اجنبی عورت کو سلام کر سکتی ہے۔

(6) محرم رشتہ دار آپس میں سلام کر سکتے ہیں۔

تفصیل: اسلام نے نام صرف گناہ سے منع کیا بلکہ جو کام گناہ کی طرف لے جائے اس سے بھی منع کیا بلکہ اس کے قریب بھی نہ بھٹکنے دیا، کہ برے کام کی ابتداء ایسے کام

سے بنی ہوتی ہے کہ جس کو بظاہر یہ سمجھا جا رہا ہوتا ہے کہ اس میں کیا جاتا ہے؟ اور اس کے کرنے میں کیا حرج ہے؟

سلام، طلیک سلیک بھی اسی میں سے ہے کہ بظاہر اس میں گناہ کا شہ نہیں ہے مگر ابتداء سبکیں سے ہوتی ہے۔ تو اسلام نے قاعدہ بیان کر دیا کہ غیر عزم سے ضرورت کے سوا سلام و کلام منع ہے۔ ممانعت کی اصل علت فتنے کا اندیشہ ہے۔

اسی وجہ سے بعض فقہاء نے یوزمی عورت کو سلام کرنے سے منع نہیں کیا۔ باقی رہا جوان اور وہ بھی اجنبی یا رشتہ دار تو بہر حال اس سے سلام و کلام میں فتنے کا اندیشہ ہوتا ہے اگرچہ کہیں کم یا کثرت پر یاد۔

مسند احمد میں ہے:

أَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرِيضًا، فَسَلَّمَ فَتَنِيَتْهُ - (1)  
(ترجمہ: "نبی کریم ﷺ کا خواتین پر گزر ہوا تو آپ نے ان کو سلام کیا۔"

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

وَكُنَّا الرَّجُلَ مَعَ الْمَرْأَةِ إِذَا التَّقْيَا يَسْلِمُ الرَّجُلُ أَوَّلًا وَإِنْ سَلَّمَ الْمَرْأَةُ الْأُجَنَّبِيَّةُ عَلَى رَجُلٍ إِنْ كَانَتْ عَمُوزًا رَدَّ السَّلَامَ عَلَيْهَا بِصَوْتٍ يَسْمَعُ إِنْ كَانَتْ شَابَةً رَدَّ عَلَيْهَا فِي نَفْسِهِ وَالرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ أُجَنَّبِيَّةٍ فَلَا جَوَابَ فِيهِ يَكُونُ عَلَى الْعَكْسِ - (2)

(ترجمہ: "اسی طرح مرد عورت کے ساتھ کہ جب ان کا آمنا سامنا ہو تو مرد اولاً سلام کرے اور اگر عورت مرد کو سلام کرے تو اگر وہ یوزمی عورت ہے تو بلند آواز سے جواب دے سکتا ہے اور اگر جوان ہے تو اپنے دل میں

1- مسند احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، المرقم (19154)، 31/493، موسسة الرسالة بیروت

2- فتاویٰ قاضی خاں، کتاب الخطر والایمان، 3/328، قدسی کتب خانہ کراچی

ہی جواب دے۔ اور مرد جب اپنی خاتون کو سلام کرے تو جواب اس کا کس ہے۔

علامہ امجد علی اعظمی سے چچی، ممانی، خالدہ اور ثانی کو سلام کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے تحریر فرمایا:

"عورت اگر مرد کو سلام کہے تو السلام علیک یا السلام علیکم کہے، عورت کو سلام کیا جائے تو السلام علیک یا السلام علیکن کہا جائے"۔ (2)

عورت کا مرد سے ہاتھ ملانا؟

سوال: عورت کا مرد سے ہاتھ ملانا کیسا ہے؟

جواب: غیر خرم مرد سے ہاتھ ملانا جائز ہے، چاہے کتنا ہی قرچی کیوں نہ ہو۔ ہاں اگر مرد اتنا بڑھا جائے کہ فتنے کا اندیشہ نہیں ہے تو جائز ہے۔

احادیث میں وعیدات:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَاللَّهِ تَعَالَى أَنِّي دَرَزْتُكُمْ بِالْبَيْتِشِ۔ (2)

(ترجمہ:)"ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا ممنوع چیز کو پکڑنا"۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

مَنْ مَسَّ كَتِفَ امْرَأَةٍ فَيَسَّ لَهُ فَيَقَا سَبِيلَ وَضِعَ حَتَّى يَكُونَ جَنَازَةً  
الْقِيَامَةِ۔ (3)

(ترجمہ:)"جس نے خاتون کی ہتھیلی کو بغیر پردے کے چھوا تو قیامت کے

دن اس کی ہتھیلی پر آگ کا لٹھرا رکھا جائے گا"۔

1- تادی احمدیہ، 58/4، مکتبہ اوریہ رضویہ بکھر

2- مسند احمدی جلیل، مسند ابی حریرہ، رقم (8526)، 14/210، موسسۃ الرسالۃ بیروت

3- مکتبۃ الحرمین، مکتب الکرمیہ، 219/8، مدار الکتاب لاسلامی بیروت

ایک مقام پر فرمایا:

لَا تَقْتُلِي رَأْسَ دَجُلٍ يَسْخَرُ مِنْ خَدِيدٍ عَوْدَهُ مِنْ أَنْ تَشْهَ امْرَأًا لَا تَحِلُّ لَهُ۔ (1)

(ترجمہ) "غیر محرم خاتون کو ہاتھ لگانے سے بہتر ہے کہ مرد اپنے سر میں لوہے کی سولی چھو دے۔"

سُنن نسائی میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي لَا أَضَاهِيَنَّ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَتَلِي لِبَاسَةِ امْرَأَةٍ أَوْ قَتَلِي لَامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ، أَوْ مِثْلَ قَتَلِي لَامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ۔ (2)

(ترجمہ) "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں خواتین سے ہاتھ نہیں ملاتا، ایک سب سے خواتین سے ایک ساتھ کلام کرنا اور حقیقت ہر ایک کے ساتھ کلام کرنا ہوتا ہے۔"

ہدایت میں ہے:

وَكَذَا إِذَا كَانَ شَيْعًا يَأْمَنُ عَلَى نَفْسِهِ وَحَلِيهَا لَنَا قُلْنَا، فَإِنْ كَانَ لَا يَأْمَنُ عَلَيْهَا لِاتَّحِلَّ مَصَافَعُهَا لِيَهِيَ مِنَ التَّعْرِيفِ لِلْفَتْنَةِ۔ (3)

(ترجمہ) "اسی طرح اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنے کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے۔ اور اگر فتنے کا اندیشہ ہو تو اس کا مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے۔"

1- المجموع لمحمد بن المنصور، باب الف، اسم بنت رقيق، الرقم (471)، 186/24، دار ابن عیینہ

القاهرة

2- سنن النسائی، کتاب النکاح، حدیث النساء، الرقم (4181)، 7/149، مکتب المطبعة

الاسلامیہ قلیب

3- البدایہ، کتاب النکاح، فصل اللبس، 368/4، مدار احیاء التراث العربی بیروت

### ہاتھ ملانا اور گلے ملنا کیسا؟

سوال: ہاتھ ملانا اور گلے ملنا جائز ہے؟

جواب: عورت کا عورت کے ساتھ مصافحہ (ہاتھ ملانا) اور مصافحہ (گلے ملنا) جائز ہے۔ مگر مرد کا غیر عزم عورت سے مصافحہ کرنا اور گلے ملنا ناجائز و حرام ہے۔ جیسا کہ

احادیث مبارکہ سے ان پر وعیدات بیان کر چکے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی قیوب الرحمن صاحب لکھتے ہیں:

"عورتوں کا آپس میں ملاقات کے موقع پر یا کسی مسرت و شادمانی کے موقع پر مصافحہ و مصافحہ کرنا جائز ہے، اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے، محافل مقدسہ

پر اٹھار مسرت بھی جائز ہے۔" (1)

### بٹنے کے جدید طریقہ کا حکم؟

سوال: بعض لوگ ہاتھ ملانے کے بجائے چہرہ ملاتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: آج کل نیا طریقہ رائج ہوا ہے کہ سبب ہاتھ ملانے کے بجائے ایک ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے رخسار ملاتے ہیں یا بوسہ لیتے ہیں۔ یہ سنت طریقہ نہیں ہے مگر جائز ہے۔

اس میں غیر عزم اور اجنبی سے ہاتھ ملانا یا رخسار ملانا سخت گناہ ہے اور حرام ہے۔

### شرعی مسئلہ پوچھنے کیلئے جانا؟

سوال: شرعی مسئلہ پوچھنے کے لیے جانا کیسا؟

جواب: بہترین طریقہ یہ ہے کہ خاتون اپنے شوہر، بھائی یا بیٹے کو بھیج کر مسئلہ دریافت کرائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جید ماہر اور متقی پرہیزگار مفتی کا رابطہ نمبر ہو تو رابطہ کر کے پوچھ لے۔ ورنہ باپردہ طریقے سے بھی جا سکتی ہے۔

تفصیل: جیسا کہ صحابیات حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئیں اور مسائل دریافت کرتیں۔

البحر الرائق میں ہے:

لكن أراد ان تخرج الى مجلس العلم لتتعلم مسألة من مسائل  
الوضوء والصلاة فإن كان الروي يحفظ للمسائل ويذكر جندھا لله أن  
يسنھا وان كان لا يحفظ فلا أول أن يأذن لها أنيألد (1)

(ترجمہ:) "اور اگر کوئی مسئلہ نہیں پوچھتا بلکہ علم کی مجلس میں جانا چاہتی ہے  
تاکہ وضو اور نماز وغیرہ کے ضروری مسائل سیکھے تو خاوند اسے پڑھائے اور  
رکھائے اور اسے باہر نہ جانے دے اور اگر وہ نہیں پڑھا سکتا تو خاوند کو  
چاہیے کہ اسے کبھی کبھار جانے کی اجازت دے دے۔"

### مطلوب نظام تعلیم

سوال: مطلوب نظام تعلیم جائز ہے؟

جواب: مرد اور خواتین کا مطلوب طور پر تعلیم حاصل کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اداروں پر لازم  
ہے کہ بیچ میں پردے کا انتظام کریں یا الگ الگ انتظام کریں۔ اس تعلیم کے  
جتنے تقاضات لگنا وہ ہر عام و خاص کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں حتیٰ کہ مغرب  
مفکرین نے بھی اس کو تسلیم کر لیا ہے سوائے لبرلز کے۔

اکیلے ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں جانا کیسا؟

سوال: اکیلے ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں سفر کرنا کیسا ہے؟

جواب: (1) سفر شرعی مسافت (92 کلومیٹر) سے کم ہے اور حقے کا اعتراف نہیں ہے تو  
سفر کرنا جائز ہے۔

(2) سفر شرعی مسافت یا اس سے زیادہ ہے یا حقے کا اعتراف ہے تو سفر نہیں کر سکتے۔

**تفصیل:** گاڑی میں اکیلے ڈرائیور کے ساتھ خلوت نہیں پائی جاتی اور قحے کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا تو شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔  
 قادی عالجیری میں ہے:

والخلوة الصحيحة أن يجتمع في مكان ليس هناك ما لم ينعمه من

الموطد حسا أو شهرا أو طبعاً۔ (1)

(ترجمہ:) "مکمل تنہائی یہ ہے کہ وہ دونوں کسی ایسے مکان میں جمع ہوں کہ جہاں بہتری کرنے سے کوئی حسی، شرعی اور طبعی رکاوٹ نہ ہو۔"

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

أقول وقول القنينة ولينس معهما محرم يلين أنه لو كان فلا خلوة

والذي تحصل من هذا أن الخلوة الصحيحة تستلزم بالحوائل، وبوجود

محرم أو امرأة لثقة قادرة۔ (2)

(ترجمہ:) "میں کہتا ہوں: قنینہ کا قول "ان کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو" یہ اس بات کا قاعدہ دیتا ہے کہ اگر کوئی محرم ساتھ تھا تو پھر خلوت صحیح نہ ہوگی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو خلوت حرام ہے وہ درمیان میں پردہ حائل ہونے، محرم کے پائے جانے یا مستحتربا (احرار خاتون کے پائے جانے کی وجہ سے حرام نہیں رہتی۔

**اجنبی خاتون اور مرد کا ایک ساتھ بیٹھنا؟**

سوال: اجنبی خاتون اور مرد کا ایک ساتھ بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب: چاہے سفر میں ہوں یا کسی جگہ پر، اجنبی خاتون اور مرد کا ایک ساتھ یا جڑواں بیٹ پر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

1- قادی عالجیری، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، 1/304، دار الفکر بیروت

2- رد المحتار، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، 6/368، دار الفکر بیروت



تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّكَ وَالْعُلُونُ يَأْتِيَا نَفْسِي نَفْسِي مَا غَلَا رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا  
وَدَخَلَ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُمَا وَلَا يَزُومُ رَجُلٌ غَيْرًا مُتَلَبِّغًا يَطْلُو أَوْ حَتًّا  
غَيْرَ ذَلِكَ مِنْ أَنْ يَزُومَ مُتَلَبِّغَةً امْرَأَةً لَا تَجِلُّ لَهُ۔ (1)

(ترجمہ:) "خواتین کے ساتھ خلوت سے بچو۔ اس ذات کی قسم جس کے  
قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جب کوئی شخص اپنی خاتون کے ساتھ  
خلوت نشین ہوتا ہے تو شیطان (ان کو بہکانے کے لئے) موجود ہوتا  
ہے۔ اور مرد کا کچھ اور غریزہ کے ساتھ لگنا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ اپنا  
کندھا اپنی خاتون کے کندھے سے لگائے۔"

باس سے اکیلے میلنگ کرنا یا انٹرویو دینا؟

سوال: باس سے اکیلے میلنگ کرنا یا جاب کے لیے انٹرویو دینا یا کسی کا انٹرویو لینا کیا  
ہے؟

جواب: الگ اور بند کمرے میں کہ جہاں کمرے بھی نہیں گئے ہوئے وہاں اپنے باس  
سے ملنا یا جاب کیلئے انٹرویو دینا منع ہے۔

احادیث میں وعیدات:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَخْلُوكَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَخْرَجٍ۔ (2)

(ترجمہ:) "کوئی مرد کسی خاتون کے ساتھ بغیر محرم کے تنہائی اختیار نہیں  
کر سکتا۔"

1- الترمذی، المعجم ص 167، کتاب النکاح، الرقم (2939)، 28/3، مدار الکتاب، الطبعة الثامنة

2- صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة، الرقم (5233)، 37/7، مدار الحق

ایک اور مقام پر فرمایا:

أَلَا يَخْلُقُونَ رَجُلًا بِأَمْرَةِ قَبْلِ الشَّيْطَانِ شَالِيَةً (1)

(ترجمہ:) "خبردار! مرد خاتون کے ساتھ تمہاری میں نہ جائے کیونکہ ان میں  
تیسرا شیطان (ان کو بہکانے کے لئے) موجود ہوتا ہے۔"

صحیح البخاری میں ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ،  
أَقْرَأْتُكَ الْعَتُو؟ قَالَ الْعَتُو الْهَنْتُو (2)

(ترجمہ:) "خواتین کے پاس جانے سے بچو، ایک انصاری نے عرض کی:  
یا رسول اللہ! کیا دنیور کے پاس بھی جانا منع ہے، فرمایا: دہر موت ہے۔"  
نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

لَا تَكْلِبُوا عَنِّي الْمُنْهِيَاتِ، قَبْلَ الشَّيْطَانِ يَغْوِي وَمَنْ أَخَذَ كَيْفَ مَهْجَرِي الدَّيْرِ  
كُلُّنَا ذَوْنُكَ؟ قَالَ دَوْبِي، وَكَذَلِكَ اللَّهُ أَحَاقِقُ خَلْقِهِ فَاَسْلَمُ (3)

(ترجمہ:) "غیر محرم عورتوں کے پاس مت جاؤ، کیونکہ شیطان تمہاری رگ  
رگ میں دوڑ رہا ہے، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی  
ہے؟ فرمایا: میرے ساتھ بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور میرا  
شیطان مسلمان ہو گیا۔"

رد المحتار میں ہے:

وَلَيْسَ الْإِبْرَةِ وَاحِدٌ يَجْعَلُ بَيْنَهُمَا سِتْرَةً لِأَنَّهُ لَوْلَا السِتْرَةُ تَقَامُ الْخُلُوعُ  
بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأُجْبِيَّةِ، وَلَيْسَ مَعَهَا مَحَرٌّ فَهَذَا يُدِلُّ عَلَى صِحَّةِ مَا

- 1- المسند رک للامام، کتاب العلم، المرقم (390)، 1/199، دار الکتب العلمیۃ بیروت
- 2- صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا ینکحون برجل بأمرأة، المرقم (5232)، 7/37، دار طوق الحداد
- 3- سنن الترمذی، الباب الرضا، المرقم (1172)، 2/468، دار الغرب الاسلامی بیروت

قالوا: لأن البيتين من دار كالسنة بل أولى وما ذكره من الاكتفاء  
بالسنة مشروط بها إذا لم يكن الزوج فاسقا إذا لو كان فاسقا يحال  
بينهما بامرأة ثقة تقدر على الحملولة بينهما۔ (1)

(ترجمہ:) "مطلقہ یا نکہ و مطلقہ کا شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ  
ایک گھرے میں ہوں اور ان دونوں کے درمیان پردہ ہو کیونکہ اگر پردہ  
نہیں اور ان کے ساتھ عرم بھی نہیں تو مرد و عورت کے ساتھ تنہائی تحقیق  
ہو جائے گی۔ کیونکہ ایک گھر کے دو گھرے مثل درمیان میں پردہ کے ہیں  
بلکہ اس سے کہیں بہتر ہیں۔ اور جنہوں نے فقط پردے کو کافی قرار دیا، یہ  
اس صورت میں ہے کہ جب شوہر فاسق نہ ہو۔ اور اگر شوہر فاسق ہے تو  
با اعتماد خاتون کا ہونا ضروری ہے۔"

جب ایک غیر عرم مرد اپنی عورتوں کی جماعت نہیں کر سکتا حالانکہ اس میں نئے کا  
اندیشہ کم ہے تو ایک مرد و عورت کا خلوت نشین ہونا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟  
علامہ حصکلی و ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

وكما تكبر امامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل خلد ولا معمر  
منه ظاهرة أن الخلوة بالأجنبية لا تتلف بوجود امرأة أجنبية أخرى  
وتتلف بوجود رجل آخر تأمل۔ (2)

(ترجمہ:) "جیسا کہ مرد کی امامت مکروہ ہے خواتین کے لئے ایک گھر میں  
جبکہ ان کے ساتھ کوئی مرد یا کوئی عرم نہ ہو۔ اس کا ظاہر یہ بتا رہا ہے کہ کسی  
دوسری اجنبی عورت کی موجودگی میں خلوت ختم نہیں ہوتی اور دوسرے شخص  
کی موجودگی میں کسی اجنبی خاتون کے ساتھ خلوت ختم ہو جاتی ہے۔"

1- رد المحتار، کتاب النکاح والایاح، فصل النکاح، 368/6، دار الفکر بیروت

2- الدرر مع رد المحتار، کتاب النکاح، باب الامانة، 566/1، دار الفکر بیروت

فقہاء نے صراحت کی ہے کہ ساس اگر بوڑھی نہ ہو تو داماد اس کے ساتھ تنہائی میں نہیں بیٹھ سکتا حتیٰ کہ اپنی بیٹی اور بہن کے ساتھ بھی جبکہ قتلے کا اندیشہ ہو۔  
علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

والسائلۃ مفروضة عنانی أمها والعلة تفيد أن الحكم كذلك لي بنتها  
ودعوا كما لا يخفى۔ (1)

(ترجمہ:) "یہاں جو مسئلہ فرض کیا گیا ہے وہ بیوی کی ماں کے متعلق ہے، لہذا علحدہ نہ کر دہ کی وجہ سے اپنی بیٹی وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے جو کہ قتل نہیں ہے۔"

### عورت کا ملازمت کرنا کیسا؟

سوال: عورت کا ملازمت کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر باپردہ ہو کر جائے، تاہم عورت کے ساتھ خلوت نہ ہو اور کوئی قتلے کا اندیشہ نہ ہو تو عورت کا ملازمت کرنا جائز ہے۔

تفصیل: امام السنن امام احمد رضا خان قادری عورت کے نوکری کرانے کے بارے میں لکھتے ہیں: "یہاں پانچ شرطیں ہیں:

- (1) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چکے۔
- (2) کپڑے اتنے تنگ و چست نہ ہوں جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں۔
- (3) بالوں یا گلے یا پیٹ یا پنڈلی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔
- (4) کبھی تاہم عورت کے ساتھ کسی خفیہ (تھوڑی) دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔
- (5) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی حائل نہ ہو۔

یہ پانچ شرطیں اگر جمع ہیں تو کوئی حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو حرام۔" (2)

1۔ رد المحتار، کتاب النکاح، فصل النکاح، 369/6۔

2۔ فتاویٰ رضویہ، ج: 22، ص: 248، رد المحتار، ج: 1، ص: 369/6۔

### محفل اور اجتماعات میں جانا کیسا؟

سوال: خاتون کا محفل اور اجتماعات میں جانا کیسا ہے؟  
جواب: ایسے دینی اجتماعات جس میں قرآن و سنت کی روشنی میں احکام و مسائل اور عقائد اہل سنت کی تبلیغ کی جاتی ہو اس میں شرکت کرنا جائز و مستحسن بلکہ ثواب کا کام ہے۔

تفصیل: خواتین کو مردوں کی نسبت دین سیکھنے کے مواقع کم میسر ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان میں کم علمی زیادہ ہوتی ہے۔ خواتین دینی و مذہبی اجتماعات اور محافل میں شرکت کر سکتی ہیں مگر درج ذیل شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

- (1) اپنے شوہر یا سرپرست سے اجازت لینا ضروری ہے۔
- (2) اگر سفر مسافت شرعی (92 کلومیٹر) سے زیادہ ہے تو محرم کا ہونا ضروری ہے۔
- (3) مکمل شرعی پردہ ہو۔
- (4) کسی فحشے کا اندیشہ نہ ہو۔
- (5) مہنگی خوشبو اور پرلیم لگا کر نہ جائیں۔
- (6) محفل میں مکمل پردے کا انتظام ہو اور مردوں کا اعتکاف نہ ہو۔
- (7) عورت کی آواز غیر محرم تک نہیں جانی چاہئے۔

دلائل و جزئیات:

صحیح البخاری میں ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَأَلَتِ الرَّسُولَ لِلنِّسَاءِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِنَّ وَسَلَّمْ هَلْ يَكُنَّ  
حَلَكُوكَ الرِّجَالِ، فَأَجَبَنِي لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَنِي يَوْمًا لَيَكُونَنَّ  
فِيهِ، فَوَعَدَنِي وَأَمَرَنِي. (1)

(ترجمہ) "حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ خواتین نے نبی کریم ﷺ سے

کی بارگاہ میں غرض کی کہ مرد حضرات آپ کی مجلسوں میں بکثرت ہوتے ہیں تو آپ ہمارے لئے ایک دن مقرر فرما دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا اور ایک دن ان کیلئے مختص کر دیا اس میں آپ ان کو وحی و نصیحت فرماتے ہیں اور احکام اور ارشاد فرماتے۔

اسی صحیح البخاری میں ہے:

بَعَثَ أَمِيرُ سَلَمَةَ رَجُلٌ مِنَ اللَّهِ عَلَيْهَا، قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ الْبَيْتُاءُ حِينَ يَقْطَعُ تَسْلِيمَتَهُ، وَيَتَكَلَّمُ قَوْلِي مَقَامِهِ يَسْئَلُونَهُ أَلَيْ يَقُولُ، قَالَ بَرَى - وَاللَّهِ أَفْهَمُ - أَلَيْ ذَلِكَ كَانَ لِكَيْ يَنْصَرِفَ الْبَيْتُاءُ، فَبَلَ أَلَيْ يُذِيرُ كَهْنُ أَحَدٍ مِنَ الزَّجَالِ - (1)

(ترجمہ:) "حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم جب نماز کا سلام پھیرتے تو خواتین آپ کا سلام ختم ہوتے ہی کھڑی ہو جاتیں اور آپ تھوڑی دیر وہاں پر ہی بیٹھے رہتے۔ راوی کہتا ہے کہ آپ علیہ السلام یہ اس لئے فرماتے تاکہ خواتین مردوں کے جانے سے پہلے چلی جائیں۔"

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَإِنْ أَرَادَتْ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى مَجْلِسِ الْعِلْمِ بِغَيْرِ رِضَا الزَّوْجِ كَيْسَ لَهَا ذَلِكَ  
فَإِنْ وَقَعَتْ لَهَا ذَلَالَةٌ إِنْ سَأَلَ الزَّوْجُ مِنَ الْعَالَمِ أَوْ أَحَدِهَا بِذَلِكَ لَا يَنْبَغُهَا  
الْخُرُوجُ وَإِنْ امْتَنَعَ مِنَ السَّوَالِ يَسْعَاهَا مِنْ غَيْرِ رِضَا الزَّوْجِ وَإِنْ لَمْ تَقْعَمْ  
لَهَا ذَلَالَةٌ لَكِنْ أَرَادَتْ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى مَجْلِسِ الْعِلْمِ لَتَتَعَلَّمَ مَسْأَلَةً مِنْ  
مَسَائِلِ الْوُضُوِّ وَالصَّلَاةِ فَإِنْ كَانَ الزَّوْجُ يَحْفَظُ السَّائِلَ وَيَذْكُرُ عِنْدَهَا  
فَلَهُ أَنْ يَنْبَغُهَا وَإِنْ كَانَ لَا يَحْفَظُ فَلَا أَوْلَى أَنْ يَأْذَنَ لَهَا أَحْيَانًا - (2)

صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب التسلیم، الرقم (837)، 1/167، وادعوی الخفاء

المحرر ابن قیم، کتاب الطلاق، باب الفسخ، 4/212، وادعوی الخفاء، کتاب الطلاق، باب الفسخ، 4/212، وادعوی الخفاء

(ترجمہ:) "اگر خاتون بغیر خاوند کی رضا کے علم کی مجلس میں جانا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی مسئلہ پوچھتا ہو تو خاوند کو بتائے وہ مفتی سے پوچھئے اور اسے بتائے۔ اور اگر پوچھ کر نہ بتائے تو خاوند کے روکنے کے باوجود وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے جاسکتی ہے۔ اور اگر کوئی مسئلہ نہیں پوچھتا بلکہ علمی مجلس میں جانا چاہتی ہے تاکہ وضو اور نماز وغیرہ کے ضروری مسائل سیکھے تو خاوند اسے پڑھائے، سکھائے اور اسے باہر نہ جانے دے اور اگر وہ نہیں پڑھا سکتا تو خاوند کو چاہیے کہ اسے جانے کی اجازت دے دے۔"

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"غرض کوئی فقہ نہ فی الجہل ہو، نہ اس کا اندیشہ ہو تو علم دین امور راہ خدا سیکھنے کے لئے جانے اور بلانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔" (1)

فتاویٰ بریلی میں ہے:

"صرف عورتیں ہوں اور وہاں کوئی مرد نہ ہو اور عورتیں اس میں ایک دوسرے کو دین کی باتیں بتا سکتی ہیں اور عورتوں کی آواز باہر نہ جائے۔" (2)

مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم کے پاس جانا ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال طیبہ طاہرہ سنا بلکہ فرمائش کر کے ان سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف سنا بزرگان دین کی سنت ہے۔ دیکھو یہ تاہی ایک صحابیہ نبی جی کے پاس جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات آپ کا حلیہ شریف آپ کی نعت سننے کے لیے مگر یہ سنا سنا پردہ میں سے ہوتا تھا، ایسی عورت مردوں کو خوش الحانی سے نعت نہ سنائے بلکہ جو عورت قاریہ ہو وہ بھی اپنی قرأت عورتوں کو

1- فتاویٰ رضویہ 22/239، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2- فتاویٰ بریلی شریف، ص 132، شبیر پبلشرز لاہور

سائے مردوں کو نہ سائے کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے اسی لیے عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی کہ امام کو قرأت بلند آواز سے کرنی پڑتی ہے۔" (۱)

### تہلیف کیلئے نکلنا کیسا؟

سوال: غناؤں کا تہلیف کے لیے نکلنا کیسا ہے؟  
جواب: دین سکھانے اور اصلاحی و تربیتی دھڑا وصیحت کیلئے جانا جائز ہے۔ اس میں ابھی ذکر کردہ شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔  
تفصیل: چونکہ خواتین کو صحیح طریقے سے غناؤں ہی سمجھا سکتی ہیں اور انہیں دین کی طرف راغب کر سکتی ہیں، تو اسی وجہ سے وہ اپنے گھر سے نکل سکتی ہیں۔

### مغفلوں میں دینی تعلیمات کو ترجیح دی جائے

جہاں نعت خوانی کی محفل ہو یا کوئی بھی پروگرام ہو تو وہاں نعت خوانی کے ساتھ ساتھ دھڑا وصیحت اور ضروری و شرعی مسائل سے آگاہی کا بندوبست ضرور کیا جائے۔  
یہ یاد رہے کہ نعت سنانا ثواب کا کام ہے مگر دین کے مسائل ضروریہ سے لاعلم رہنا گناہ کبیرہ ہے۔ نعت خوانی کی محفل میں جانا اچھا اور عمدہ عمل ہے مگر نماز سے اور حقوق العباد اور علوم فرضیہ سے بے خبر رہنا سخت گناہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا کہ دین کے بہت سے شرعی اور ضروری مسائل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہیں۔ لہذا خواتین کو چاہئے کہ وہ دین سیکھنے کو ترجیح دیں، جس طرح غریبی آواز سن کر اپنے کالوں کو تسکین پہنچاتی ہیں اسی طرح وہ دین سیکھ کر اور اس پر عمل کر کے اپنے آخرت کے سکون کیلئے بھرپور کردار ادا کریں۔



### عورت کا نعت پڑھنا کیسا؟

سوال: عورت کا نعت پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: خواتین کی نذر (شرعی) آواز کا پردہ ہے یعنی اتنی بلند آواز سے نعت پڑھنا کہ آواز غیر محرم مردوں تک جائے تو یہ ناجائز و حرام ہے۔ نعت پڑھنے والی بھی گناہ گار ہے اور سننے والا بھی گناہ گار ہے۔

بعض فقہاء کے نزدیک بغیر ضرورت کے عورت کی آواز سننا مرد کے لئے ممنوع ہے۔

تفصیل: اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا يَخْفَيْنِ عَنْكُمْ مَا فِي بُحُونِهِمْ مِنْ شَيْءٍ (1)

(ترجمہ:) "اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سگھار"۔

جب فیروں کے زیر کی آواز سننا غیر مردوں کو حرام ہے تو اپنی آواز سننا بطریق

اولیٰ ممنوع ہے۔

علامہ اسماعیل حنفی لکھتے ہیں:

أَي لَا يَضْرِبُونَ بِأَرْجُلِهِمْ الْأَرْضَ لِيَتَحَقَّقَ مَخْلَعُهُمْ فَيَعْلَمَ أَنَّهُمْ ذَوَاتُ مَخْلَعٍ فَإِنَّ ذَلِكَ مَّا يُوْرَثُ الرِّجَالُ مِثْلًا لِيَهْمُ وَيَهْمُ أَنَّ لَهُمْ مِثْلًا لِيَهْمُ وَإِذَا كَانَ اسْمُ صَوْتِ مَخْلَعِهَا لِلْأَجَانِبِ حَرَامًا كَانَ رَفْعُ صَوْتِهَا بِحَيْثُ يَسْمَعُ الْأَجَانِبُ كَلَامَهَا حَرَامًا بِطَرِيقِ الْأَوَّلِ لَأَنَّ صَوْتَ نَفْسِهَا أَكْرَبُ إِلَى الْفَتَى مِنْ صَوْتِ مَخْلَعِهَا وَلِذَلِكَ كَرِهُوا أَذَانَ النِّسَاءِ لِأَنَّهُ يَحْتَاجُ فِيهِ إِلَى رَفْعِ الصَّوْتِ يَقُولُ الْقَوْدُ وَهَذَا الْقِيَاسُ الْخَفِيُّ يَنْجِلُ أَمْرَ النِّسَاءِ فِي بَابِ الذِّكْرِ الْجَهْرِيِّ فِي بَعْضِ الْبِلَادِ فَإِنَّ الْجَمْعِيَّةَ وَالْجَهْرِيَّ حَقَّقَهُنَّ مِمَّا يَنْتَمِ عَنْهُ جَدًّا وَهِيَ مَرْتَبَاتٍ لِلْأَثَمِ الْعَظِيمِ بِذَلِكَ إِذْ لَوْ

استحب الجمعۃ والجہوری حقہن لاستحب لی حق الصلاة والاذان والتلیۃ۔ (1)

(ترجمہ:) "یعنی وہ زمین پر اپنا پاؤں زور سے نہ رکھے تاکہ اس کے ہاتھ کی چھکار سنائی دے اور لوگوں کو پتہ چل جائے۔ اس سے لوگ اس کی طرف مائل ہوں گے اور رغبت کریں گے۔ جب انہیں کو زبور کی آواز سنانا حرام ہے تو اتنی بلند آواز سے کلام کرنا کہ غیروں تک پہنچے بطریق اولیٰ حرام ہوگا کیونکہ اس کی آواز میں زبور کی چھکار سے زیادہ فتنہ پایا جاتا ہے۔ اسی لیے غواہین کی آذان کو مکروہ قرار دیا کیونکہ آذان کے لئے بلند آواز کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی بنیاد پر فقیر کہتا ہے بعض علاقوں میں جو غواہین جمع ہوتی ہیں اور ذکر بالجہر کرتی ہیں وہ ممنوع ہے اور ان کو سختی سے روکا جائے۔ اس سے وہ گناہ کبیرہ کی مرکب ہوتی ہیں اگر جمع ہونا اور ذکر بالجہر کرنا جائز ہوتا تو نماز، اذان اور تلیۃ کہنا بھی جائز ہوتا۔"

عورت کا حج کے موقع پر بلند آواز سے تلیۃ کہنا، اگر جماعت میں ہے تو امام کو لقمہ دینا، بلند آواز سے نماز میں قراءت کرنا اور اذان دینا مکروہ اور ممنوع ہے۔ جب عبادات میں عورت کو بلند آواز سے پڑھنے سے منع کیا گیا ہے تو نعمت اور عبادت قرآن کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟ جبکہ آواز غیر مردوں تک پہنچ رہی ہو۔

علامہ کمال الدین ابن امام لکھتے ہیں:

وعلى هذا لو قيل اذا جهرت بالقراءة في الصلاة فسدت كان متجها،  
ولذا منعها - عليه الصلاة والسلام - من التسيب بالصوت لإعلام  
الإمام لسهولة التصديق۔

1- تحفہ روح البیان سورۃ النور: آیت (31)، 8/145، دار الفکر بیروت

2- فتح القدیر، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، 1/260، دار الفکر بیروت

(ترجمہ) "اسی بنیاد پر کہا گیا کہ جب خاتون نے بلند آواز سے قراہت کی تو اس کی نماز کا سہ ہو جائے گی۔ اور اسی لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورت کے لئے امام کو بلند آواز سے قمرہ دینے سے منع فرمایا، بلکہ وہ اپنی ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر تمام کو قلمی کا اشارہ دیں۔"

علامہ ابن غابدین شامی تحریر فرماتے ہیں:

وتقدم في شروط الصلاة أن صوت المرأة حرة على الراجح ومرا الكلام فيه فراجعہ۔ (1)

(ترجمہ) "نماز کی شرائط میں یہ بات گزر چکی ہے کہ خاتون کی آواز کا بھی پردہ ہے مانع قول کے مطابق۔ حرید وضاحت وہاں پر ملاحظہ ہو۔" منہ الخالق میں ہے:

إذا قلنا صوت المرأة حرة أنا نريد بذلك كلامها؛ لأن ذلك ليس بصحيح قلنا نريد الكلام مع النساء الأجانب ومعاورتهن عند الحاجة إلى ذلك ولا نريد لهن رفع أصواتهن ولا تخطيها ولا تليينها وتكليمها لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحرير الشبهات منهم ومن هذا الميعاد أن تتخذ المرأة (2)

(ترجمہ) "جب ہم نے کہا عورت کی آواز کا پردہ ہے اس سے مراد اگر محض اس کا کلام ہے تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ ہم نے حاجت کے وقت عورتوں کا اجنبیوں کے ساتھ کلام کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ ہاں ان کا بلند آواز سے بات کرنے، نرم اور دل نشیں انداز کو ہم نے ناجائز قرار دیا کیونکہ اس میں مردوں کو اپنی طرف مائل کرنا ہے اور اس سے شہوات پیدا ہوں گی،

1- رد المحتار، کتاب النحر والایات، فصل فی النحر والیس، 369/6، مدار النحر ج 2

2- منہ الخالق، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، 1/285، مدار الکتاب الاسلامی ج 2

اسی وجہ سے عورت کی اذان کو ناجائز قرار دیا۔

اصل حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری لکھتے ہیں:

"سوال: چند عورتیں ایک ساتھ مل کر گھر میں میلاد شریف پڑھتی ہیں اور آواز باہر تک سنائی دیتی ہے یونہی محرم کے سینے میں کتاب شہادت وغیرہ بھی ایک ساتھ آواز ملتا کر پڑھتی ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ جنتاً تو حرام۔"

الجواب: ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اور عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سے محلِ فتنہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔" (1)

قادری معطلویہ میں ہے:

"جو لڑکیاں وہاں بلند آواز سے نعت پڑھتی ہیں وہ گناہ گار اور مستحق تار ہیں، نیز وہ مرد بھی جو ان کی آواز پر کان دھرتے ہیں اور ان کی اس حرکت پر راضی ہوتے ہیں۔" (2)

### گانے کی طرز پر نعت پڑھنا کیسا؟

سوال: گانے کی طرز پر نعت پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بچتا بہتر ہے کہ لوگ بدگمانی کریں گے اور عجیب عجیب باتیں بنائیں گے۔ تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ومن الحسن لا بأس بالدف في العرس ليشتبهوا في السراجية هذا إذا لم

يكن له جلاجل ولم يضرب على هيئة التطريب اھ۔ (3)

(ترجمہ:) "امام حسن سے روایت ہے کہ شادی کے موقع پر لوگوں کو خیر

دینے کے لئے دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مراجعہ میں ہے: یہ اس

1- قادری رضویہ 22/240، رمضان 1426ھ، جن لاہور

2- قادری معطلویہ ص 520، شبیر بریلوی لاہور

3- رد المحتار، کتاب الطہر، 350/6، مدار الشریعت

وقت ہے کہ جب جہانگیر نہ ہوں اور گانے کی طرز پر بھی نہ ہو۔

**قرآن یاد کر کے بھلا دینا؟**

سوال: قرآن یاد کر کے بھلا دینا کیسا؟

جواب: قرآن پاک کو حفظ کر کے اسے بھلانا نہیں چاہئے۔ اگر اتنا بھول گیا کہ دیکھ کر بھی نہیں پڑھ سکتی تو یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

تفصیل: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ امْرِئٍ يَكُلُّ الْقُرْآنَ، ثُمَّ يَنْسَاهُ، إِلَّا لَيْلِيَ اللَّهُ عَذَابًا لِّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجَدًا - (1)

(ترجمہ:) "جس شخص نے قرآن پڑھا یا سیکھا پھر اسے بھول گیا تو قیامت کے دن کوڑھ کے طراب میں جلا ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔"

ایک مقام پر فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ حَتَّى تَخْلُقَ الدُّنُوبُ فَلَكُمْ أَرْبَعًا شَيْئًا أَفْظَمَ مِنْ خَاوِلِ الْقُرْآنِ وَتَأْوِيلِهِ - (2)

(ترجمہ:) "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے گناہوں کو پیش کیا جاتا ہے تو اس میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ قرآن یاد کر کے اس کو ترک کر دینا۔"

ماطی قاری تحریر فرماتے ہیں:

أَمَّا بِالْمَنْظَرِ حَسَنًا، وَبِالْفَقِيهِ حَسَنًا الشَّافِعِي أَوْ الْحَنَفِي ثُمَّ يَتْرَكَ قِرَاءَتَهُ

1- سنن ابی داؤد، باب للصحبة يد في من حفظ القرآن، رقم (1474)، 2/75، المكتبة البصرية

بروت

2- معصوم ابی شیریہ، کتاب فضائل القرآن، فی لیسان القرآن، رقم (29998)، 6/124،

مکتبۃ المرشد الایمانی

تلف اور مانتی۔ (1)

(ترجمہ) ”یعنی اتنا بھول چکا ہو کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے، اور امام شافعی کے نزدیک یہ زبانی پڑھنے کے ساتھ ہے۔ یا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کو پڑھنا ہی ترک کر دے۔“

قرآن کیسے یاد رکھا جائے؟

سوال: قرآن کیسے یاد رکھا جائے؟

جواب: قرآن کو یاد رکھنا مرد کی نسبت عورت کیلئے زیادہ مشکل ہوتا ہے مگر اسے چاہئے کہ وہ قرآن کو یاد رکھنے کی کوشش کرے۔ ہر روز قرآن کی تلاوت کرے۔ فرض نماز میں بالترتیب قرآن پڑھنے کا معمول بنائے۔ ہر روز قرآن سنائے۔ نفل میں باجماعت کسی کو سنائے۔

اگر ان میں سے کسی ایک پر عمل کیا جائے تو قوی امید ہے کہ قرآن نہیں بھولے گی۔

قرآن پاک کو چھ متا؟

سوال: قرآن پاک کو چھ متا کیسا ہے؟

جواب: قرآن پاک کو چھ مستحقین اور کاروائی ہے۔

تفصیل: امام جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں:

روی عن حبرائہ کان یاخذ المصحف کل خدا لا یرقبہ ویقول مہدی

ومنشور بی جز وجل وکان عثمان یقبل المصحف ویسہ علی

وجہہ۔ (2)

(ترجمہ) ”حضرت عمرؓ کے جھٹل یہ روایت ہے کہ آپ ہر صبح قرآن کو

اٹھاتے اور اسے باور دیتے اور فرماتے ہیں یہ میرے رب کا مہد اور منشور

مرفوعہ، کتاب فہام القرآن، 4/1502، دار الفکر بیروت

شرح سنن ابن ماجہ، ص 263، تصنیف کتب خانہ کراچی

ہے۔ اور حضرت عثمان قرآن کو بوسہ دیتے اور اپنے چہرے پر ملتے۔"

اسی کو علامہ طحاوی نے حاشیہ المراقی میں نقل فرمایا۔ (1)

### خاتون بھرتی بن سکتی ہے؟

سوال: کیا خاتون بھرتی بن سکتی ہے؟

جواب: مرد و بھرتی مرید کے لحاظ سے بھرتی نہیں بن سکتی۔ البتہ باپردہ شرعی

قضاوں کے مطابق اجماع میں خواتین کی روحانی تربیت کر سکتی ہے۔

تفصیل: علامہ جلال الدین اچھری لکھتے ہیں:

"مرد میں بھی بیعت کر سکتی ہیں یعنی مرید ہو سکتی ہیں لیکن وہ خود کسی کو مرید

نہیں کر سکتیں۔" (2)

### قبرستان و مزارات پر جانا کیسا؟

سوال: خواتین کا قبرستان اور مزارات پر جانا کیسا؟

جواب: جانا منع ہے۔

تفصیل: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ رُؤَاةِ

الْقُبُورِ۔ (3)

(ترجمہ:) "حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

قبروں کی زیارت کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

علامہ ابراہیم طبری لکھتے ہیں:

1- حاشیہ الطحاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، فصل فی مسأله الاذکار ص 320، دارالکتب العلمیہ کراچی

2- فتاویٰ فقہی ملت، 2/426، شیعہ مطبعہ لاہور

3- سنن الترمذی، ابواب الجنائز، فی کرامۃ زیارۃ القبر و الدعاء، المرقم (1056)، 2/362.

سئل القاضي عن جواز النسل في المقابر قال لا يسأل عن الجواز  
والنفساء في مثل هذا وإنما يسأل عن مقدار ما يلحقها من اللعن  
فيها، وأعلم أنها كلما قصدت الخروج كانت في لعنة الله وملائكته وإذا  
خرجت تحطها الشياطين من كل جانب وإذا أفت الكفور يلعنها روم  
البيت وإذا رجعت كانت في لعنة الله۔ (1)

(ترجمہ:)"قاضی نے عورتوں کیلئے قبروں کی زیارت کے متعلق سوال کیا  
گیا تو فرمایا: جواز اور عدم جواز کے متعلق سوال نہ کرو۔ یہ پوچھو کہ اس میں  
لعنت کتنی مقدار میں جسے میں آئے گی؟ یہ جان لے کہ جب خاتون گھر سے  
نکلنے کا ارادہ کرتی ہے تو وہ اللہ اور اس کے فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے،  
اور جب وہ گھر سے نکل جاتی ہے تو شیاطین کے جھرمٹ میں ہوتی ہے اور  
جب قبروں کے پاس آتی ہے تو میت کی روحیں اس پر لعنت بھیجتی ہیں اور  
جب وہ لوٹتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں ہوتی ہے۔"

لکھوی رضویہ میں ہے:

"جب ان خیر کے زمانوں میں ان عظیم فیوض و برکات کے دنوں میں  
عورتیں منع کرویں گئیں اور کاہے۔؟، حضور مساجد و شریف جماعات  
سے، حالانکہ دین شین میں ان دنوں کی شدید تاکید ہے۔ تو کیا ان آئینہ  
شرور میں ان قلیل یا مسموم فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے  
گی؟ وہ بھی کاہے گی؟ زیارت قبور کو جانے کی جو شرعاً منع نہیں، اور خصوصاً  
ان سیلوں کیلیں میں جو خدا نارسوں نے حرارت کرام پر نکال رکھے ہیں،  
یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے منافقت ہے؟"۔ (2)

فتیہ السنن، فصل فی الجنازہ، ص 512، مکتبہ نعیمیہ کوئٹہ،

لکھوی رضویہ 551/9، رمضان 1427ھ



کیا عورت مسجد میں احکاف کر سکتی ہے؟

سوال: کیا عورت مسجد میں احکاف کر سکتی ہے؟

جواب: اگر فقہ کا اندیشہ نہیں اور الگ جھلک نظام ہے جیسا کہ مسجد نبوی شریف میں ہے۔  
تو عورت کو مسجد میں احکاف کرنے کی اجازت ہے ورنہ مسجد میں احکاف کرنا  
منوع ہے۔

تفصیل: فقہ اور فساد کی وجہ سے عورت کو مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا منع ہے۔  
اسی طرح اگر احکاف کرنے میں فقہ کا اندیشہ ہے تو مسجد میں احکاف کرنا منع ہے۔  
ہاں اگر عورتوں کے احکاف کی جگہ بالکل علیحدہ ہے اور فقہ کا اندیشہ نہیں ہے جیسا کہ  
مسجد نبوی شریف میں عورتوں کے احکاف کیلئے علیحدہ جگہ بنی ہوئی ہے اور وہاں مرد  
حضرات کا داخلہ بھی ممنوع ہے تو ایسی صورت میں عورت مسجد میں احکاف کر سکتی ہے۔  
علامہ طحاوی لکھتے ہیں:

لو احتكفت في المسجد فظاهر مالي النهاية أنه يكره أن تنهيا ويمنهيلي على  
قباس ما مر حواه من أن المختار ممنوع من الطرد في الصلوات  
كلها أن لا يتعدى ممنوع من الاحتكاف في المسجد (2)  
(ترجمہ: "اگر عورت نے مسجد میں احکاف کیا تو جو نہایہ میں ہے اس کا  
ظاہر یہ ہے کہ یہ مکروہ و تنزیہی ہے۔ فقہاء نے اس بات کی تصریح کی کہ بے  
حک عیناً رکھی ہے کہ عورتیں تمام نمازوں کیلئے مسجد میں نہیں جاسکتیں، اس پر  
قیاس کے مطابق عورتوں کو مسجد میں احکاف کرنے کی ممانعت میں تردد نہیں  
ہونا چاہئے۔"

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں:

"احکاف اپنی حقیقت اور روح کے اعتبار سے عزت نشینی اور غلوت گزینی

کی عبادت ہے کہ بعد از عین سب سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی ذات سے ملو  
لگائے نور اسی کے ذکر و فکر میں مگن رہے، اگر صحیح تربیت کا اہتمام نہ ہو تو  
انجامیت سے اس کی روح مجروح ہوتی ہے۔" (1)

ایام حیض میں استانی قرآن کیسے پڑھائے؟

سوال: حیض کے دنوں میں استانی قرآن کیسے پڑھائے؟

جواب: قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتی بلکہ اسے چاہیے کہ وہ ایک ایک لفظ کر کے  
سبق پڑھائے جیسے "الحمد" پر سانس توڑے پھر "لہ" پڑھے، پھر "رب" اور  
پھر "العالمین" وغیرہ۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

قوله وقراء القرآن أي ولو دون آية من المركبات لا السجرات؛ لأنه  
جوز للمعطلين النحلة تعلية كلمة كلمة كأنه مشاء وكذا قرآن التوراة  
والإنجيل والمذہب۔ (2)

(ترجمہ:) "ایک آیت سے کم مرکب نہیں پڑھ سکتی، ایک ایک لفظ کر کے  
پڑھ سکتی ہے کیونکہ حیض والی استانی کے لئے ایک ایک کلمہ کر کے تعلیم دینا  
فقہاء نے جائز قرار دیا ہے جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ یہی حکم  
تورات، زبور اور انجیل کا ہے۔"

ایام حیض میں کتب پڑھانا؟

سوال: حیض کے دنوں میں کتب کا سبق کیسے پڑھائے؟

جواب: قرآن پاک کی تلاوت کے علاوہ وہ تمام سبق بشمول اعادہ سبق پڑھا سکتی ہے۔  
ہاں سبق کے دوران جہاں جہاں قرآن پاک کی آیات آئیں انہیں چھوڑ دے یا

1- تعہیم المسائل، 1/198، نفاہ القرآن، علیہ زلاہور

2- رد المحتار کتاب الطہارۃ، باب الحيض، 1/293، دار الفکر بیروت

اشارہ کروے یا کسی سے طہارت کرے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَغْتَرِ الْمَخَافُ، وَلَا الْخُفُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ۔ (1)

(ترجمہ:) "حیض والی خاتون اور بے غسل شخص قرآن نہیں پڑھ سکتا۔"

ایام حیض میں قرآن کیسے پڑھے؟

سوال: حیض کے دنوں میں قرآن کیسے پڑھے؟

جواب: طہارت قرآن پاک ہو یا ترجمہ قرآن یا تفسیر ان سب کی صحت جائز ہے۔ البتہ

قرآن اور کتب میں موجود قرآنی آیات کو چھونا اور پڑھنا منع ہے۔

ایام حیض میں ذکر و اذکار کرنا کیسا؟

سوال: حیض کے دنوں میں ذکر و اذکار کرنا کیسا ہے؟

جواب: قرآن پاک کے علاوہ جتنے بھی ذکر و اذکار، تسبیحات، وحیفے اور ورد و شریف ہیں

ان کو پڑھ سکتی ہیں۔

تفصیل: علامہ حرثیؒ و حاکمیؒ فرماتے ہیں:

(ولا بأس) لعنن وجنب (بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله

تعالى، وتسبيح)۔ (2)

(ترجمہ:) "حیض والی اور بے غسل کے لئے دعاؤں کا پڑھنا، چھونا، اللہ کا

ذکر کرنا اور تسبیح کرنا جائز ہے۔"

قرآن و ترجمہ کو ہاتھ لگانا کیسا؟

سوال: قرآن اور ترجمہ قرآن کو ہاتھ لگانا کیسا؟

1- سنن الترمذی، الباب المہم، فی الحب والابتن، المرقم (131)، 1/194، دار الفکر

الاسلامی بیروت

2- عویدہ بن عبد الرحمن، کتاب المہم، باب الحب، 1/293، دار الفکر بیروت

جواب: خاتون پڑھنے والی ہو یا پڑھانے والی بہر صورت قرآن، اس کے گتے اور وہ

غلاف جو اس گتے کے ساتھ ملا ہوا ہے اسے ہاتھ نہیں لگا سکتی۔

اسی طرح جس میں تفسیر کم ہے اور قرآن پاک کی مقدار زیادہ ہے اسے بھی ہاتھ نہیں لگا سکتی۔

جیسا کہ تفسیر خزائن العرفان اور اس جیسے حاشیہ نما تفسیریں۔

تفصیل: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا يَسْبُغُ إِلَّا الْمَلُوكُ وَدَىٰ - (1)

(ترجمہ: "اسے نہ چھوئیں مگر بادشاہ")۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

بِخِلَافِ الْمَصْحُفِ فَلَا يَجُوزُ مَسُّ الْجِلْدِ وَمَوْضِعِ الْبَيَاضِ مِنْهُ وَقَالَ

بَعْضُهُمْ يَجُوزُ، وَهَذَا أَكْرَبُ إِلَى الْقِيَاسِ، وَالْمَسُّ أَكْرَبُ إِلَى التَّعْظِيمِ كَمَا فِي

الْبَحْرِ أَيْ وَالْمَصْحُفِ الْمَسُّ كَمَا ذَكَرْنَا وَمِثْلُ الْقُرْآنِ سَائِرُ الْكُتُبِ

السَّابِقَةِ كَمَا قَدْ مَتَّعْنَا مِنَ الْقَوْلِ ثَلَاثًا - (2)

(ترجمہ: "بخلاف قرآن پاک کے، کہ اس کی جلد کو اور قرآن کی سفید جگہ

کو چھونا جائز نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ اسے چھونا جائز ہے، لیکن قیاس کے

زیادہ قریب ہے مگر تعظیم کی وجہ سے منع کیا جیسا کہ بحر میں ہے: معنی یہ ہے

کہ اسے چھونا بھی منع ہے، جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔ باقی تمام آسانی کتب

کا حکم بھی قرآن والا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ہی ذکر کر دیا۔"

علامہ عمر ابن محمد لکھتے ہیں:

وَيَسْمَحُ لِمَنْ يَبِيعُ حُلَّ مِنْهُ أَيْ الْقُرْآنَ وَلَوْ مَكْتُوبًا بِالْفَارَسِيَّةِ إِجْمَاعًا هُوَ

الصحيح أما عند الإمام فقطافـ (1)

(ترجمہ:) "اور قرآن کو چھوٹا بلا جماع مع ہے اگرچہ وہ قاری میں لکھا ہوا ہو، یہی صحیح ہے۔ باقی رہا امام اعظم کے نزدیک تو وہ بھی اسی طرح ہے۔"

آیاتم حیض میں کتب کو چھوٹا؟

سوال: حیض کے دنوں میں کتب اسلامیہ کو ہاتھ لگانا، چھوٹا کیسا؟

جواب: قرآن پاک کے علاوہ تمام کتب بشمول کتب احادیث کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔ تفسیر میں سے جس تفسیر کی مقدار زیادہ ہے اسے بھی ہاتھ لگا سکتی ہے۔ جیسے حاشیہ والی جلالین شریف۔ مگر اس صورت میں بھی وضو کر کے ہاتھ لگانا چاہئے۔ لیکن تفسیر میں جہاں قرآن پاک لکھا ہوا ہے اسے نہیں چھو سکتی۔ تفصیل: علامہ حنبلی لکھتے ہیں:

وقد جوز أصحابنا من كتب التفسير للحدث، ولم يصلوا بين كون الأكثر تفسيراً أو قرآناً، ولو قيل به اعتبار اللغاب لكان حسناً۔ (2)  
(ترجمہ:) "ہمارے اصحاب نے بے وضو کے لئے تفسیر کی کتب کو چھوٹا جائز قرار دیا ہے۔ انہوں نے قرآن کے زیادہ ہونے یا تفسیر کے زیادہ ہونے میں تفصیل بیان نہیں کی۔ ہاں اگر قالب کا اعتبار کیا جائے تو یہ اچھا ہوگا۔"

انحراف رافق میں ہے:

وفي الخلاصة يكره من كتب الأحاديث والفقہ للحدث عندهما وعند أبي حنيفة الأصم أنه لا يكره من كتب الآثار والروايات مع ما في النواحي المستحب أن لا يأخذ كتب الشريعة بالكم أيضاً بل يجدد الوضوء كلما

۱۔ انحراف رافق، کتاب الطہارۃ، باب الخوض، 1/134، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ انحراف رافق، کتاب الطہارۃ، سنن الخوض، 1/77، دار الکتب العلمیہ بیروت

أحدث وهذا أقرب إلى التعظيم۔ (1)

(ترجمہ:) "خلاصہ میں ہے: کتب احادیث اور فقہ کو بے وضو چھونا صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے اور امام اعظم کے نزدیک اصح یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔۔۔ سراج و ہاج میں حواشی کی طرف منسوب ہوا ہے، مستحب یہ ہے کہ شریعت کی کتب کو دامن کے ساتھ بھی نہ چھوئے بلکہ با وضو ہو کر چھوئے۔ اور یہ تعظیم کے زیادہ قریب ہے۔"

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

قوله ومسه أي القرآن ولوني لوم أو درهم أو حائط، لكن لا يمتد إلى

من مس المكتوب۔ (2)

(ترجمہ:) "تفتی یا درہم یا دیوار میں قرآن لکھا ہو تو اس کو چھونا جائز ہے لیکن قرآن لکھے ہوئے کو چھونا منع ہے۔"

ایام حیض میں دستانے بچن کر قرآن کو چھونا؟

سوال: حیض کے دنوں میں دستانے بچن کر قرآن کو چھونا کیسا؟

جواب: ہاتھوں پر دستانے لگا کر بھی قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے؛ کیونکہ یہ کپڑا اس کے جسم کا

حصہ بن چکا ہے، اس کی قمیص اور روپے کی طرح اس کا تابع ہے۔

تفصیل: فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ولا يجوز لهم مس المصحف بالثياب التي هم لا يمسوها۔ (3)

(ترجمہ:) "پہنے ہوئے کپڑے کے ساتھ قرآن کو چھونا جائز نہیں ہے۔"

المحررات فی میں ہے:

1- البحر الرائق، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، 1/212، دار الکتب الاسلامیہ بیروت

2- البحر الرائق، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، 1/293، دار الکتب الاسلامیہ بیروت

3- فتاویٰ عالمگیری، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، الفصل السادس، 1/39، دار الفکر بیروت

وقال بل بطن الإخوان بل يجوز من المصطب يستدیل حوالہ سے علی  
حتقہ قلت لا أعلم فيه منقولا، والذي يظهر أنه إن كان بطله وهو  
يتحرك بهر كنه ينهش أن لا يجوز، وإن كان لا يتحرك بهر كنه ينهش أن  
يجوز لا اعتبارهم لآء في الأول تابعاً له كبدنه دون الشان (1)

(ترجمہ:) "بعض بھائیوں نے پوچھا کہ کیا قرآن کو ایسے تو لیے کے ساتھ  
چھونا جائز ہے جو اس نے اپنے گلے میں لٹکایا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ میں  
اس بارے میں کوئی روایت نہیں جانتا، ہاں جو مجھ پر ظاہر ہوا ہے وہ یہ  
ہے کہ اگر ایسے کنارے کے ساتھ چھوئے جو اس کی حرکت سے حرکت کرتا  
ہے تو چھونا مناسب نہیں ہے اور اگر حرکت نہیں کرتا تو چھوسکا ہے۔ اول  
میں اس لئے کہ وہ اس کے بدن کے تابع ہے نہ کہ دوسرے میں۔"

### ایام حیض میں سبق لکھنا کیسا؟

سوال: حیض کے دنوں میں سبق کیسے لکھا جائے؟

جواب: وضو کر کے تمام اسباق لکھ سکتی ہے مگر قرآن پاک کی آیت نہیں لکھ سکتی۔

ہاں اس صورت میں قرآن لکھ سکتی ہے کہ لکھتے وقت اس صفحے کو ہاتھ نہ لگائے، پہلے  
بعد میں اس صفحے کو ہاتھ لگائے۔

تفصیل: الدر المختار میں ہے:

ون لا تكسر «وكتابه قرآن والصحيقة أو اللوح على الأرض حتى تنقش حنن الشان  
علافا لمحمد وينهش أن يقلل إن وضع على الصحيقة ما يجوز بينها  
وبين يده فإنه يقول الشان ولا فيقول الثالث قاله العلي (2)

(ترجمہ:) "قرآن اور صحیفے کی کتابت مکروہ نہیں ہے یا تختی زمین پر ہو تو

1- المحرر المأق، کتاب الطهارة، باب الحيض، 1/212، دار الكتب الإسلامية بيروت

2- الدر المختار، کتاب الطهارة، سنن الغسل، 1/174، دار الفکر بيروت

بھی، یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے، بخلاف امام محمد کے۔ اور مناسب یہ ہے کہ اگر جیسے پر ہاتھ رکھے بغیر لکھا تو امام ابو یوسف کا قول لیا جائے گا وگرنہ امام محمد کا قول لیا جائے گا۔  
اس پر علامہ شامی نے فرمایا:

قولہ خلافاً للمحدث، حیث قال أصحابنا أن لا یکتب؛ لأن فی حکم الناس لنقلنا أن حلیة من المصحف قال فی الفتن والأول أقین؛ لأن فی هذه الحالة ماس بالقدم وهو واسطة منصلة فكان کتوب منصل إلا أن یسہل یبطل (1)

(ترجمہ: "مجھے یہ پسند ہے کہ اس طرح نہ لکھا جائے کیونکہ یہ بھی قرآن کو چھونے کی حکم میں ہے، یہ حلیہ محیط سے ہے۔ فتح القدیر میں فرمایا: اول زیادہ قیاس کے مطابق ہے کیونکہ اس حالت میں وہ قلم کو چھو رہا ہے اور وہ جگہ میں فاصلہ ہے تو یہ الگ کپڑے سے چھونے کے مترادف ہوگا، اس ہاتھ لگا کر لکھنا جائز نہیں۔"

### ایام بیض میں اسلامیات کا بھیج دینا؟

سوال: بیض کے دنوں میں اسلامیات کا بھیج کیسے دیا جائے؟

جواب: (1) بھیج یاد کرتے وقت قرآن پاک کی آیات کو دل میں یاد کرے، زبان سے نہ ہرائے۔

(2) قرآن پاک کی آیات کو جو کتاب میں ہیں صرف انہیں آیات کو ہاتھ نہ لگائے، باقی الفاظ اور کتاب کو ہاتھ نہ لگاسکتی ہے۔

(3) پرچہ دیتے وقت اگر قرآن پاک کی آیات لکھنے کی ضرورت ہو تو صرف آیات لکھتے وقت اس کاغذ سے اپنا ہاتھ اٹھالے اور قلم سے آیت لکھ دے، اس کے بعد باقی



تحریر کے وقت کاغذ پر پھلے ہاتھ رکھ کر لکھے۔

(4) اس کے علاوہ جتنی اسلامی باتیں ہیں، احادیث اور اقوال ہیں انہیں لکھ بھی سکتی ہے اور چھو بھی سکتی ہے اور پڑھنا بھی جائز ہے۔

ترجمہ قرآن پڑھنا اور لکھنا کیسا؟

سوال: ترجمہ قرآن پڑھنا اور لکھنا کیسا؟

جواب: قرآن کا ترجمہ چاہے کسی بھی زبان میں ہو اصل قرآن ہی کی حیثیت رکھتا ہے لہذا اسے بھی بغیر غسل کے پڑھنا جائز نہیں اور لکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

چھوٹی بچیوں کا قرآن کو چھونا؟

سوال: نابالغ بچہ اور بچی بغیر وضو کے قرآن چھو سکتے ہیں؟

جواب: نابالغ بچہ اور بچی بغیر وضو اور طہارت کے ہاتھ لگا سکتے ہیں مگر انہیں ہا وضو ہو کر قرآن کو ہاتھ لگانے کی عادت ڈالی جائے۔

تفصیل: جامع الاحکام الصغار میں ہے:

ولی طہارات المبیط کما بعض مشایخنا دفع المصحف والعلوم الذی علیہ القرآن فی الصبیان، وعامة مشایخنا لم یروا بأساً لأنهم خیر معاطین بالوضوء والتأخیر تفسیر القرآن۔ (1)

(ترجمہ:)"مبیط کی طہارات کے باب میں ہے: بعض مشائخ نے بچوں کو قرآن دینے اور قرآن کی لکھی ہوئی تختی دینے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ جبکہ ہمارے عام مشائخ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان کیلئے وضو ضروری نہیں ہے ہاں زیادہ دیر دینا قرآن کی بے ادبی کا باعث ہو سکتا ہے۔"

## دوسرا باب: پروہ و لباس کے متعلق جدید مسائل

### لباس کے متعلق قاعدہ کلیہ

سوال: لباس کے متعلق قاعدہ کلیہ کیا ہے؟

جواب: کس طرح کا لباس جائز ہے؟ اور کس طرح کا جائز نہیں ہے؟ ان کے لئے ایک قاعدہ کلیہ ہے جو اس پر پورا اترے وہ جائز ہے جو نہ اترے وہ جائز نہیں ہے۔ یہ مرد و عورت دونوں کے لئے ہے۔

(1) لباس کا استعمال شریعت کی طرف سے منع نہ ہو۔ جیسے مرد کے لئے ریشمی، اور بالکل سرخ رنگ کا لباس۔

(2) بھو، شرمگاہ کا ڈھانچنا، اسی کے ضمن میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ لباس اتنا چست اور چمکا ہوا نہ ہو کہ جسم کی صورت دکھائی دے۔

مرد و عورت کے لئے اس کی الگ تفصیل ہے جو کہ ابھی آ رہی ہے۔

(3) فاسقوں، فحش مسلمانوں جیسا لباس نہ ہو۔ یعنی غیر مسلموں کا شعار والا لباس ناجائز

ہے، جیسے عیسائی عورتوں کا خاص کا لے رنگ کا برقعہ۔ بلکہ بعض صورتوں میں کمر بھی

ہے۔ اور ان کے خصوصی لباس سے بھی بچنا ضروری ہے جیسے آجکل بیہودہ قسم کے

لباس کہ پائین کر بھی بے لباس جیسی دکھائی دیتی ہیں۔ (1)

حریرِ آداب و ریح ذیل ہیں:-

کے بیٹے یعنی جو دوسری بیوی سے ہوں۔ (16) رضائی بیٹا، رضائی بھائی، رضائی چچا، رضائی ماموں۔

غیر محرم رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے:

- (1) چچا کا بیٹا۔ (2) پھوپھو کا بیٹا۔ (3) ماموں کا بیٹا۔ (4) خالہ کا بیٹا۔ (5) دیور یعنی شوہر کا بھائی، بڑا ہو یا چھوٹا۔ (6) ننھوئی یعنی شوہر کی بہن کا شوہر۔ (7) بیٹھولی۔ (8) پھوپھا۔ (9) خالو۔ (10) شوہر کا بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، پھوپھا، خالو۔

نوٹ: یہ خواہن کے لئے محرم و غیر محرم ذکر کیے گئے، جبکہ مرد کے لئے محرم و غیر محرم بھی اسی طرح ہیں مگر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ۔ ان فرض خاتون اپنے رشتہ داروں کی تفصیل یہاں سے با آسانی سمجھ سکتی ہے۔

تفصیل: حاشیہ شرملا علی الدرر میں ہے:

المحرم من لا يجوز المشاکعة بینه و بینہا علی التامید بنسب أو سبب  
کالرضاع و المصاهرة و سواہ کانت المصاهرة بنکاح أو سفام فی  
الأصنام۔ (1)

(ترجمہ:) ”محرم وہ ہے کہ جس سے نکاح کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جائز نہ  
ہو، یہ یا تو نسب کی وجہ سے ہوگا یا کسی رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے  
ہوگا۔ اور مصاہرت چاہے نکاح سے ہو یا بدکاری سے۔ یہی اصح ہے۔“

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَوَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ  
أَخَوَاتِكُمُ الْأَخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرِّضَاعَةِ  
وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَزَوَّجْنَكُمْ اللَّائِي فِي حُبُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّائِي  
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ لَئِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ

حاشیہ شرملا علی الدرر، کتاب النکاح، 314/1، مدارجہ المکتب العربیہ

کے بیٹے یعنی جو دوسری بیوی سے ہوں۔ (16) رضائی بیٹا، رضائی بھائی، رضائی چچا، رضائی ماموں۔

غیر خرم رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے:

(1) چچا کا بیٹا۔ (2) پھوپھو کا بیٹا۔ (3) ماموں کا بیٹا۔ (4) خالہ کا بیٹا۔ (5) دیور یعنی شوہر کا بھائی، بڑا ہو یا چھوٹا۔ (6) ننھوئی یعنی شوہر کی بہن کا شوہر۔ (7) بیٹھولی۔ (8) پھوپھا۔ (9) خالو۔ (10) شوہر کا بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، پھوپھا، خالو۔

نوٹ: یہ خواہن کے لئے عرم و غیر عرم ذکر کیے گئے، جبکہ مرد کے لئے عرم و غیر عرم بھی اسی طرح ہیں مگر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ۔ ان فرض خاتون اپنے رشتہ داروں کی تفصیل یہاں سے با آسانی سمجھ سکتی ہے۔

تفصیل: حاشیہ شرملا علی الدرر میں ہے:

المحرر من لا یجوز المناکحة زینہ دین تھا علی التائید بنسب اوسب  
کالرطام والمصاهرة وسواء کانت المصاهرة بنکاح أو سفام فی  
الأصم۔ (1)

(ترجمہ:) ”عرم وہ ہے کہ جس سے نکاح کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جائز نہ  
ہو، یہ یا تو نسب کی وجہ سے ہوگا یا کسی رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے  
ہوگا۔ اور مصاہرت چاہے نکاح سے ہو یا بدکاری سے۔ یہی اصح ہے۔“

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَوَالَتُكُمْ وَبَنَاتُ  
أَخَوَاتِكُمُ الْأَخَوَاتُ وَأُمَّهَاتُكُمْ الْأَخَوَاتُ وَأَخَوَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ  
وَأُمَّهَاتُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ الْأَخَوَاتُ فِي حُبُورِكُمْ مِنْ بَنَاتِكُمُ الْأَخَوَاتُ  
وَأَخَوَاتُكُمْ بَنَاتُكُمْ بَنَاتُكُمْ بَنَاتُكُمْ بَنَاتُكُمْ بَنَاتُكُمْ بَنَاتُكُمْ

حاشیہ شرملا علی الدرر، کتاب النکاح، 314/1، مدارجہ المکتب العربیہ



تاکہ بڑے ہونے تک وہ پردے کی عادی بن چکی ہوں۔  
 جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ سات سال کی عمر میں بچے کو نماز  
 سکھاؤ، دس سال میں ڈانٹ ڈپٹ کر نماز پڑھاؤ اور ساتھ لے جاؤ۔  
 تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَكْفُلُ اللَّهُ مِنْ امْرَأَةٍ صَلَاةً حَتَّى تَتَوَارَى بِرُكْنَيْهَا، وَلَا مِنْ جَارِحَةٍ بِلَكْبَتِ  
 الْبُحْبُوحِ حَتَّى تَتَغَشَّوْهُ۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی خاتون کی نماز کو قبول  
 نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ اپنی زینت کو نہ چھپالے، کسی بچی پر پردہ لازم نہیں حتیٰ  
 کہ وہ جنسِ دہلی ہو جائے۔"

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَرْءٌ أَوْلَاؤُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِينَ، وَالْمَرْءُ يُؤْتَمُّ عَلَيْهَا، وَهُمْ  
 أَبْنَاءُ عَشِيْرَةٍ حَتَّى يَنْتَفِخُوا فِي الْمَنَافِعِ۔ (2)

(ترجمہ:) "اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب  
 دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مادرِ نماز پڑھنا اور ان کے بستر الگ کر  
 دو۔"

خاتون کس سے کتنا پردہ کرے؟

سوال: خاتون کس سے کتنا پردہ کرے؟

جواب: لباس کے حلقہ جو ابھی تین قاعدے بیان ہوئے ہیں ان کا لحاظ کرنے کے بعد  
 خاتون کس سے کتنا پردہ کرے؟ یعنی خاتون کو یا خاتون مرد کو یا دوسری عورت کو  
 کس حد تک دیکھ سکتی ہے؟ اس کے قوانین درج ذیل ہیں۔

1- المصنوع للامام ابن قیم، باب النہم، المرقم (7806)، 315/7، دار الفکر، دمشق، 1406ھ

2- سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی عزرائلہ، المرقم (495)، 1/133، المکتبۃ المصریۃ

اس کی چار قسمیں ہیں:

- (1) مرد کا مرد کی طرف دیکھنا۔
- (2) عورت کا عورت کی طرف دیکھنا۔
- (3) عورت کا مرد کی طرف دیکھنا۔
- (4) مرد کا عورت کی طرف دیکھنا۔

مکلی قسم سے ہمارا تعلق نہیں ہے باقی کی تفصیل یہ ہے۔

نوٹ: جن اعضاء کو نہیں دیکھ سکتے انہیں ستر اور شرعاً کہتے ہیں اور ان کا پردہ ضروری ہے۔ اور جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے ان کا پردہ بھی نہیں ہے۔

اور جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے وہ صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب شہوت، فتنے اور نیت میں کھوٹ کا اندیشہ نہ ہو، ورنہ بہر صورت میں منع ہے اگرچہ باپ بیٹا وغیرہ کیوں نہ ہوں، آج کے پرفتن دور میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

عورت کا عورت کی طرف دیکھنا:

عورت دوسری عورت کے تمام اعضاء سر، سر کے بال، گردن، بازو، سینہ، پیٹ، کمر، پنڈلی اور پاؤں دیکھ سکتی ہے۔ مگر ناف سے لے کر گھٹنوں تک دیکھنا منع ہے۔

عورت کا مرد کی طرف دیکھنا:

مزد چاہے محرم ہوں یا غیر محرم، ان کے تمام اعضاء سر، سر کے بال، گردن، بازو، سینہ، پیٹ، کمر، پنڈلی اور پاؤں کو عورت دیکھ سکتی ہے۔ مگر ناف سے لے کر گھٹنوں تک دیکھنا ناجائز و حرام ہے۔

مرد کا عورت کی طرف دیکھنا:

اس کی تین صورتیں ہیں:

- (1) مرد کا اپنی بیوی کو دیکھنا: میاں بیوی جب تنہائی میں ہوں تو ان کے درمیان کسی بھی

قسم کا پردہ نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ بہتری کے وقت چادر اوڑھ لی جائے۔

(2) مرد کا اپنے محرم رشتہ دار عورتوں کو دیکھنا: اپنے محرم رشتے داروں کے ناف سے لے کر گھٹنوں سمیت، پیٹ اور پیچھے کا پردہ لازم ہے ان کے علاوہ اعضاء کو بلا شہوت اور بلا خوف و خجستہ کے وقت دیکھنا جائز ہے۔

(3) مرد کا غیر محرم عورت کو دیکھنا: عورت کا تمام بدن ستر ہے سوائے پانچ اعضاء کے، یعنی چہرہ، دہاچھ اور دونوں پاؤں کا ظاہری حصہ۔

تعمیم: جس طرح غیر محرم رشتہ دار سے پردہ فرض ہے اسی طرح اجنبی غیر رشتہ دار، مکمل وہ کتنا ہی قرعہ کیوں نہ ہو مثلاً استاذ، سر، بزرگ، ان سے بھی اجنبیوں کی طرح پردہ فرض ہے۔

نوٹ: اجنبیوں سے پردے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے سامنے ضرورتاً اپنا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کھول سکتی ہے، جبکہ قہقہے کا اندیشہ نہ ہو۔ باقی تمام بدن کو چھپانا ضروری ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی وغیرہ لکھتے ہیں:

أن مسائل النظر أربع: نظر الرجل إلى المرأة ونظر الرجل إلى الرجل، ونظر المرأة إلى المرأة، ونظر الرجل إلى الأجنبية، ونظر المرأة إلى الأجنبية، ونظر الرجل إلى من تعل له من الزوجة والأمة ونظرة إلى ذوات محارمه ونظرة إلى أمة الغدير آخره (1)

(ترجمہ) "نظر کے مسائل کی چار قسمیں ہیں۔ مرد کا عورت کی طرف دیکھنا اور عورت کا مرد کی طرف دیکھنا۔ مرد کا مرد کی طرف دیکھنا اور عورت کا

1- رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی النظر والاس، 384/6، دار الفکر؛ فتح الباری،

24/10؛ بدائع الصنائع، 125/5؛ المبسوط للسرخسی، 147/10؛ المحیط للبرہانی،

333/5؛ تاجی ما لکیری، 327/5



عورت کی طرف دیکھتا۔ پہلی قسم کی پھر چار قسمیں ہیں: مرد کا اپنی آزاد عورت کو دیکھتا، مرد کا اس عورت کو دیکھتا جس کے لئے حلال ہیں جیسے بہن اور لونڈی، مرد کا اپنی محرم خواتین کی طرف دیکھتا اور مرد کا غیر کی لونڈی کو دیکھتا۔"

پردے کے متعلق آیات اور احادیث:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَكْرَمُ لِلَّهِ يُورِثُكُمْ وَلَا تَكُونُوا تَرْكَةً لِلْعَالَمِينَ (الأول: 1)

(ترجمہ) "اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے انکی جاہلیت کی ہے پردگی۔"

دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

[illegible]

(ترجمہ:) "مسلطان مردوں کو حکم دے اپنی ٹاپیں پگھلے رکھیں اور اپنی

شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت سہرا ہے بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دے کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پوشاکی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کینزیز جو اپنے ہاتھ کی جگہ۔ حوں نور بشریکہ شہدت والے مرد نہ ہوں یا دوپٹے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار اور اللہ کی طرف حقیر کر دے مسلمان سب کے سب اس امید پر کہ تم صلاح پاؤ۔

سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُلْ زَكَرَاتُكُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِلَى صَفْوَةٍ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ يَخْرُجُهَا لِيُطَهَّرَ بِهَا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (١)

(ترجمہ: "اے نبی! اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی خورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادر اور اکا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اہل سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پچھان ہو تو سبکی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اسی صورت میں ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُبَيِّنُ كَلِمَاتِي مِنَ الْغَيْبِ إِذَا تَفَهَّمْتُ بِالنُّبُولِ  
فَيُكَلِّمُ الَّذِي لِي قَلْبُهُ مَرْفُوعٌ وَقَدْ لَدِيَكَ مَعْرُوفَاتُ (2)

1- الأخرى، آيت: 59

2- الخزانة، ص: 32

اسی صورت میں فرماتا ہے:

قَدْ أَتَيْنَاكَ بِمَنْ مَنَّا عَلَى الْقَوْمِ مِنْ دَرَجَاتٍ وَلَكِنْ أَطَعُوا لِقَوْلِ اللَّهِ  
وَقُلُوبِهِمْ۔ (1)

(ترجمہ: "اے نبی کی پیروی اتم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرتو  
بات میں لکھی تھی نہ کہ وہ کہہ کہ وہ کہہ لایا کہ ہے ہاں اچھی بات کہو۔"

احادیث:

(1) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ يَزَعُمُ اللَّهُ بِسَاءِ الْمُهَاجِرَاتِ  
الْأُولَى، لَمَّا أَتَى اللَّهُ وَلِيَّطِينَ بْنِ يَحْيَى عَلَى جُنُودِهِمْ، (المحر: 31) شَقِيق  
مُرُوطُهُمْ قَاتِلَتُهُنَّ بِهَا۔ (2)

(ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں:  
ہجرت کرنے والی خواتین پر اللہ تعالیٰ رحم کرے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی  
"وَلِيَّطِينَ بْنِ يَحْيَى عَلَى جُنُودِهِمْ" کہ "اور اپنے دو بیٹے اپنے سینوں پر  
ڈالے رہا کریں" تو انہوں نے اپنے دو بیٹوں کو دونوں کنارے سے پھاڑ  
کر ان کی لوز حنا یاں بنا لیں۔"

(2) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَتْ اسْتَقْبَلَ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ  
النَّبِيلِ وَهُوَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مَاذَا أَتَى النَّبِيلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ، مَاذَا أَتَى  
وَمِنَ الْغَزَاةِ، مَنْ يُؤَقِّطُ صَوَابِ الْمُهْجِرَاتِ، كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا.  
عَائِشَةُ تَوَدُّ الْقِيَامَةَ قَالَ الْوَقُوفُ وَكَانَتْ يَنْتَظِرُهَا فِي كُنُفِهَا بَيْنَ  
أَصَابِعِهَا۔ (3)

1- الأحزاب، آیت: 53

2- صحیح ابوداؤد، کتاب تفسیر القرآن، باب المہجرین، الرقم (4758)، 109/8، دار طوق النجاة

3- صحیح ابوداؤد، کتاب اللباس، ما کان اتیمی حقہ من اللباس، الرقم (5844)، 152/7

(ترجمہ:) "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت بیدار ہوئے اور کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیسی کیسی بلائیں اس رات میں نازل ہو رہی ہیں اور کیا کیا رحمتیں اس کے خزانوں سے اتر رہی ہیں۔ کوئی ہے جو ان حجرہ والیوں کو بیدار کر دے۔ دیکھو بہت سی دنیا میں پہننے اور مرنے والیاں آخرت میں نکلی ہوں گی۔ زہری نے بیان کیا کہ وعدہ اپنی آسمانوں میں اٹھیں گے اور ایمان رکھنے والی لگاتی تھیں۔ تاکہ صرف انکیاں نکلیں اس سے آگے نہ کھلے۔"

(3) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْتَهِي اللَّهُ مِنْ أَمْرٍ إِلَّا مَعْلَاةً عَلَى ثَوَابٍ لَا يَرْشَقُهَا، وَلَا مِنْ جَارِيَةٍ تَنْتَهِي النَّحِيضُ حَقٌّ تَنْخَبِرُ۔ (1)  
(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی خاتون کی نماز کو قبول نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ اپنی زینت کو نہ چھپالے، کسی بچی پر پردہ لازم نہیں حتیٰ کہ وہ حیض والی ہو جائے۔"

(4) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَلْبِسُ وَجُوهَنَا مِنَ الزَّجَالِ، وَكُنَّا نَتَشَبَّهُ الْقَتْلَ فَيَكْتَلِبُ الْإِغْرَابُ۔ (2)  
(ترجمہ:) "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ قرمانی ہیں: ہم اپنے چہروں کو مردوں سے چھپاتے تھے۔ اور اس سے پہلے ہم اپنے بالوں کو کھلا چڑھتے تھے احرام میں۔"

(5) مَنْ أَمَرَ سَلَمَةَ، قَالَتْ كُنْتُ جُنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ فَتَقْتُلُ مَنْ أَمَرَ مَكْتُوبٌ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أَوْفَقَا بِالْبَيْتِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَبَيْتُمَا مَيْمَةَ، فَكُنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ

۱- الترمذی، باب الحکم، الرقم (7606)، 7/315، دار المعرفۃ

۲- المسند رکب للحاکم، کتاب الصوم، الرقم (1868)، 1/824، دار الکتب العلمیہ بیروت

أَتَيْتُ أُنْثَى لَا يُعْرَفُهَا وَلَا يُعْرَفُهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَقْبِئِي وَأَنْ أَكْتَبَا الْكُتُبَا تُعْرَفُ بِهِ، قَالَ أَبُو حَاوَةَ هَذَا لِأَبِي النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاهَةً، أَلَا تَرَى فِي اعْتِدَادِ قَائِلَتِهِ بِثَبْتِ قَبْلِ وَثْنِ ابْنِ  
أُمِّ مَكْتُومٍ، قَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَائِلَتِهِ بِثَبْتِ قَبْلِ  
اعْتِدَادِ وَثْنِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، لِأَنَّ رَجُلًا أَتَى تَصْغِيرَ نِسَابِكَ  
جَنَدًا - (1)

(ترجمہ:) "ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ  
کی خدمت میں موجود تھی جبکہ سیدہ میمونہ ابھی وہیں تھیں کہ سیدنا ابن ام  
مکتوم آ گئے۔ اور یہ ان دونوں کی بات ہے جبکہ ہمیں پردے کے احاطہ  
دے دیے گئے تھے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اس سے پردہ کرو۔"  
ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ناجائز نہیں ہے ہمیں دیکھنا نہیں  
اور پہچاننا بھی نہیں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تو کیا تم بھی اندھی ہو؟ تم  
اسے نہیں دیکھتی ہو؟" امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ حکم ازدواج نبی  
کریم ﷺ کے لئے خاص تھا۔ جبکہ سیدہ فاطمہ بنت قیس کو ابن ام مکتوم  
کے ہاں عدت گزارنے کا کہا گیا تھا اور نبی کریم نے اسے فرمایا تھا: "ابن  
ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو وہ ناجائز آدمی ہے" تم اس کے ہاں اپنے  
کپڑے اتار سکو گی۔"

(6) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَعَدَّتُمْ أَنْجِبِيْهُنَّ التَّوَالَكَ فَوَكَّعَتْ فِي قَلْبِهِ قَلْبِيْعَيْنِ فِي أَمْرَيْنِ فَلْيُؤَاخِضْهُمَا

1- سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب قول رجل للمولات، الرقم (4112)، 4/83، المکتبۃ

الاصریۃ

مِنْ ذَٰلِكَ يَرَىٰ مَنَاقِبَهُمْ (1)

(ترجمہ:) "عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو کسی عورت کے حسن کا خیال دل میں آ جائے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جا کر اس سے بھرتی کر لے کہ یہ عمل اس دل میں آنے والے دوسرے کو دور کر دے گا۔"

(7) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الْمَرْءُ كَأَعْوَرَ قَاظٍ إِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْمَرَ فَهِيَ الشَّيْطَانُ (2)

(ترجمہ:) "عورت چھپانے کی چیز ہے (یعنی عورت کے لیے پردہ کے اور لیے خود کو چھپانا ضروری ہے) کیوں کہ وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو ناک چھانک کرتا ہے۔"

(8) عَنْ حَنِيفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا تَبَا

حَنِيفٌ لَا تَنْزِلْ فَعَيْنُكَ وَلَا تَنْظُرْ فَيَعْنِي حَتَّى يَدُلَّ مَقْبِتٌ (3)

(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ نے حضرت حنیفؓ کو فرمایا: اے حنیف! اپنی ران کو ظاہر نہ کر اور نہ ہی کسی زمرہ اور مردہ کی ران کی طرف نظر کر۔"

(9) جَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهَا أَلَا غُلَامٌ وَهِيَ

مُسْتَكْبِئَةٌ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا، وَهُوَ مُقْتَبِلٌ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ الْيَهُودِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتَ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكَ وَأَنْتِ مُسْتَكْبِئَةٌ؟ فَقَالَتْ إِي

أَزْرَأَ ابْنِي فَلَنْ أَزْرَأَ حَتَّى يَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُكَ

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب عیب من مای امرأه، المرقم (1403)، 2/1021، دار احیاء

التراث العربی بیروت

سنن الترمذی، الباب المرقم (1173)، 2/487، دار الحرب الاسلامی بیروت

سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب عیب من مای امرأه فی فصل المیتہ، المرقم (1460)، 1/489، دار احیاء

الکتاب العربیہ

لَهُ أَجْرٌ شَهِيدَتَيْنِ، قَالَتْ وَلَيْمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ قَالَ لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ (1)

(ترجمہ:) "ام غلاذ نامی ایک صحابیہ عورت اپنے بیٹے کے مطلق معلومات حاصل کرنے کے لیے دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئیں۔ اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھیں۔ اس حالت کو دیکھ کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے (شہید) بیٹے کی حالت معلوم کرنے آئی ہو اور چہرے پر نقاب؟ (مطلب یہ تھا کہ پریشانی کے عالم میں بھی پردے کا اس اقدار اہتمام!) ام غلاذ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ جی ہاں! بیٹے کی شہادت کی مصیبت میں جلا ہو گئی ہوں، لیکن اس کی وجہ سے شرم و حیا کو چھوڑ کر (دہلی) مصیبت زدہ نہیں بنوں گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹے کے بارے میں غوش خبری سنائی کہ تمہارے بیٹے کو دوا کر لیں گے۔ وجہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا، اس لیے کہ ان کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔"

(10) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

النِّسَاءُ عَوْرَاتٌ مَشْهُورَاتٌ إِلَّا مَا اسْتَشْفَاهُ الشَّيْطَانُ وَهُنَّ خُفَوَانِ۔ (2)

(ترجمہ:) "عورت کھل پردے میں ہو مگر جن دو اعضاء کی شریعت نے اجازت دی ہے۔"

(11) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

النَّظَرُ مِنَ شَهْوَةٍ سَهْمٌ مِنْ سَهَامِ الشَّيْطَانِ۔ (3)

(ترجمہ:) "شہوت کی نگاہ شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔"

1- سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فضل قتل ہارم، المرقم (2488)، 3/5، المکتبۃ البصریۃ

2- حکملۃ البحر الرائق، کتاب البکرۃ، 8/218، دار الکتب الاسلامیۃ بیروت

3- المبسوط للسرخسی، کتاب الاحسان، نھر الرجل الی المرأة، 10/148، دار المعرفۃ بیروت

(ترجمہ): "اگر بچی اور بچے کا نکاح اس کے باپ اور دادا نے کرایا تھا تو ان دونوں کو بالغ ہونے کے بعد اختیار نہیں ہوگا۔ اور اگر باپ دادا کے غیر نے نکاح کرایا تھا تو ان دونوں کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، اگر چاہیں تو نکاح کو قائم رکھیں اور اگر چاہیں تو فسخ کر دیں۔"

نکادی رضویہ میں ہے:

"مگر اس خیار میں نکاحی لڑکی کو حکم ہے کہ بالغ ہوتے ہی یا بعد بلوغ خیر پاتے ہی فوراً فوراً یا توقف اپنی ناراضگی کا اظہار کرے۔" (۱)

### حرمیت مصاہرت کیا ہے؟

سوال: حرمیت مصاہرت کیا ہے؟

جواب: حرمیت مصاہرت جو سسرالی رشتے کی بنیاد پر ثابت ہوتی ہے۔ جیسے اگر کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا یا بعض صورتوں میں نکاح کے بعد دہلی بھی کر لی تو اس عورت کے اصول (یعنی ماں، بائی) اور فروع (یعنی بیٹی، پوتی وغیرہ) اس مرد پر حرام ہو جائیں گے اور وہ عورت اس مرد کے اصول اور فروع پر حرام ہو جائے گی۔ جس طرح حرمیت مصاہرت نکاح اور نکاح کے بعد جماع سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح یہ جماع، چھوٹے اور دیکھنے سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ مگر اس کی شرائط اور تفصیل زیادہ اور پیچیدہ ہیں جس کے لئے کسی ماہر جید مفتی سے رابطہ کرنا چاہئے۔ یہ کتاب ان کی متحمل نہیں ہے۔

تنبیہ: اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس مرد کا بیٹا اس عورت کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔

تفصیل: غلامہ کا سالی لکھتے ہیں:

وَكَيْفَا تَثْبِتُ بِالْوَطْءِ فِي النِّكَاحِ الْفَاسِدِ وَكَيْفَا بِالْوَطْءِ مِنْ شَهْوَةٍ



(ترجمہ:) ”دیکھنے کی حرمت فقہ کی وجہ سے ہے اور خاتون کے محاسن کا غور اس کا چہرہ ہے تو چہرے کو دیکھنے میں باقی اعضاء کی نسبت قدر زیادہ ہے۔“  
البحر الرائق میں ہے:

قال مشايخنا تنم البراءة الشابة من كشف وجهها بين الرجال في زماننا للفتنة وشبل كلامه الشعر المتصل۔ (1)  
(ترجمہ:) ”ہمارے مشائخ نے فرمایا: جوان خاتون کو مردوں کے درمیان اپنا چہرہ کھولنا منع ہے فقہ کی وجہ سے اور یہ حکم لکے ہوئے بالوں کو بھی شامل ہے۔“

خاتون کا دوسری خاتون سے پردے کا حکم؟

سوال: ایک خاتون کا دوسری خاتون سے پردہ کرنے کا حکم؟

جواب: اگرچہ پہلے سوال میں بیان ہو چکا ہے کہ ایک خاتون دوسری خاتون کو ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہیں دیکھ سکتی باقی جسم کے تمام اعضاء کو دیکھ سکتی۔ مگر ایک ٹپک، صابن اور عزت دار خاتون کو چاہئے کہ اپنے جسم کا کوئی بھی حصہ کسی بھی اجنبی یا بے پردہ خواتین کے سامنے ظاہر نہ کرے، سوائے چہرے، ہتھیلی اور پاؤں کے۔  
تفصیل: فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ولا ينبغي للمرأة الصالحة أن تنظر إليها المرأة المهاجرة؛ لأنها تصفها عند الرجال فلا تهم حليتها، ولا عباها متديها، ولا يصل إليها لامرأة مؤمنة أن تكشف حورتها عند أمة مشركة أو كسبية إلا أن تكون أمة لها۔ (2)

1- البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، 1/284، مدار الکتاب الاسلامی بیروت۔

2- فتاویٰ عالمگیری، کتاب النکاح، باب النکاح، 5/327، مدار الکتاب بیروت۔

(ترجمہ:) "نیک خاتون کے لئے مناسب نہیں ہے کہ فاسق عورت کی طرف دیکھے کیونکہ وہ مردوں کے لئے غنی مندوتی ہے، اسی وجہ سے وہ پردہ اور روپوش رہیں کرتی۔ اور مومن خاتون کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی شرمگاہ منظر کے یا کتابیہ کی لوٹری کے سامنے کھولے، ہاں اپنی لوٹری کے سامنے کھول سکتی ہے۔"

### باریک لباس پہننا؟

سوال: باریک لباس پہننا کیا ہے؟

جواب: غیر عرم اجنبیوں کے سامنے اتنا باریک لباس پہننا کہ بدن کی رنگت ظاہر ہونا جائز و حرام ہے۔ ہاں اگر باریک لباس کے نیچے دوسرا کپڑا بھی ہو تو حرج نہیں ہے۔ اور گھر میں شوہر کے سامنے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

### احادیث میں وعیدات:

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ أَسْتَاةَ بَنَتْ لِبْنٍ ثَلَاثًا، وَخَلَّتْ حَقَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ يَا أَسْتَاةُ، إِنْ أَسْتَاةَ إِذَا بَنَتْ لِبْنًا ثَلَاثًا، لَمْ تَقْضِي أَنْ يَمُرَّ بِهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ وَكَفَّيْهِ۔ (1)

(ترجمہ:) "ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں، آپ نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اسما جب عورت بالغ ہو جائے تو درست نہیں کہ اس کی کوئی چیز نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے آپ نے اپنے چہرے اور تھیلیوں کی جانب اشارہ کیا۔"

سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضرت وحیدہ کلبی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:

أُيِّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقِيلٍ، فَأَسْكَنَ مِنْهَا ثَمِيمَةَ فَقَالَ  
 اخْذِيهَا صَدَقْتِي، فَأَقْلَمَ أَخَذْتُهَا قَمِيصًا، وَأَمِطَ الْأَخَرُ أَمْرًا لَكَ تَخْشَرُ  
 بِهِ، فَلَمَّا أَذْهَبَ، قَالَ وَأَمْرُ امْرَأَتِكَ أَنْ تَجْعَلَ ثَعْتَهُ مَثَرًا لَا يَبْعَثُهَا۔ (1)

(ترجمہ:) "نئی مسالمت کی خدمت میں قبائلی کپڑے لائے گئے تو حضور نے  
 مجھے اس میں سے ایک قبلی حطا فرمایا پھر فرمایا اس کے دو کلوے کر لو ان میں  
 سے ایک کی لمبائی کٹوا لو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دو وہ اس کا دوپٹہ بنائیں  
 پھر جب انہوں نے پیٹھ پھیری تو فرمایا اپنی بیوی سے کہہ دو کہ اس کے نیچے  
 اور کپڑا رکھیں جو عکاس ہونے دے۔"

صحیح مسلم میں ہے:

يَنْفَتِحُ مَنْ أَهْلِي النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوَّيَا مَعَهُمْ سَيْلًا كَأَذْكَابِ الْهَيْلِ  
 يَكْمِيهِمْ بِهَا الثَّلَاسُ، وَبَسَلَا كَابِيَلَا حَارِيَلَا مَبِيلَا مَابِلَا،  
 رُفُوسُهُ كَانِيَتِيَّةُ الْبُخْتِ الْبَالِيَّةِ، لَا يَدْخُلُنِ الْبَقَّةُ، وَلَا يَجِدُنِ رِيْعَهَا،  
 فَبِأَنْ رِيْعَهَا يُوجَدُ مِنْ مَبِيلَا كَذَا وَكَذَا۔ (2)

(ترجمہ:) "جنہیں دوسریوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا یعنی یہ  
 بعد میں ہوں گی، ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس گائے کی دوسوں کے مانند  
 کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ اور دوسری وہ عورتیں  
 ہوں گی جو لباس پہنی ہوں گی؛ مگر برہنہ ہوں گی۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل  
 کرنے والی اور خود ان کی جانب مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر سختی

1- سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لمس القمی، رقم (4116)، 4/64

2- صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات، رقم (2128)، 3/1880، دار احیاء

تفصیل: وہاں یہ میں ہے:

لَعَنَ اللَّهُ الْوَائِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ « الْحَدِيث، وَإِنَّمَا يَرْمِضُ قِيَامًا يَتَخَذُ مِنْ  
الْوَبْرِ لِيُرِيدَ لِقَاءَ رَدِّ النَّسَاءِ وَهُوَ الْمَهْنُ - (1)

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ نے بالوں کو ملانے والی اور ملوانے والی پر لعنت فرمائی  
ہے۔ یہ حدیث ہے۔ شہم کے بال بنے ہوں تو خاتون انہیں اپنی میٹھ جیوں  
میں لگا سکتی ہیں۔"

محیط برہانی میں ہے:

وَأَمَّا جَاءَتِ الرَّجُلَةَ فِي شَعْرِ غَيْرِ بَنِي آدَمَ، تَتَخَذُ السَّرَّالَ، وَيُرِيدُ لِي  
قَرْدِهَا، هَكَذَا ذَكَرَ فِي النَوَازِلِ وَهُوَ مَرْوِي عَنْ أَبِي يُوسُفَ، قَالَ وَإِذَا لَمْ  
يَكُنْ لِلْعَبْدِ شَعْرٌ فِي الْجَبْهَةِ، فَلَا يَأْسُ لِلتَّجَارِ أَنْ يَحْلُلُوا حُلِيَّ جَنْبَيْهِ  
شَعْرًا؛ لِأَنَّهُ يُوجِبُ زِيَادًا فِي الشَّيْءِ، هَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ إِذَا كَانَ الْعَبْدُ  
لِلْعَدَمَةِ، وَلَا يَرِيدُ بِيَعَهُ أَنَّهُ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ - (2)

(ترجمہ:) "انسانی بالوں کے علاوہ بال لگوانے کی رخصت ہے کہ خاتون  
لگائے اور اپنی میٹھ جیوں میں اضافہ کرے۔ اسی طرح نوازل میں ہے: یہ  
امام ابو یوسف سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: جب کسی غلام کی پیشانی  
میں بال نہ ہوں تو تاجر حضرات اس کی پیشانی پر بال لگا سکتے ہیں کیونکہ اس  
سے اس کی قیمت میں اضافہ ہوگا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب غلام  
خدمت کا ہو اور وہ اسے نہ بیچنا چاہتا ہو (کیونکہ اس سے یہ تاثر جائے گا کہ  
یہ بالوں کی بناوٹ میں لگا رہتا ہے کام کاج کچھ نہیں کرتا)۔"

اس میں صریح میں دیگر چھ مقصد غلام کو نہ بیچنا ہے مگر اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ

1- البدایہ، کتاب النبیخ، باب النبیخ القاسد، 48/3، دار احیاء التراث العربی

2- النبیخ البرہانی، کتاب الاستحسان، الفصل اشرون، 377/5، دار الکتب العلمیہ بیروت

چمکتا ہے یا سر کے بال یا گلے یا کلائیوں کا کوئی حصہ نکلا ہے تو سب کو حرام ہے۔ اور ستر کمال کے ساتھ ہو اور خلوت نہ ہو اور احتمال فتنہ نہ ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (1)

### چست اور فنگ والا لباس پہننا؟

سوال: چست اور فنگ والا لباس پہننا کیا ہے؟

جواب: نامعمر اجنبیوں کے سامنے اتنا چست لباس کر جس سے جسم کی بناوٹ، موٹاپا اور ہیئت ظاہر ہو اور جسکے اس کا پہننا ناجائز و حرام ہے۔

ہاں اگر اوپر بڑی چادر اوڑھ لی ہے یا حجاب و برقعہ ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اپنے شوہر کے سامنے چست لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔  
تفصیل: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَأَمَّلَ خَلْفَ امْرَأَةٍ رَأَى سِتْرَهَا حَتَّى تَشْفِيَنَّهُ عَنْ جَنَّتِمْ يَكَاوِمُهَا لَمْ يَدْرَ زَيْنَةَ الْجَنَّةِ۔ (2)

(ترجمہ:) "جس نے عورت کی کمر کو مور سے دیکھا اور اس کے کپڑے کو دیکھا حتیٰ کہ اس کی ہڈیوں کا حجم ظاہر ہو گیا تو ایسا شخص جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔"

ایک مقام پر فرمایا:

مَنْ كَفَّرَ مَخَاسِبَ امْرَأَةٍ أَجْتَنِبُ عَنْ شَهْوَةِ صَبِّ فِي حُفَّتَيْهِ الْأَكْفَانِ تَتَرُ الْقِيَامَةِ۔ (3)

(ترجمہ:) "جس نے اپنی خاتون کے مخاسن کی طرف شہوت سے دیکھا تو

1- ترمذی درصوبہ 22/244، رمضان 575، سن 110ھ

2- رد المحتار، کتاب البطخ والاصباح، فصل فی البطخ والاصباح، 366/6، مدار النکاح، ج 1

3- الہدایہ، کتاب البطخ والاصباح، فصل فی البطخ والاصباح، 368/4، مدار النکاح، ج 1، اثرات العربی

قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیر ڈلا جائے گا۔"

اس کے علاوہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین ابھی پچھلے سوال میں گزرے

ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

لَنْ رَوِيَةَ الشَّوْبِ بِحَيْثُ يَصِفُ حُجْمَ الْعُضْوِ مَنُوعَةً وَلَوْ كَثِيرًا لَا تَرَى.

البشرية منه۔ (1)

(ترجمہ): "پڑے کو دکھانا اس حیثیت سے اس کے عضو کا حجم ظاہر ہو تو

دیکھنا منوع ہے اگرچہ کچھ اموٹا ہو اور اس کی جلد ظاہر نہ ہو۔"

جدید عہایا اور برقعہ کا حکم؟

سوال: جدید عہایا اور برقعے کا حکم؟

جواب: آج کل مارکیٹ میں اور معاشرے میں ایسے عہایا اور برقعے آپکے ہیں کہ جس کو

پہننے سے محبت کے بدلنے کی کیفیت، حیثیت، جسامت، موٹاپا وغیرہ واضح نظر آتا

ہے۔

ایسے برقعے پہننا منع ہے؛ کیونکہ اس سے پردے کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ عہایا اور

برقعے زیادہ چوڑے اور کھلے ہونے چاہئیں کہ جس سے جسامت اور موٹاپا واضح نہ ہو۔

اس پر دلائل اور احادیث مہارکہ ابھی پچھلے سوال میں گزرے ہیں۔

باریک دوپٹہ پہننا کیسا؟

سوال: باریک دوپٹہ پہننا کیسا ہے؟

جواب: گھر میں غرم رشتہ داروں کے سامنے یا صرف خواتین کے سامنے پہننے میں کوئی

حرج نہیں ہے۔ مگر غیر غرم رشتہ دار یا اجنبی مردوں کے سامنے پہننا جائز ہے۔

تفصیل: سوطا امام مالک کی حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ ابْنِ عُلْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهَا قَالَتْ وَخَلَّتْ حُصَّةً بَيْنْتُ عَمِّي  
الزَّوْجَيْنِ مَعَى عَلْقَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَى حُصَّةٍ عِنْدَ  
زَوْجِي، فَتَقَشَّطَ عَلْقَمَةُ، وَكَسَّهَا عِنْدَ زَوْجِيهَا (1)

(ترجمہ: "حضرت علقمہ بن ابی علقمہ اپنی ماں سے روایت کرتی ہیں وہ کہتی  
ہیں: حضرت حصفہ بنت عبد الرحمن حضرت عائشہ صدیقہ کی بارگاہ میں حاضر  
ہوئی، تو حضرت حصفہ کے سر پر باریک دوپٹہ تھا، تو حضرت عائشہ نے اسے  
پھاڑ کر مٹا دیا۔"

گھر میں دوپٹہ نہ پہننا اور ہاف بازو پہننا کیسا؟

سوال: گھر میں دوپٹہ نہ پہننا اور ہاف بازو والا لباس پہننا کیسا؟

جواب: گھر میں اگر اجنبی نہیں ہیں محرم رشتہ دار ہی ہیں تو دوپٹہ نہ لٹکانا مناسب نہیں  
ہے، بے ادبی، غیر مہذب فعل اور شریعت کے نزدیک ناپسندیدہ کام ہے۔ جیسا  
کہ ہمارے ہاں گھروں میں باحیاء بیسیاں اور نکاحیں بڑے بھائی و والد اور بزرگوں  
کے سامنے دوپٹہ لٹکا کر ہی رکھتی ہیں۔ اور ایک مہذب اور باحیاء خاتون کی بچی  
علامت ہے۔

اسی طرح گھر میں محرم کے سامنے ہاف بازو والی قمیص پہننے میں کوئی حرج نہیں البتہ  
مکمل بازو والی قمیص پہننا بہتر ہے۔

تفصیل: سنن ابی داؤد میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَامَتْهُ بَعْثُهُ قَدْ وَهَبَ لَهَا  
وَعَلَى قَامَتْهُ ثَوْبٌ إِذَا قَامَتْ بِهِ رَأَتْهَا لَمْ يَتَلَمَّ رِجْلَيْهَا وَإِذَا خَلَّتْ بِهِ  
رِجْلَيْهَا لَمْ يَتَلَمَّ رَأْسَهَا فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

ثَلَاثِي قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ بَأْسٌ بِمَا هُوَ أَبْيَضٌ وَلَا مَلَكٌ (1)  
 (ترجمہ:) "حضرت اس سے روایت ہے کہ نبی کریم حضرت قاطرہ کے  
 پاس خدمت کا ایک قلام لائے اور انہیں قحفے میں عتایت فرمایا۔ حضرت  
 قاطرہ کے پاس ایک دوپٹہ تھا، اگر وہ سر ڈھانپتی تو پاؤں ظاہر ہوتے تھے  
 اور جب پاؤں چھپاتی تو سر ظاہر ہوتا تھا۔ جب نبی کریم نے یہ دیکھا تو  
 فرمایا: اپنے والد اور قلام کے سامنے یہ ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں  
 ہے۔"

الحیض البرہانی میں ہے:

وَأَمَّا النِّظَافَةُ ذَوَاتُ مَحَارِمٍ فَتَهْوُلُ بِهَا النَّظَرُ فِي مَوَاضِعَ ذِيَةِ الظَّاهِرَةِ  
 وَبِالْهَاطَةِ وَمَوَاضِعَ الْوَنَةِ الرَّأْسِ وَالْأُذُنِ وَالْعُنُقِ وَالصَّدْرِ وَالْعَصَدِ  
 وَالسَّاعِدِ وَالْكُفِّ وَالسَّاقِ وَالْوَجْهِ وَالْوَجْهِ (2)

(ترجمہ:) "باقی رہا اپنے محارم کی طرف نظر کرنا تو ہم کہتے ہیں کہ زینت کی  
 اندرونی و بیرونی دونوں جگہوں کو دیکھنا جائز ہے۔۔۔ اور زینت کی جگہیں  
 یہ ہیں: سر، کان، گردن، سینہ کا بالائی حصہ، کندھے، بازو، ہتھیلی، پھڑلی،  
 پاؤں اور چہرہ۔"

نماز کے لئے پردے کی مقدار؟

سوال: نماز کے لئے پردے کی مقدار کیا ہے؟

جواب: نماز کے لئے خاتون صرف ہاتھ، چہرہ اور پاؤں کھلے رکھ سکتی ہے باقی تمام کا تمام  
 جسم بشمول سر کے لٹکے ہوئے بال ڈھکے ہوئے ہونے چاہئیں۔ ان کی مکمل تفصیل  
 نماز کے مسائل کے بیان میں آئے گی۔

1- سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی العبدہ، رقم (4106)، 4/62، مکتبۃ احصیہ

2- الحیض البرہانی، کتاب النکاح، الفصل الرابع، 5/332، دار الکتب العلمیہ بیروت



## "اصل دل کا پردہ ہوتا ہے" کہنا کیسا؟

جواب: یہ جملہ اور محاورہ لبرلز اور غیر مسلموں کے طرف سے مسلمانوں میں رائج کیا گیا ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ خواتین کے خباب اور پردے کو اتار کر اسے بازاریک زینت بنا دیا جائے، فحاشی و دریائی کو عام کر دیا جائے، بے حیائی اور بے شرعی کی نگاہ کو کھول دیا جائے۔ ان فرض مسلمانوں میں جو اپنے آپ کو باپردہ رکھنے اور اپنی عزت بچانے کا جو تصور ہے یا عزت بچانے کے جتنے طور طریقے اسلام نے دیے ہیں ان سے دور کر دیا جائے۔

باقی رہا اس جملے کا حکم تو اگر اس جملے سے پردے کی فریخت کا انکار کرنا مقصود ہے تو کفر ہے، وگرنہ ایسا جملہ کہنا سیر حال ناجائز ہے۔

## اس جیسے مزید محاورے

ان طرح کے بے شمار محاورے زبان زد عام ہوتے ہیں اور لوگ بات بات پر یہ محاورے سنا کر سامنے والے شخص کو خاموش کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ محاورے بظاہر صحیح نظر آتے ہیں اور دل موہ لیتے ہیں حقیقت میں زہر قاتل اور اسلام کے مخالف ہوتے ہیں۔ کچھ اس طرح کے محاورے ملاحظہ کیجئے:

- (1) خود گھج ہو تو کوئی کچھ نہیں ہکا زسکتا۔
- (2) میرا جسم میری مرضی۔
- (3) شرم آنکھ میں ہوتی ہے گھونگھٹ میں نہیں۔
- (4) شریف کی کوئی زعم کی نہیں ہے۔
- (5) زعم کی میں نے گزراہی ہے میرے والدین نے نہیں، لہذا میں اپنی پسند کی شادی کروں گی۔

(6) مذہب کو باقائے طاق رکھ کر انسانیت کی بات کرنی چاہیے۔

(7) سب سے پہلے ہم انسان ہیں بعد میں ملک، قوم اور مذہب ہے۔

- (8) کافر کو کافر نہ کہو کہ آگے چل کر وہ مسلمان ہو جائے۔
  - (9) اسلام میں واڑھی ہے واڑھی میں اسلام نہیں۔
  - (10) دین میں جبر اور زبردستی نہیں۔
  - (11) آزادی اقصاء رائے ہر ایک کا بنیادی حق ہے۔
  - (12) آپ ہوتے کون ہو گئے سے پوچھنے والے؟ اور میرا دین تو لے والے؟
  - (13) ہر کوئی اپنی قبر میں آپ جواب دے گا۔
  - (14) دنیا چاہے پر پہنچ گئی ہے، مولانا صاحب آپ ابھی اسی کو لے کر بیٹھے ہیں؟
  - (15) یہ اجتماع پسندی ہے، قدامت پسندی ہے، وقتاً نوی سوج ہے، یہ چیز ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔
  - (16) مولوی بخشے گئے تو ہم بے حساب و کتاب جنت میں جا میں گے۔
  - (17) مولویوں نے پورے ملک کو زخمی بنا رکھا ہے۔
  - (18) مولوی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔
  - (19) آپ کو دین کا ٹھیکیدار کس نے بنایا ہے؟
  - (20) اسلام کو سب سے زیادہ خصان مولویوں نے پہنچایا ہے۔
- (لَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ، الْاَمِيَانُ وَالْحَمْدُ)۔
- مردوں، کفار اور قاسقوں جیسا لباس پہننا کیسا؟
- سوال: مردوں، کفار اور قاسقوں کے لباس کی طرح کا لباس پہننے کا حکم؟
- جواب: مردوں اور کفار کے لباس کی طرح لباس پہننا ناجائز و حرام ہے۔
- اس کی تحصیل یہ ہے کہ:
- (1) کچھ لباس غیر مسلم کے مذہبی شعار ہوتے ہیں ان کا پہننا بے ضرورت حرام، حرام، اشد حرام ہے۔
  - (2) کچھ ایسے لباس ہیں کہ وہ مذہبی تو نہیں ہیں مگر بازاری عورتوں کے لباس سمجھے جاتے

ہیں ان کا پہننا بھی ممنوع ہے۔

(3) بعض ایسے لباس ہیں جو غیر مسلموں میں رائج ہوتے ہیں بعد میں وہ مسلمانوں میں بھی رائج ہو جاتے ہیں لہذا ایسے لباس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔  
تفصیل: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَنَّ لَعْنَ الْمُنْتَهَبَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُنْتَهَبِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ۔ (1)

(ترجمہ:) "خواتین میں سے مردوں کی مشابہت کرنے والیاں اور مردوں میں سے خواتین کی مشابہت کرنے والوں پر لعنت ہے۔"  
ایک اور مقام پر آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (2)

(ترجمہ:) "جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"لباس کی وضع کا لحاظ رکھا جائے کہ کافروں کی شکل و صورت اور باتوں کے طرز و طریقے پر نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ ان کا مذہبی شعار ہو جیسے ہندوؤں کا زنا اور جیساٹیوں کی خصوصی ٹوپی کہ "ٹوٹ" کہتے ہیں۔ پس ان کا استعمال کفر ہے۔ اور اگر ان کے مذہب کا شعار تو نہیں لیکن ان کی قوم کا خصوصی لباس ہے تو اس صورت میں بھی اس کا استعمال ممنوع پس پہلی دوسری صورت میں یہ اپنے ظاہر پر محمول ہے لیکن دوسری صورت میں ڈانٹ ڈپٹ اور ڈراوے پر محمول ہے۔"

1- سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، الرقم (4097)، 4/60، مشکوٰۃ، مصریہ

سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس العصر، الرقم (4031)، 4/44

اور امر ثانی میں اختلاف ممالک اور مراسم کی بناء پر مختلف ہو جاتا ہے۔ مثلاً بنگلہ دیش میں سادھی ایک عام لباس ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قسم کی شامل ہیں (لہذا اس میں کسی ایک کی کوئی خصوصیت نہیں) لہذا اس اس حالت میں از قبیل محضہ نہیں۔ اچکن، چپکن اور شیروانی یہ ایک جدید (نیا) لباس ہے۔ اور عادیۃً "جبت" "ممنوع نہیں۔ بشرطیکہ کسی ممنوع شرعی میں شامل نہ ہو، نیز شکل مردانہ لباس کہ جس کو "انگرکھا" کہتے ہیں یہ بھی ایک جدید پیداوار ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اندر ممانعت شرعی نہیں رکھتا۔ مگر جبکہ اس کے پردے کا چاک دائیں طرف ہو تو پھر ہندوؤں کی مشابہت کی وجہ سے حرام ہے۔ اور کوٹ انگریزی پہننا منع ہے۔ اور کوٹ فارسی میں نے نہیں دیکھا، اگر کافروں یا فاسقوں سے کوئی خصوصیت رکھتا ہو تو پھر اس کا استعمال بھی ناجائز ہے۔ اور اسی طرح زیر جامہ انگریزی کہ جس کو "پتلون" کہتے ہیں اگر سجدہ کرنے میں رکاوٹ پیدا کرے تو پھر گناہ کبیرہ قابل رد ہے۔ ورنہ (کتر یہ ہے) کہ بوجہ مشابہت ممنوع ہے۔ لباس مسنون از اربعہ یعنی تہبند ہے۔ اور دھوتی دو وجہ کی بناء پر ممنوع قابل ترک ہے اور ایک اس لئے کہ ہندوؤں کا لباس ہے۔ دوسری وجہ ہے فائکہ اسراف (فضول خرچہ) ہے۔ کیونکہ دس گز کی بجائے صرف چار گز ہی کافی ہے۔

ترکی ٹوپی کہ اس کی ابتداء پنجابوں سے ہوئی اور ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ اگر ایسی حالت رہتی تو ان ممالک میں اس کا جواز نہ ہوتا کیونکہ یہاں کوئی ترکی نہیں۔ صرف بنے دین اس کے استعمال کی عادت رکھتے ہیں۔ لیکن اب دیکھنے میں آیا ہے (اور یہ مشہور ہوا ہے) کہ بہت سے مسلمانوں میں بھی یہ سرخ بخار سرایت کر گیا ہے۔ لہذا اب پنجابیت کا شعار نہیں رہا

پس اہل علم اور اصحاب فقہی کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے یہاں تک کہ علماء اور صلحاء کا معمول ہو جائے اسی طرح شہروانی کہ اگرچہ عوام کو دلوں سے ممانعت نہیں لیکن خاص لوگوں کو پرہیز کرنا چاہئے"۔ (1)

پینٹ شرٹ، ساڑھی، لہنگا، شرارہ وغیرہ پہننا کیسا؟

سوال: پینٹ شرٹ، ساڑھی وغیرہ جیسے لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: (1) پینٹ شرٹ پہننا منع ہے؛ کیونکہ یہ چست لباس ہے جس سے بدن کی جناسات اور بیہشیت ظاہر ہوتی ہے اور واضح نظر آتی ہے۔

(2) ساڑھی، لہنگا، شرارہ، غرارہ، فرائڈ وغیرہ جتنے لباس ہیں یہ اس وقت جائز ہیں جب ان سے شرعی پردہ مکمل ہوتا ہو۔ اگر کسی سے پردہ مکمل نہیں ہوتا تو اس کا پہننا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔

ہاں پینٹ شرٹ، جینز، نامیشی، مگر وغیرہ ہر قسم کا لباس اپنے شوہر کے سامنے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ریشم وغیرہ پہننا کیسا؟

سوال: ریشم یا اس سے اہل قسم کے لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: خواتین کے لئے ریشم یا اس سے اہل کوئی قسم کے ہر قسم کے کپڑے پہننا جائز ہیں۔ خواتین ہر قسم کے کپڑے پہن سکتی ہیں مگر لباس کی بحث کی ابتداء میں جو قانون بیان کیے ہیں ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

سُئِلَ عَنْ نِسَاءِ الْحَبَشَةِ وَالْأَنْصَابِ عَلَى ذِكْرِ أَمْتِي وَأَجِلٍ (تائید)۔ (2)

1۔ فتاویٰ رضویہ، 22/191، درخشاۃ و طریقت، ص 100

2۔ سنن ابوداؤد، الباب اللباس، ما جاء فی الحریر، الرقم (1720)، 3/269، دار الفکر

(ترجمہ: "ریشم" اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے اور خواتین کے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔"

کالے کپڑے پہننا کیسا؟

سوال: کالے کپڑے پہننا جائز ہے؟

جواب: سر سے لے کر پاؤں تک کالے کپڑے پہننا جائز ہے۔ ہاں محرم کے پہلے دس عشرے میں یہ نہیں پہننا چاہئے کہ روافض سے مشابہت ہوگی۔

تفصیل: مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"جائز ہے مگر محرم میں درست نہیں نہ سب کپڑے سیاہ نہ کوئی ایک آدمہ کہ روافض کا دستور ہے اور ان کے ساتھ قبح منوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم"۔ (۱)

سونے کے بٹن، گھڑی استعمال کرنا کیسا؟

سوال: سونے کے بٹن اور سونے کی گھڑی استعمال کرنا کیسا؟

جواب: عورت کے لئے دونوں جائز ہیں۔

تفصیل: سونے کے بٹن کو اٹلحضرت امام احمد رضا قادری نے مردوں کے لئے جائز قرار دیا ہے تو عورت کے لئے بطریق اولیٰ جائز ہے۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:

"میں سے کل گیا کہ یہ بٹن بھی گھڑیوں کی طرح تابع ہیں کہ علماء نے مطلقاً ذکر کو تابع بتایا اور ذرا محسوس میں شامل مگر تکثیر فائدہ کے لئے معنی تابع پر بحث کریں اصلاً کسی کتاب سے ثابت نہیں کہ حبیبت کے لئے دوختہ یا بانو یا نفس ذات تابع میں ہم و ذر و ابریشم کا کسی چیز غلو ط ہونا ضرور ہو۔ ہاں تابع کی مقبوع سے معیت چاہئے کہ نہ خود اجناس مختلفہ ہے ترکیب متون مذہب میں تصریح ہے کہ انگوٹھی کے ٹنگ میں سونے کے کیل جائز ہے اور شرح اس

مردوں والے جو تے پڑنا کیا؟

سوال: مردوں والے جو تے پڑنا کیا ہے؟

جواب: مردوں کے جڑوں کے مشابہ جو پڑنا صحیح ہے۔

اسی گھر کے مالک و بیوی میں قانون یا مرد کے جو تے دونوں استعمال کر سکتے ہیں! کیونکہ وہی میں مشابہت نہیں ہے۔ اور اگر کسی کوڑے وقت کے لئے ایک دوسرے کے جو تے پہننے رچے ہیں تو وہ بھی جاوے ہے۔ لیکن اصل اور بہتر یہی ہے کہ دونوں کی الگ وقت کی جڑیاں ہوں۔

تفصیل: متن علی راؤ دسرا ہے:

چند زبانیہ زین المصنفہ اپنی مکتوبات میں لکھتے ہیں، لَقَدْ لَقِيتُ زَيْنًا وَ زَيْنًا  
الْمَوْضِعَ الَّذِي خَلَقَهُ اللَّهُ مِنْ الْيَسَاءِ۔ (1)

(ترجمہ) "اس مقام میں سیدہ عائشہ سے کہا گیا کہ (جو) عورت (مردوں کے خصوصاً) جو تے پہنتی ہے، (اس کے حلقوں) آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ نے مردوں کی طرح بیٹے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

\*\*\*

جواب: غیر محرم مرد سے چوڑیاں اور زنجیرات پہننا ناجائز و حرام ہے۔

منار و غیرہ کو چاہئے کہ وہ خواتین کو مکمل تفصیل بتا دیں یا کسی ماہر خاتون کو پہنانے کا طریقہ بتا دیں۔ اور یہ کوئی اتنا مشکل نہیں ہے کہ منار کے سوا کوئی دوسرا نہ پہنا سکے؛ کیونکہ خاتون نے بعد میں خود یا کسی دوسری خاتون سے زیورات کو اتارنا اور دیگر مواقع پر پہننا ہوتا ہے نہ کہ ہر جگہ منار صاحب تشریف لائیں گے۔

تفصیل: نبی طہیۃ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا يَنْظُرُنَّ إِلَى رَأْسِ رَجُلٍ يَسْخَرُ مِنْ عَدُوٍّ لَهُ مِنْ أَنْ تَكُنْهُ امْرَأًا لَا تَحِلُّ لَهُ۔ (1)

(ترجمہ:) "غیر محرم خاتون کو ہاتھ لگانے سے بچ رہے کہ مرد اپنے سر میں لوہے کی سوئی چھبودے۔"

علامہ کاشانی تحریر فرماتے ہیں:

فلا يحل النظر لأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين۔ (2)

(ترجمہ:) "اجنبی مرد کا اجنبی خاتون کے چہرے اور ہاتھ کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے۔"

سیدہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

غوبر ما للرجال من النساء أن لا يراهن وغوبر ما للنساء من الرجال أن لا يرينهن فلما أخبر رسول الله - صلى الله عليه وسلم - بذلك قال هي بضعة مني فدل أنه لا يباح النظر إلى شيء من بدنها ولأن حرمة النظر

1- المعجم الكبير للنظر، باب الألف، مسند بنت رقیقہ، الرقم (471)، 24/188، دار ابن عیینہ

القاهرة

2- بدائع الصنائع، کتاب الاختصاص، 5/121، دار الکتب العلمیہ بیروت



لغوف الفتنة وعامة محاسنها في وجهها فخوف الفتنة في النظر إلى وجهها أكثر منه إلى سائر الأجزاء۔ (1)

(ترجمہ:) "مردوں کی طرف سے خواتین کے لئے بھلائی یہ ہے کہ مرد محترات خواتین کو نہ دیکھیں اور خواتین کی طرف مردوں کے لئے بھلائی یہ ہے کہ خواتین مردوں کو نہ دیکھیں۔ (محترت قاطرہ سے یہ سوال حضرت علی نے پوچھا تھا اور حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک غزوے کے موقع پر سوال کیا تھا کہ مردوں اور خواتین کی ایک دوسرے کی طرف سے بھلائی کی بات کیا ہے؟) پھر جب حضرت علی نے حضرت قاطرہ کے اس جواب کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دی تو آپ طیہ السلام نے فرمایا: قاطرہ تو میرے جگر کا کٹڑا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کے بدن میں سے کوئی چیز بھی دیکھنا جائز نہیں ہے دیکھنے کی حرمت حقے کی وجہ سے ہے اور خاتون کے کاسن کا محور اس کا چہرہ ہے تو چہرے کو دیکھنے میں باقی اعضاء کی نسبت قند زیادہ ہے۔"

اس کام کی وعید پر احادیث مبارکہ بکثرت وارد ہوئی ہیں جو کہ مصافحہ (ہاتھ ملانے) والے سوال میں گزر چکی ہیں۔

اوپچی ایڑی والی جوتی پہننا کیسا؟

سوال: اوپچی ایڑی والی جوتی پہننا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔ ہاں اتنا زیادہ اوپچی نہیں ہونی چاہئے کہ جس سے گرنے کا اور نقصان کا اندیشہ ہو۔ لیکن ماہرین طب کے مطابق ایسی جوتی صحت کے لئے نقصان دہ ہے لہذا اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

مردوں والے جوتے پہننا کیسا؟

سوال: مردوں والے جوتے پہننا کیسا ہے؟

جواب: مردوں کے جوتوں کے مشابہ جوتا پہننا منع ہے۔

ہاں گھر کے واش روم میں خاتون یا مرد کے جوتے دونوں استعمال کر سکتے ہیں؛ کیونکہ اس میں مشابہت نہیں ہے۔ اور گھر میں تھوڑے وقت کے لئے ایک دوسرے کے جوتے پہنتے رہتے ہیں تو وہ بھی جائز ہے۔ لیکن اخیل اور بہتر یہی ہے کہ دونوں کی الگ ہیئت کی جوتیاں ہوں۔

تفصیل: سنن ابی داؤد میں ہے:

قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنَّ امْرَأَتًا تَلْبَسُ الثَّغْلَ، فَقَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ

اللَّهِ صَاحِبَ الثَّغْلِ وَتَلْعَمُ الرَّجُلَةُ مِنَ النِّسَاءِ (1)

(ترجمہ: "ام المومنین سیدہ عائشہ سے کہا گیا کہ (جو) عورت (مردوں

کے مخصوص) جوتے پہنتی ہے، (اس کے متعلق) آپ کی کیا رائے ہے؟) تو

انہوں نے کہا: رسول اللہ نے مردوں کی طرح بننے والی عورتوں پر لعنت

فرمائی ہے۔"

\*\*\*\*\*

1- سنن ابی داؤد، کتاب الجلباس، باب فی لباس النساء، الرقم (4099)، 80/4، المکتبۃ

## تیسرا باب: زیب و زینت کے متعلق جدید مسائل

کتنی عمر تک بال کٹوا سکتے ہیں؟

سوال: قانون کتنی عمر تک بال کٹوا سکتی ہے؟

جواب: (1) نابالغ بچی کے بال کٹوانا جائز ہے مگر اس حد تک نہیں کہ وہ لڑکوں کے مشابہ لگے۔

(2) بالغ لڑکی اور خواتین کو بغیر حاجت شدیدہ اور عذر شرعی کے بال کٹوانا جائز نہیں ہے۔ البتہ جس کے بال کافی مقدار میں بڑے ہوں وہ برابر کرنے کے لئے ایک دو انچ کاٹ سکتی ہے۔ (3)

تفصیل: علامہ حنفی تحریر فرماتے ہیں:

قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت زادني الهوازية وإن ياذن الزوج لأنه لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق، ولذا يحرم على الرجل قطع لعينته، والمعنى المؤثر التشبه بالرجال۔ (2)

(ترجمہ:)"اپنے سر کے بالوں کو کاٹنے کی تو گناہ گار ہوگی اور لعنت کی مستحق ہوگی۔ بزاز یہ میں یہ بھی ہے: اگرچہ شوہر کی اجازت سے کاٹنے کیونکہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کر سکتے۔ اسی وجہ سے مردوں پر داڑھی کا فحش حرام ہے اور بالوں کے کاٹنے کی جو اصل علت ہے وہ مردوں سے مشابہت ہے۔"

1- تنقیح المسائل، 1/366، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور

2- الدر المنثور، کتاب النکاح، 407/6، دار الفکر بیروت

مگر بعض علماء کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ خاتون بال کٹوا سکتی ہے۔

(1) کندھوں کے نیچے تک کٹوا سکتی ہے۔

(2) شوہر کی اجازت ہو۔

(3) صرف شوہر کی خوشنودی کے لئے کٹوائے۔

(4) لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ ہو۔

(5) مردوں اور فاسق اور کافرہ عورتوں کی طرز پر نہ ہوں۔

افزائش کیلئے بال کٹوانا کیسا؟

سوال: افزائش اور بال بڑھانے کے لیے بال کٹوانا کیسا ہے؟

جواب: (1) اگر بال معتد بہ بڑھ چکے ہیں تو پھر کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(2) اگر بال چھوٹے ہیں اور کم مقدار میں ہیں جبکہ کاٹنے سے بال بڑھ سکتے ہیں تو ایک

دواغ کی مقدار کاٹنے کی اجازت ہے۔

بیماری کی وجہ سے بال کٹوانا کیسا؟

سوال: بیماری کی وجہ سے بال کٹوانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے جیسا کہ جامہ لگانے کے لئے، یا دیگر امراض کی وجہ سے۔

تفصیل: فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ولو حلققت المرأة رأسها فإن فعلت لوجه أصابها لا بأس به وإن فعلت

ذلك تشبهها بالرجل فهو مكروه كنهائي الكبریٰ۔ (1)

(ترجمہ:) "اگر خاتون نے اپنے اٹھلیوں کے دردی کی وجہ سے اپنا سر مونڈا

دیا تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر یہ مردوں کے مشابہت کی وجہ سے کیا تو

مکروہ ہے۔"

ابرو کو باریک کروانا کیسا؟

سوال: ابرو کو باریک کروانا کیسا ہے؟

جواب: ابرو، بھنویں، خوانا، ناچار و حرام ہے مگر ایسی عورت کہ جس کی بھنویں زیادہ ہوں اور بھیا تک لگیں تو اسے کاٹنے کی اجازت ہے۔

تفصیل: صحیح مسلم میں ہے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللَّهُ الْوَائِثَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالْكَامِصَاتِ وَالْمُتَكَلِّمَاتِ  
وَالْمُتَقَلِّبَاتِ لِبُخْسِ الْبُقُوعَاتِ عَلَّقَ اللَّهُ قُلُوبَهُنَّ ذَلِكُمْ امْرَأَةٌ مِنْ  
بَنِي أُسْدٍ يَقَالُ لَهَا أَلْ يَغْفُوبُ وَكَانَتْ تَطْرَأُ الْقُرْآنَ، فَاتَّخَذَتْ مَا  
خَدِيعٌ يَنْقُصِي عَنْكَ أَلَاكَ لَعْنَتِ الْوَائِثَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ،  
وَالْمُتَكَلِّمَاتِ وَالْمُتَقَلِّبَاتِ، لِبُخْسِ الْبُقُوعَاتِ عَلَّقَ اللَّهُ، فَقَالَ عُبَيْدُ  
اللَّهُ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ وَهُوَ  
يَكْتَابُ اللَّهُ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ لَقَدْ فَمِلْتُ مَا بَيْنَ نَوْسِي الْمُخْصِفِ فَمَا وَجَدْتُهُ  
فَقَالَ لَيْسَ كُنْتُ فَمِلْتُ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا اتَّخَذْتُمْ  
الرُّسُولَ فَعَدُوًّا وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (المحرر: 7) فَقَالَتِ امْرَأَتُ قَلْبَانَ  
أَزَى شَيْئًا مِنْ هَذَا عَلَى امْرَأَتِكَ الْآنَ، قَالَ أَفْعَبِي قَالَتْ لِي، قَالَ  
فَدَخَلْتُ عَلَى امْرَأَاتِهِنَّ اللَّهُ فَلَمْ تَزْشَيْنَا، فَجَاءَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ  
شَيْئًا، فَقَالَ أَمَا لَوْ كَانَ ذَلِكَ لَمْ تُجَاوِعَهَا۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کمال  
گوونے (میٹھو بنانے) والیوں گدوانے (میٹھو بنوانے) والیوں، بالوں کو  
لوچنے والیوں، نچھانے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے

1- صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فصل الوضوء والمستوصلة الخ، ج: 3، ص: 1678.

والیوں اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ یہ حدیث بنو اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا، وہ قرآن مجید پڑھتی تھی، اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا: میرے پاس آپ کی یہ کیسی روایت پہنچی ہے کہ آپ نے کھال گودے (ٹیو بنانے) والی، گدوانے (ٹیو بنوانے) والی، بال نوچنے والی، حسن کیلئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی اور اللہ کی خلقت (بناد) کو تبدیل کرنے والی پر لعنت کی ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ نے لعنت کی ہے، حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں ہے۔ اس عورت نے کہا میں نے تو پورا قرآن مجید پڑھا ہے میں نے تو اس میں یہ نہیں دیکھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم قرآن مجید کو پڑھتی تو ضرور اس کو پالتی، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: "اور رسول اللہ تم کو جو (احکام) دیں انکو مانو، اور جن کاموں سے تم کو روکیں ان سے باز رہو"۔ اس عورت نے کہا میرا خیال ہے کہ ان ممنوعہ کاموں میں سے کچھ کام آپ کی زوجہ بھی کرتی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ جا کر دیکھ لو۔ وہ عورت آپ کی زوجہ کے پاس گئی تو وہاں ان میں سے کوئی چیز نہ دیکھی، واپس آ کر کہنے لگی میں نے ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ ان ممنوعہ کاموں کو کرتی تو ہم اس سے جماعت نہ کرتے۔"

الحجرات الخ میں ہے

ولعن في الحديث النامصة والمتنمصة والنامصة هي التي تنقص

الحاجب لتتونه، والمتنمصة هي التي يفعل بها ذلك (1)

(ترجمہ:) "مفسد یعنی اپنی ابرو کو زینت کے لئے کم کرانے والی اور مجسمہ جو کم کرنے کا کام کرتی ہے حدیث مبارکہ میں اس پر لعنت کی گئی ہے۔"  
رد المحتار میں ہے:

دَلِ التَّارِخَانِيَةِ مِنَ الْمَضْرُوتِ وَلَا يَأْسُ بِأَعْذِ الْحَاجِيَيْنِ وَشَعْرُ وَجْهِهِ  
مَالِمْ يَشْبَهُ الْبَغْتِ أَهـ (1)

(ترجمہ:) "تاریخانیہ میں مضمرات سے ہے: ابرو کو اور اپنے چہرے کے بالوں کو کاٹنا جائز ہے جب تک کہ وہ ٹھکڑوں کے مشابہ نہ ہو۔"

### چہرے کے بال صاف کرنا کیسا؟

سوال: چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔ اسی طرح ہاتھ، پاؤں پر یا کہیں بھی اجنبی بال ہوں محسوس نہیں یا شوہر کو ناپسند ہوں تو انہیں صاف کر سکتی ہیں سوائے سر اور ابرو کے بالوں کے۔  
تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فَلَوْ كَانَ لِي وَجْهٌ شَعْرِيٌّ زُوِّجَهَا عَنْهَا بِسَبِيهِ، فَنِي تَعْرِيمٍ إِلَّا أَنَّهُ  
بَعْدَ، لِأَنَّ الزَّيْنَةَ لِلنِّسَاءِ مَطْلُوبَةٌ لِلتَّحْسِينِ، إِلَّا أَنْ يَحِيلَ عَلَى مَا لَا  
ضَرُورَةَ إِلَيْهِ لِمَا فِي تَقْصِيفِهِ بِالْمِنْهَاسِ مِنَ الْإِيزَاءِ فِي تَوْبِخِ الْمَحَارِمِ وَالْإِزَالَةِ  
الشَّعْرِ مِنَ الْوَجْهِ سِوَا مَا إِلَّا إِذَا نَهَتْ لِلْمَرْأَةِ لَحِيَةً أَوْ شَوَارِبَ فَلَا تَعْرِيمَ  
إِلَّا أَنَّهُ بَلْ تَسْتَحَبُّ أَهـ، وَفِي التَّارِخَانِيَةِ مِنَ الْمَضْرُوتِ وَلَا يَأْسُ بِأَعْذِ  
الْحَاجِيَيْنِ وَشَعْرُ وَجْهِهِ مَا لَمْ يَشْبَهُ الْبَغْتِ أَهـ وَمِثْلُهُ فِي الْمَجْتَبَى  
تأمل۔ (2)

(ترجمہ:) "اگر خاتون کے چہرے پر بال ہیں کہ جس سے شوہر کو نفرت

1- رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی انکھار الیس، 373/6، دار الفکر بیروت

2- رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی انکھار الیس، 373/6، دار الفکر بیروت

ہوتی ہے اس کو دور کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ خواتین کے لئے زینت، حسن و جمال مطلوب ہے۔ منع کی حدیث کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ بلا ضرورت کانے، کیونکہ اس میں تکلیف بھی ہوتی ہے۔ تمبین میں محارم کے بیان نہیں ہے۔ چہرے کے بالوں کو صاف کرنا حرام ہے مگر جب خاتون کی داہمی اور بونچھیں نکل آئیں تو اس کو صاف کرنا حرام نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ تا تاہم خانیہ میں مضمرات سے ہے: ابرو کو اور اپنے چہرے کے بالوں کو کاٹنا جائز ہے جب تک کہ وہ لہجروں کے مشابہ نہ ہو۔ غور و فکر کر۔"

### مصنوعی بال لگوانا کیسا؟

سوال: مصنوعی بال لگوانا کیسا ہے؟

- جواب: (1) خواتین کا اپنے بالوں میں انسان کے بال لگانا حرام ہے۔  
(2) اگر کسی جانور کے بال یا کسی دھات کے ہتے ہوئے بال تو جائز ہیں۔  
تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ اَنذَرْتُ الْوَاثِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاثِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ (1)

(ترجمہ:) "بالوں میں دوسرے بال ملانے والیوں اور ملوانے والیوں پر اور گودنے اور گودوانے والیوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔"

تحفۃ المستعجماء میں ہے:

ولا بأس بأن تمل شعرها بشعر البهيمة لأن ذلك من باب الزينة وهي غير ممنوعة عنها للزوج۔

(ترجمہ:) "جانور کے بالوں کو اپنے بالوں میں ملانے میں کوئی حرج نہیں

1- صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر، رقم (5833)، 7/165، دار طوق النجاة

2- تحفۃ المستعجماء، کتاب الاحسان، 3/344، دار الکتب العلمیۃ بیروت



ہے کیونکہ یہ زینت سے ہے اور اپنے خاوند کے لئے ممنوع نہیں ہے۔"

### بالوں کی سرجری کرانا؟

سوال: بالوں کی سرجری کرانا کیسا ہے؟

جواب: اگر کسی عورت کے بال بیماری یا جلنے وغیرہ کی وجہ سے گر گئے ہیں تو خنجر کے علاوہ کسی جانور یا مصنوعی بالوں کی سرجری کرانا جائز ہے، سرجری کرانے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، بشرطیکہ دھوکہ دینا مقصود نہ ہو۔

تفصیل: حدیث پاک میں ہے:

عَنْ أَسْتَاةٍ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةً إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَةَ عَمِّي تَصْلَحُهَا خَصْبَةً فَتَسْوِيهَا شَعْرًا أَلَا أَيْسَرُ، فَقَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ (۱)

(ترجمہ:)"حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میری لڑکی دلہن بنی ہے اور اس کو چھک نکل آئی ہے جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا میں اس کے بالوں کی سیاحہ بال ملا کر بچہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: بال جوڑنے اور بال جڑوانے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔"

یہ حرمت اس صورت میں ہے کہ جب انسانی بال لگائے جائیں وگرنہ جائز ہے جیسا کہ ہم اوپر بکثرت جزئیات ذکر کر چکے ہیں۔

حدیث مبارکہ میں لفظ "الْوَاصِلَةُ" جس کا معنی ہے چھرے کے بال نوچنا اور اس سے حضور علیہ السلام نے منع فرمایا۔ مگر علامہ شامی نے فرمایا یہ حرام اس وقت ہے کہ جب

1- صحیح مسلم، کتاب اللباس والزیو، باب تحریم فصل الوصلۃ والمستوصلۃ۔۔۔ ج: 2، ص: 204۔

غیروں کے لئے بطور فیشن استعمال کیا جائے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ چہرے کے بالوں کو ختم کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی مگر نوپنے میں تکلیف زیادہ ہوگی صرف اس لئے منع فرمایا۔

"نامصہ" والی حدیث کے باوجود جب چہرے کے بال صاف کرنے میں فقہاء نے رخصت کو بیان کر دیا ہے۔ تو جس کے بال بہت زیادہ کم ہیں یا کافی مقدار میں جل گئے یا چھوٹے ہیں یا بالکل جڑ گئے تو حدیث "الْوَأْيِلَةُ" میں سے رخصت ہونی چاہئے۔

علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں:

وَلَعَلَّه مَحْبُودٌ بِذَا فَعَلْتَهُ لَتَتَزَيَّنَ لِلْأَجَانِبِ، وَلَا فَلَوْكَانَ لِي  
وَجَهَّاهَا شَعْرِيْنِ زَوْجَهَا حَتَّىٰ يَسْبِيْهَ، فَفِي تَحْرِيمٍ إِلَّا تَهْ بِعَدَا، لِأَنَّ  
الْوَيْلَةَ لِلنِّسَاءِ مَطْلُوبَةٌ لِلتَّحْسِينِ، إِلَّا أَنْ يَحْصِلَ حُلٌّ مَالَا فَرُورَ إِلَيْهِ لَهَا  
فِي تَشَفُّهِ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْإِيْذَامِ (1)

(ترجمہ:) "اگر خاتون کے چہرے میں بال ہیں کہ جس سے شوہر کو نفرت ہوتی ہے اس کو دور کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ خواتین کے لئے زینت حسن و جمال کی وجہ سے مطلوب ہے۔ منع کی حدیث کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ بلا ضرورت کاٹے، کیونکہ اس میں تکلیف بھی ہوتی ہے۔"

دگ لگوانا کیسا؟

سوال: بالوں کی دگ لگانا کیسا ہے؟

جواب: دگ یعنی بناوٹی بال اگر غیر انسان اور خنزیر کے علاوہ کسی جانور کے ہوں یا مصنوعی بال ہوں تو اس کے لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ دھو کر دینا مقصود

نہ ہو۔

تفصیل: ہدایہ میں ہے:

لَكُنَّ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ «الحديث، وإنا نرى عن علي بن يقطين عن

الويعري عن زيد بن عمرو بن نفلة عن النبي - (1)

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ نے بالوں کو ملانے والی اور ملوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ حدیث ہے۔ شہم کے بال بہتے ہوں تو خاتون انہیں اپنی میٹھیوں میں لگا سکتی ہیں۔"

محیط برہانی میں ہے:

وإنا جاعت الرخصة في شعر عور بني آدم، تتخذ المرأة، ويهدل في قرونها، هكذا ذكر في التوازيل وهو مروي عن أبي يوسف، قال وإذا لم يكن للعبد شعري الجبهة، فلا بأس للتيجار أن يعطوا على جبهته شعرا؛ لأنه يوجب زيادة في الشين، هذا دليل على أنه إذا كان العبد للعبدمة، ولا يريد بيعه أنه لا يفعل ذلك - (2)

(ترجمہ:) "انسانی بالوں کے علاوہ بال لگوانے کی رخصت ہے کہ خاتون لگائے اور اپنی میٹھیوں میں اضافہ کرے۔ اسی طرح نوازل میں ہے: یہ امام ابو یوسف سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: جب کسی غلام کی پیشانی میں بال نہ ہوں تو تا جر حضرت اس کی پیشانی پر بال لگا سکتے ہیں کیونکہ اس سے اس کی قیمت میں اضافہ ہوگا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب غلام خدمت کا ہو اور وہ اسے نہ بیچنا چاہتا ہو (کیونکہ اس سے یہ تاثر جائے گا کہ یہ بالوں کی بناوٹ میں لگا رہتا ہے کام کاج کچھ نہیں کرتا)۔"

اس نص صریح میں اگرچہ مقصد غلام کو نہ بیچنا ہے مگر اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ

1- الہدایہ، کتاب المبیع، باب المبیع الخامس، 3/48، دار احیاء التراث العربی

2- محیط البرہانی، کتاب الاقرب، الفصل اخر، 5/377، دار الکتب العلمیہ بیروت

غلام کے سر پر لگا کر لٹا سکتے ہیں۔ اگر یہ فعل جائز نہ ہوتا تو نہ بیچنے کے لئے یہ حیلہ ذکر نہ فرماتے۔

اس کے برعکس ایک جوان کواری خاتون کو ہارے دور میں لگ یا بالوں کی سرجری کی سخت ضرورت ہوتی ہے کہ ذرا سی کمی پر رشتے کو ٹھکرا دیا جاتا ہے۔  
غلام ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

وغير ذلك لا يحرر، لعدم هذه المعاني فيها، وحصول المصلحة من

تصديق المرأة لزوجهها من غير مضرة دافعه تعالى اهلهم۔ (1)

(ترجمہ:) "انسانی بالوں کے علاوہ سے لینے میں حرمت نہیں ہے کیونکہ اس میں حرمت کے اسباب نہیں پائے جاتے، اور اس میں اپنے خاوند کے لئے خوب سورتی کا حصول ہے جو شریعت کے حلال سے نقصان دہ نہیں ہے۔  
اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔"

بالوں کو کٹنا، ڈالنا اور لٹک کرانا کیسا؟

سوال: بالوں کو کٹنا، ڈالنا، لٹک کرانا اور لٹک کرانا کیسا ہے؟

جواب: بالوں کو لٹک کرنے سے پہلے ان کے اصل رنگ کو ختم کیا جاتا ہے، جس سے بال براؤن ہنچاتے ہیں، پھر یا تو ایسے ہی براؤن رنگ میں چھوڑ دیتے ہیں یا مزید دوسرے لٹک کرتے ہیں۔

جب بالوں کو رنگا جاتا ہے اس میں دو قسم کے لٹک کیے جاتے ہیں، ایک ٹکڑیا ہوتا ہے کہ جو تہہ دار ہوتا ہے اور دوسرا تہہ دار نہیں ہوتا بلکہ وہ مہندی کے رنگ کی طرح ہوتا ہے۔

بہر حال کوئی بھی رنگ لگا سکتے ہیں چاہے عورت بوڑھی ہو یا جوان، شادی شدہ ہو یا کنواری۔ مگر جب تہہ دار لٹک کر لیا گیا تو وضو میں مسح کرتے وقت پانی اس تہہ دار رنگ کی

وجد سے بالوں تک نہیں پہنچے گا، جس کی وجہ سے وضو نہیں ہوگا۔ لہذا تمہارا کرکڑ کرانے سے بچا جائے۔

**تفصیل: شرح البیہر الکبیر میں ہے:**

فَأَمَّا نَفْسُ الْخَطَّابِ فَفُورٌ مَذْمُومٌ بِلِ هُوَ مِنْ سِجَا الْمُسْلِمِينَ قَالَ عَلَيْهِ  
السلام غَلَقُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشْهَرُوا بِأَيْهَوِيهِ۔ وقال الراوى رأيت أبا  
بكر رضي الله عنه على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ولحيته  
كلها خرام عرقه، ينصب العين ورفعه مرويان يرين به أنه كان  
مغضوب اللحية۔ (1)

(ترجمہ:) ”ریگ کرنا بذات خود ممنوع نہیں ہے بلکہ یہ مسلمانوں کا خاصہ  
ہے کہ نجا کر ٹھیکے فرمایا: اپنے بڑے حاشے کو بدل دو اور یہودیوں کی مشابہت  
اختیار نہ کرو۔ اور راوی نے کہا: میں نے حضرت ابو بکر کو رسول اللہ کے منبر  
پر دیکھا انہوں نے اپنی داڑھی پر خطاب لگایا ہوا تھا۔“

علامہ ابن جابرین شامی لکھتے ہیں:

ول شرح المشارق للأكل واليهفتار أنه صلى الله عليه وسلم غضب ال  
وقت، وتركه في معظم الأوقات، ومنهينا أن الصلوات بالحناء والوسنة  
حسن كما في الخاتمة قال النووي ومنهينا ابتساب خطاب الشيب  
للرجل والبولاة بضمرة أو حيرة۔ (2)

(ترجمہ:) ”شرح المشارق للأكل میں ہے: رسول اللہ ﷺ بعض اوقات  
خطاب لگاتے تھے اور بسا اوقات ترک کر دیتے تھے۔ ہابا مذہب یہ  
ہے کہ ہندی اور دوسرے رنگنا اچھا ہے جیسا کہ خاتمہ میں ہے، امام نووی نے

1- شرح البیہر الکبیر للرحمنی، ص 14، دار العلم، بیروت لبنان

2- رد المحتار، مسائل شعی، 756/6، دار الفکر بیروت

فرمایا: ہمارا مذہب یہ ہے کہ مرد عورت اپنے سفید بالوں کو پیلا اور سرخ رنگ لگا سکتے ہیں۔"

بالوں کے مختلف اسٹائل بنوانا اور مانگ نکالنا؟

سوال: بالوں کے مختلف اسٹائل بنوانا اور مانگ نکالنا کیسا ہے؟

جواب: بالوں میں دو طریقوں کے علاوہ باقی جس طرح کا طریقہ اور اسٹائل اپنائیں سب جائز ہیں۔

(1) سر کے اوپر درمیان میں بالوں کا جوڑا بنانا جائز نہیں ہے۔

(2) سر کے درمیان کے علاوہ مانگ نہیں نکالنا چاہئے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَسْتَقْبِلُ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ ثُمَّ أَرْحَبْنَا، فَوَرَّعْنَاهُمْ سِتْرًا كَأَنَّكَ تَلْبَسُ  
يَطْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَبَسَاتُ كَابِيَاتٍ عَارِيَاتٍ مُبَيَّلَاتٍ مَائِلَاتٍ،  
رُفُوشُهُنَّ كَأَشْبَةِ الْفُتَيْتِ السَّائِلَةِ، لَا يَنْعُغْنَ الْحُلَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيْعَهَا،  
فَإِنْ رِيْعَهَا لِيُوجِدْنَ مِنْ مَسِيحَةٍ كَذَا وَكَذَا۔ (1)

(ترجمہ:) "جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے جہنم دیکھا یعنی یہ بعد میں ہوں گی، ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس گائے کی دھو کے مانند کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ اور دوسری وہ عورتیں ہوں گی جو لباس پہنی ہوں گی؛ مگر برہنہ ہوں گی۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی جانب مائل ہوتے والی ہوں گی۔ ان کے سر سختی اونٹ کے جھکے ہوئے کوبانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو

1- صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات، الرقم (2128)، 3/1680، دار احیاء

اتنے اتنے قاصطے سے آئے گی۔"

امام سیوطی امام نووی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قال النووي أي يكبرتها ويعظمها بلف عمامة أو عصابة أو نحو ذلك

قال وهذا الحديث من معجزات النبوة فقد وقع هذان الصنفان وهما

موجودان۔ (1)

(ترجمہ:) "عمام یا ہٹی سے اپنے سر کو بڑا کریں گی۔ یہ حدیث نبوت کے

معجزات میں سے اور یہ دونوں قسمیں آج پائی جا رہی ہیں۔"

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كُنْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَتَرَكَ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَدَحْتُ

الْعُرْقِيَّ مِنْ يَافُوعِيٍّ، وَأَزَيْلُ نَاصِيَتَيْهِ نَيْفَ عَيْنَيْهِ۔ (2)

(ترجمہ:) "میں جب رسول اللہ کے بالوں میں مانگ نکالنے لگتی تو آپ

کے سر کے پھوس سے لگتی اور آپ کی پیشانی کے بالوں کو آپ کی

آنکھوں کے سامنے نکالتی۔"

بالوں اور ناخنوں کو دفن کرنا ضروری ہے؟

سوال: کیا بالوں اور ناخنوں کو دفن کرنا ضروری ہے؟

جواب: ناخنوں کو کاٹنے کے بعد اور خواتین کے بال اکٹھا کرتے وقت جو جھڑتے ہیں

ان کو دفن کرنا مستحب عمل ہے۔

تفصیل: امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

كَانَ إِبْنُ عَمْرٍو يُذَيِّنُ شَعْرَهُ إِذَا خَلَعَهُ سَبَّحْتُ أَمَّا عَبْدُ اللَّهِ يَسْأَلُ عَنْ دَفْنِ

1- شرح السيوطي على السلم، المرقم (2128)، 5/164، دار ابن حنبل، اسودية

2- سنن أبي داود، كتاب الترسل، ما جاء في الفرق، المرقم (4189)، 4/82، المكتبة الصغرى

الدُّمْرُ وَالشَّعْرُ وَالْأظْفَارُ؟ قَالَ نَعَمْ يَسْتَحِبُّ يَذْنُ الشَّعْرَ وَالْأظْفَارَ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ لَمْ يَكُنْ بِهِنَّ بِأْسٍ۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت ابن عمر اپنے بالوں کو حلق کرنے کے بعد دفن کر دیتے تھے۔ میں نے ابو عبد اللہ سے سنا کہ انہوں نے خون، بال اور ناخنوں کے دفن کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: ہاں مستحب ہے۔ بال اور ناخنوں کو دفن کر دیا جائے اور اگر نہ کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔"   
 البحر الرائق میں ہے:

وَلِی الْفَتَاوَى الْعَتَابِيَّةُ يَذْنُ أَرْبَعَةَ الظُّفْرِ وَالشَّعْرَ وَخِرَاقَةَ الْحَيْضِ وَالْدُّمْرَ۔ (2)

(ترجمہ:) "فتاویٰ عتابیہ میں ہے: چار چیزوں کو دفن کیا جائے: ناخن، بال، حیض کا خون جو سنے والی گلابی اور خون۔"   
 الاختیار لتطیل الحارم میں ہے:

وَيَسْتَحِبُّ أَنْ يَذْنُ الشَّعْرَ۔ (3)

(ترجمہ:) "بالوں کو دفن کرنا مستحب ہے۔"

بغل اور زیر ناف بال صاف کرنا؟

سوال: بغل اور زیر ناف بال صاف کرنے کا حکم؟   
 جواب: (1) بغل کے بال اکھیرنا سنت ہے۔

(2) خواتین کے لئے زیر ناف بال صاف کرنا سنت ہے، اس کے لئے چاہیں تو کوئی

1- الوقوف والتزجل، التزجل، باب دفن الشعر، رقم (150، 149، 151)، 1/140،

دارالکتب العلمیہ بیروت

2- البحر الرائق، کتاب بکرمیۃ، فصل فی الحج، 8/233، دارالکتب الاسلامیہ بیروت

3- الاختیار لتطیل الحارم، کتاب الحج، 1/153، مطبعۃ المدینۃ العلمیۃ



بھی طریقہ اور چیزیں استعمال کر سکتی ہیں۔

(3) اگر وہ بلیڈ اور ریزرو وغیرہ سے مونڈنا چاہیں تو بھی جائز ہے۔

تفصیل: رد المحتار میں ہے:

(قوله ويستحب حلق عاتقه) قال في الهندية ويبتدئ من تحت السرة ولو عالج بالنورة يجوز كذا في الفرائد والاشباه والسنة في عانة المرأة الانتف (قوله وتنظيف بدنه) بنحو إزالة الشعر من إبطيه ويجوز فيه الحلق والانتف أولى في المجتبى من بعضهم وكلاهما حسن۔ (1)

(ترجمہ:) "ان کا قول بظلوں کے بالوں کو مونڈنا مستحب ہے۔ ہند یہ میں فرمایا: ناف کے نیچے سے ابتداء کی جائے اور اگر چونے کے ساتھ صاف کیا جائے تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح غرائب میں ہے۔ اشیاء میں ہے: خاتون کا اپنے بظلوں کے بالوں کو کھینچنا سنت ہے۔ ان کا قول بدن کی صفائی یعنی اپنے بظلوں کے بالوں کو صاف کرے اور اس میں مونڈنا بھی جائز ہے اور کھینچنا اولیٰ ہے۔ اور مجتبیٰ میں بعض فقہاء سے مروی ہے کہ دونوں اچھے ہیں۔"

میک اپ کرنا جائز ہے؟ مع شرائط

سوال: میک اپ کرنا جائز ہے؟

جواب: میک اپ، بناؤ سنگھار فی نقدہ جائز ہے مگر درج ذیل شرائط کے ساتھ۔

(1) شوہر کی خوشنودی کے لئے کرے۔

(2) لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ ہو۔

(3) فاسقہ اور کافرہ کی طرز پر نہ ہوں۔

(4) حلال اشیاء استعمال کی گئی ہوں۔

(5) اتنا وقت نہ لگایا جائے کہ نماز چھوٹ جائے۔

(6) ابرو کو باریک کیا جائے اور نہ ہی بالوں کو کاٹا جائے۔

تفصیل: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَمْ يَنْهَىٰ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُقَصِّرُوا وَلَا يَتَمَتَّعُوا بِالْأَمْوَالِ الْغَنِيِّ (1)

(ترجمہ:) "اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔"

دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

وَلَا يَتَّبِعُنَّ زِينَتَهُنَّ الْأُولَىٰ لِيُتَعَبَّوْهُنَّ (2)

(ترجمہ:) "اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر۔"

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ولعلہ محبول علی ما إذا فعلته لتتزين للأجانب، ولا فلو كان في

وجهها شعر ينفى زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد، لأن

الزينة للنساء مطلوبة للتزين (3)

(ترجمہ:) "اگر خاتون کے چہرے میں بال ہیں کہ جس سے شوہر کو نفرت

ہوتی ہے اس کو دور کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ خواتین کے لئے

زینت حسن و جمال کی وجہ سے مطلوب ہے۔"

بیوٹی پار سے میک اپ کرانا کیسا ہے؟

سوال: بیوٹی پار سے میک اپ کرانا کیسا ہے؟

جواب: بیوٹی پار سے میک اپ کرانا جائز ہے مگر ابھی ذکر کردہ چھ شرائط کے ساتھ درج

1- الاخراب، آیت: 33

2- النور، آیت: 31

3- رد المحتار، کتاب البصر، باب: فصل فی البصر، 373/6، مدار البصر، ص 20

ذیل شرائط کا بھی لحاظ رکھا جائے۔

(7) شوہر کی اجازت سے ہو۔

(8) مردوں سے نہ کرایا جائے۔

(9) عورتوں کے سامنے اپنی شرمگاہ بھی ظاہر نہ کی جائے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقْلَقَنَّ لِي رَأْسِي وَجَنِي يَخْتِطُ مِنْ حَيْثُ يَخْتِطُ لَكَ مِنْ أَنْ تُكْشِفَ أَمْرًا لَكَ لَا تَحِلُّ لَكَ (1)

(ترجمہ:) "غیر محرم خاتون کو ہاتھ لگانے سے بچتر ہے کہ مرد اپنے سر میں لوہے کی سوئی چھو دے۔"

مجمع الامم شرح متعلق الامم میں ہے:

السراة لا تكشف وجهها الا جانب من غير ضرورة (2)

(ترجمہ:) "خاتون بغیر ضرورت کے اجنبیوں کے سامنے اپنا چہرہ ظاہر نہ کریں۔"

علامہ علاء الدین کا سائی تحریر فرماتے ہیں:

فتنظر السراة من السراة الى سائر جسدها الا ما بين السراة والركبة (3)

(ترجمہ:) "خاتون دوسری خاتون کے تمام جسم کو دیکھ سکتی ہے سوائے ناف سے گھٹنے کے درمیان کو۔"

فتح القدیر میں ہے:

أن وجه الأجنبية وكهيفها ليستا بعورة حيث يجوز للمرء أن ينظر اليهما

1- المجموع الكبير للبحراني، باب المم، المزم (487)، 20/212، مکتبہ امنیہ القاهرة

2- مجمع الامم شرح متعلق الامم، کتاب الحج، 1/285، دار احیاء التراث العربی بیروت

3- بدائع الصنائع، کتاب الاحتمان، 5/124، دار الکتب احلیہ بیروت

إذا أمن الشهوة، ولكن لا يجوز له أن يسهما وإن أمن الشهوة فلم  
يجتنب النظر والمس فيها۔ (1)

(ترجمہ:) "اچھی خاتون کا چہرہ اور ہتھیلیاں پردے میں سے نہیں ہیں، لہذا جب مرد کو شہوت کا خوف نہ ہو تو ان کو دیکھ سکتا ہے، لیکن اس کے لئے چھوٹا جائز نہیں اگرچہ شہوت کا خوف نہ ہو۔ تو دیکھنا اور چھونا برابر نہیں ہیں۔"

پلیج کریم، مساج اور فیشل کرانا کیسا؟

سوال: پلیج کریم، مساج اور فیشل کرانا کیسا ہے؟

جواب: فی نفسہ یہ تینوں جائز ہیں مگر ان میں مذکورہ شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔  
تفصیل: حدیث مبارکہ میں ہے:

أَمَّا الْبَشَاءُ غَيْرُهَا قَالَ أَلَيْسَ تَشَاءُ إِذَا تَلَوْتَ، وَتَلَيْفَةُ إِذَا أَمَرْتَ، وَلَا تَغَالُفُ بَلْ  
تَقْسِيهَا وَمَا لَهَا بِهَا يَنْكَرُهُ۔ (2)

(ترجمہ:) "رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں سے کوئی عورت بہتر ہے تو آپ نے فرمایا: وہ عورت کہ جب اسے اس کا خاوند دیکھے تو خوش ہو جائے اور جب وہ اسے حکم دے تو یہ اس کی اطاعت کرے اور اپنی جان اور مال کے بارے میں کوئی ایسا اقدام نہ کرے جو اسکے خاوند کو ناگوار ہو۔"

ملا علی قاری اس کی شرح فرماتے ہیں:

إذا نظى أى قبها وراى منها الباشة وحسن الخلق ولفظ  
المعاشرة، وإن اجتمعت الصورة والسيرة فهي سرور على سرور، ونور

1- فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل فی الطول، 10/30، دار الفکر بیروت

2- سنن نسائی، کتاب النکاح، ای النساء، خیر، الرقم (3231)، 6/68، مکتبۃ المطبوعات

علی نور۔ (1)

(ترجمہ:) "یعنی جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو اس کا چہرہ ارتدائزہ ہو اور ایسے اخلاق والی ہو، صحیح رہن سکھ والی ہو۔ اور اگر سیرت اور صورت دونوں اچھی ہوں تو سرور ہی سرور ہے اور نور علی نور ہے۔"

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

وأما ضرب الزوجة فبأن توفى مواضع أربعة ومائة معناه على ترك الزينة لزوجها وهو يبيدها وترك الإجابة إلى الفرائض وترك الفصل والمفارقة من المنزل۔ (2)

(ترجمہ:) "یعنی کو چار وجوہوں سے ہلکی مارنا جائز ہے۔ اپنے خاوند کے لئے وہ زینت نہ کرے جبکہ اس کی خواہش ہو۔ بھرتی کے لئے بلائے اور وہ نہ آئے۔ فصل واجب ہو جائے تو نہائے دھوئے نہیں۔ گھر سے بغیر اجازت نکلتی ہو۔"

امام تہی سنت امام احمد رضا خان قادری لکھتے ہیں:

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ تحیثاً ماہ سوا ماہ شادی سے قبل دولہا اور دولہن کو ایجن ملا جاتا ہے اس کے لئے اپنے خویش و اقارب برادری کی عورتیں بلائی جاتی ہیں دولہا خود بالغ ہو یا نابالغ ان کو اکثر وہ عورتیں جن سے رشتہ خدق کا ہوتا ہے یعنی بدن وغیرہ سارے بدن میں ایجن لگاتی ہیں اور اس کے بعد سب کو کڑ تقسیم کیا جاتا ہے یہ اسراف ہے یا نہیں؟

الجواب: ایجن ملنا جائز ہے اور کسی خوشی پر کڑ کی تقسیم اسراف نہیں اور دولہا

1- مرقۃ المفاتیح، کتاب النکاح، باب حشرۃ البتراء، 5/2132، دار الفکر بیروت

2- البحر الرائق، کتاب النکاح، 7/310، دار الکتب الاسلامی بیروت

کی عمر نو دس سال کی ہو تو اجنبی عورتوں کا اس کے بدن میں اٹھن ملنا بھی گناہ و ممنوع نہیں۔ ہاں بالغ کے بدن میں نامحرم عورتوں کا ملنا جائز ہے اور بدن کو ہاتھ تو ہاں بھی نہیں لگا سکتی یہ حرام اور سخت حرام ہے۔ اور عورت و مرد کے مذاق کا رشتہ شریعت نے کوئی نہیں رکھا یہ شیطانی و ہندو لنی رسم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔" (1)

چہرے پر رنگین کریم لگانا کیسا؟

سوال: چہرے پر رنگین کریم یا گھر لگانا کیسا ہے؟

جواب: میک اپ میں سرخ، سبز یا اس طرح کے دیگر رنگ لگانا جائز ہے۔ جیسا کہ پگھوں اور درخشاؤں کو رنگ لگاتا ہے۔

ہاں اگر میک اپ کے لئے بھی حرم دار یعنی تہہ دار ہے تو وضو غسل کے لئے اسے اتارنا ضروری ہے۔

تفصیل: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا غَيْرَ طَبِيبِ الْوُجْهِ مَا تَقْدِرُ رِيحُهُ وَغَيْرَ طَبِيبِ الْيَسَاءِ مَا تَقْدِرُ

لَوْنُهُ وَغَيْرَ رِيحُهُ، وَتَقِي مَنَ وَبِئْسَ الْأَرْجَوَانِ۔ (2)

(ترجمہ:) "مرد کی بہترین خوشبو وہ ہے جس کی مہک پھیلے اور اس کا رنگ

چمپا ہے، اور عورتوں کی بہترین خوشبو وہ ہے جس کا رنگ جاہر ہو اور خوشبو

چھٹی رہے، اور آپ نے زمین کے اوپر اتھالی سرخ رنگی کپڑا ڈالنے سے

منع فرمایا۔"

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

1- فتاویٰ رضویہ 22/245، مرقاۃ المفاتیح ج 8 ص 404

2- سنن الترمذی، الباب الاول، باب فی طیب الرجال، المرقم (2788)، 4/404، دار

نهی النبی صلی اللہ علیہ وسلم أن یتزلف الرجل ای یتعامل  
الزفیران فی شبہہ ویدہ لاکہ عاصۃ النساء۔ (1)

(ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا۔ یعنی وہ اپنے کپڑے اور بدن میں زعفران نہ لگائے کیونکہ یہ خواتین کی عادت ہے۔"

چہرے پر بند یا اور لکیہ بنانا کیسا؟

سوال: چہرے پر بند یا لکیہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: پیشانی اور ابرو کے درمیان جو لکیہ اور بند یا بنائی جاتی ہے یہ ہندوؤں کا طریقہ اس سے بچنا چاہئے۔

ہمارے ہاں بعض اوقات بچے کو نھر سے بھانے کے لئے سرے سے جل بند یا جاتا ہے اس میں غیر مسلموں سے کوئی مشابہت نہیں ہے، یہ جائز ہے۔

تفصیل: نبی طیبہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَشَبَهَ بِمُتَوَلِّئٍ وَنُفَّثَ۔ (2)

(ترجمہ: "جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے۔"

محرم کے سامنے میک اپ کرنے کا حکم؟

سوال: محرم کے سامنے میک اپ کرنے کا حکم؟

جواب: محرم رشتہ داروں کے سامنے میک اپ، بناؤ سنگھار ظاہر کرنا فی نفسہ جائز ہے۔

مگر تنہائی میں اکٹھے ہونا یا بہت زیادہ میل جول خطرے سے خالی نہیں ہے جیسے کہ

1- مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، باب التزجل، 2821/7، دار الفکر بیروت

2- سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الخمر، الرقم (4031)، 44/4، المکتبۃ





(ترجمہ:) "محرم کو دیکھنا اور چھونا صرف اس صورت میں ہے کہ جب شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور اگر شہوت تھی یا شہوت کا اندیشہ تھا تو اس کے لئے دیکھنا اور چھونا ناجائز ہے کیونکہ یہ دیکھنا اور چھونا حرام کا سبب بنے گا تو اسی لئے یہ بھی حرام ہے۔"

### عدت میں میک اپ کرنا کیسا؟

سوال: عدت میں میک اپ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر طلاق رجعی کی عدت ہے یعنی شوہر نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو بیوی کو چاہئے کہ وہ میک اپ زیادہ سے زیادہ کرے تاکہ شوہر کا دل مائل ہو اور طلاق سے رجوع کر لے۔

اگر عدت وقات ہے یعنی شوہر فوت ہو گیا ہے یا طلاق بائن اور مطلقہ ہے تو میک اپ نہیں کر سکتی۔

تفصیل: علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

(والمطلقة الرجعية تستوی) ویحرم ذلك فی البائن والنفاء۔ (1)

(ترجمہ:) "طلاق رجعی والی خاتون زینت کرے اور طلاق بائن اور عدت وقات والی پر زینت حرام ہے۔"

در الاحکام شرح فرد الاحکام میں ہے:

(والمطلقة) أى مطلقة الرجعی (تستوی) لولایب الزوج فی رجعتها۔ (2)

(ترجمہ:) "طلاق رجعی والی زینت کرے تاکہ اس کا خاوند رجوع کی طرف راغب ہو۔"

1- الدر المنثور، کتاب الطلاق، باب المدة، 3/408، دار الفکر بیروت

2- در الاحکام شرح فرد الاحکام، کتاب الطلاق، باب المدة، 1/388، دار احیاء الکتب العربیہ

الحیض البرائی میں ہے:

والمعتدة من الطلاق الرجعی تتزوج إذا كانت المراجعة مرجوة،  
فأما إذا كانت المرأة تعلم أنها لا يرأعها المشقة غصبه عليها فلو أنها لا  
تفعل ذلك۔ (1)

(ترجمہ:) "طلاق رجعی والی اس وقت زینت کرے کہ جب رجوع کی  
امید ہو۔ اور اگر عورت جانتی ہے کہ وہ اپنے غصب کی وجہ سے رجوع نہیں  
کرے گا تو وہ زینت نہ کرے۔"

ناخن پالش اور مصنوعی ناخن لگانا کیسا؟

سوال: ناخن پالش اور مصنوعی ناخن لگانا کیسا ہے؟

جواب: ناخن پالش لگانا جائز ہے، مگر ایسی ناخن پالش نہیں لگانی چاہئے کہ منور اشیاء سے  
بہنی ہو اور اسے اتارنے میں کافی وقت پیش آئے؛ کیونکہ تہہ دار پالش لگے رہنے کی  
صورت میں وضو اور غسل نہیں ہوگا۔

مصنوعی ناخن لگانا بھی جائز ہے، مگر وضو اور غسل کے وقت اتار لے جائیں۔  
تفصیل: علامہ تور بخٹی لکھتے ہیں:

وكان النبي صلى الله عليه وسلم يأمر النساء بتفخيذ أظفارهن بالحناء  
حتى أنكرهن إذا كانا السابغة تركها الخصاب في أظفارها وقال لي كفيها  
كانهما نكها سبم ولم يكن للرجال أن يتشبهوا بالنساء۔ (2)

(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ خواتین کو مہندی کے ساتھ ناخن رنگنے کا حکم  
دیتے تھے حتیٰ کہ آپ نے ایک خاتون سے بیعت نہیں لی کیونکہ اس نے  
اپنے ناخنوں کو رنگا ہوا نہیں تھا اور فرمایا اس کی ہتھیلیاں جانور کی طرح ہیں

1- الویلة البرہانی، کتاب الطلاق، الفصل الثانی، واخر دن، 3/424، دار الکتب العلمیہ بیروت

2- البیہر فی شرح مصابح الیوم، کتاب الطہار، باب الوضوء، 1/142، مکتبۃ خیر مصطفیٰ الباز

اور مردوں کو خواتین کی مشابہت جائز نہیں ہے۔"

### مہندی لگانا کیسا؟

سوال: مہندی لگانا کیسا ہے؟

جواب: اپنے ہاتھوں اور پاؤں وغیرہ پر مہندی لگا سکتے ہیں۔

تفصیل: سنن ابی داؤد میں ہے:

عَنْ خَالِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَلَيْ هُنْدِي بِنْتُ عُثْمَةَ، قَالَتْ يَا قَوْمَ اللَّهِ،

بَارِعِي، قَالَ لَا أَهْلِي عَلَيْكَ حَتَّى تَقْذِرِي لَكُنْكَ، كَأَنَّهَا كَلَّمَتْهُمْ۔ (1)

(ترجمہ:)"ام المؤمنین سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ نے کہا:

اے اللہ کے نبی! مجھ سے بیعت لے لیجئے! آپ نے فرمایا: میں اس وقت

بیک تمہاری بیعت نہیں لوں گا جب تک کہ تم اپنی ہتھیلیوں کو رنگ نہ لو، یہ تو

گویا بدنہ سے کی ہتھیلیاں ہیں۔"

اس کی شرح عون المعبود میں ہے:

شبه يديها حين لم تخطيها بكف سبم في الكراهية لأنها حينئذ

شبهة بالرجال۔ (2)

(ترجمہ:)"نبی کریم نے اس خاتون کی ہتھیلیوں کو ناپسندیدگی میں جانور کی

ہتھیلیوں کے مشابہ قرار دیا کیونکہ اس وقت یہ مردوں کے بھی مشابہ تھی۔"

### ناخن کاٹنا اور بڑھا نا کیسا؟

سوال: ناخن کاٹنے کا حکم کیا ہے؟ اور اسے کس حد تک بڑھا سکتے ہیں؟

جواب: (1) ہر پختہ ناخن کاٹنا سنت ہے۔ زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک نہیں کاٹ

۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الخضاب للنساء، الرقم (4185)، 4/78، المکتبۃ

المصریۃ بیروت

2۔ عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، 11/148، دار الکتب العلمیۃ بیروت

سکتے، اگر چالیس دن میں نہیں کاٹے تو گناہ ہے۔

(2) محض فیشن کے لئے بڑھانا ناجائز و حرام ہے۔

(3) بعض کام میں بڑے ناخن کی ضرورت ہوتی ہے تو ایسے شخص کے لئے مناسب حد تک بڑھانے کی اجازت ہے۔ مگر چالیس دن کے اندر اندر ناخن تراشنا اس کے لئے بھی ضروری ہے۔

تفصیل: سنن ابن ماجہ میں ہے:

حَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ وَقَفْتُ لَنَائِي قَبْلَ الشَّارِبِ، وَخَلَقِي الْعَاكَةَ، وَتَشِيفِ الْأَظْفَارَ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، أَنْ لَا تَذَرَكِ الْكَثْرَةَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً۔ (1)  
(ترجمہ:) "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے، بزرگ ناف کے بال لینے، اور بغل کے بال اکھاڑنے کا ہمارے لیے وقت مقرر فرمادیا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں۔"

قادی مالکیری میں ہے:

الْأَفْضَلُ أَنْ يَقْلِمَ أَظْفَارَهُ وَيَعْلِقَ شَارِبَهُ وَيَعْلِقَ عَاتِيَهُ وَيَنْظِفَ بَدَنَهُ بِالْأَفْضَالِ فِي كُلِّ أَسْبُوعٍ مَرَّةً فَلَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلِيَ كُلِّ عَشْرَةِ عَشْرٍ مَا وَلَا يَعْذَرُ فِي تَرْكِهِ وَرَأَى الْأَرْبَعِينَ لِلْأَسْبُوعِ هُوَ الْأَفْضَلُ وَالْعَشْرَةُ عَشْرًا الْأَوْسَطُ وَالْأَرْبَعُونَ الْأَبْعَدُ وَلَا حَذَرُ فِيهَا وَرَأَى الْأَرْبَعِينَ وَبِاسْتِحْقَاقِ الْوَعِيدِ كَذَلِكَ الْقِسْمَةُ۔ (2)

(ترجمہ:) "افضل یہ ہے کہ اپنے ناخنوں کو کاٹے، اپنی مونچھوں کو پست کرے، اپنے بظلوں کے بال مونڈے اور غسل سے اپنے بدن کو صاف

1- سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب الظفر، الرقم (295)، 1/108، ودر احیاء الکتب العربیہ

2- قادی مالکیری، کتاب النکاح، باب النکاح، 357/5، دار الفکر بیروت

رکھے ہر پختے۔ اور اگر ہر پختے نہ کرے تو پندرہ دن میں ایک دن کرے۔  
 اور چالیس دن سے زیادہ عذر کی وجہ سے ترک نہ کرے۔ لہذا ہر پختے میں  
 افضل ہے اور پندرہ دن میں کرنا بھی صحیح ہے اور چالیس دن کرنا مناسب  
 ہے اور بغیر عذر کے اس کے بعد نہ کرنا وعید کا مستحق ہے۔ اسی طرح قنیہ میں  
 ہے۔"

ناخن اور زائد بالوں کو کاٹنے کی مدت کیا ہے؟

سوال: ناخن اور زائد بال کاٹنے کی مدت کیا ہے؟  
 جواب: ناخن، بظلوں کے بال اور زیر ناف بالوں کو کاٹنے کی کم سے کم کوئی مدت نہیں  
 ہے یعنی چاہیں تو ہر روز کاٹیں۔ مگر چالیس دن سے زیادہ تک نہ کاٹنا مکروہ تحریمی  
 ہے۔ جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔

پر نیوم لگانا؟

سوال: پر نیوم لگانا کیسا ہے؟  
 جواب: (1) اپنے شوہر کے لئے گھر میں پر نیوم لگاسنی ہے۔  
 (2) گھر سے باہر جاتے وقت نہیں لگاسنی۔  
 (3) اگر اس کا اجنبی لوگوں سے گزر نہیں ہوگا یا اجنبی کی مجلس میں نہیں بیٹھے گی بلکہ صرف  
 محرم ہوں گے یا صرف عورتیں ہیں تو بھی لگانا جائز ہے۔  
 تفصیل: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا اسْتَقْبَلَتِ الْمَرْأَةُ الْمَرْءَ، فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا، فَيَمْسِكُوا  
 وَتَكْنُ - (1)

(ترجمہ: "جب کوئی عورت خوشبو لگا کر کسی قوم پر سے گزرتی ہے تاکہ وہ

اس کی خوشبو پالیں تو وہ ایسی اور ایسی ہے۔"  
صحیح مسلم میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا امْرَأَةٌ أَصْلَبَتْ بُعُورًا فَلَا تَشْهَدُ مَعَنَا الْبَيْعَةَ الْآخِرَةَ۔ (1)

(ترجمہ:) "تمی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے خوشبو لگائی ہو، وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں نہ آئے۔"  
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ۔ (2)

(ترجمہ:) "مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک پھیل رہی ہو اور رنگ چھپا ہوا ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو لیکن مہک اس کی چھپی ہوئی ہو۔"

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي شَهْرِ السَّنَةِ حَمَلُوا ذَلِكَ حَتَّى مَا إِذَا أَرَاكَ أَنْ تَغْتَرِبَ، فَأَمَّا إِذَا كَانَتْ حَتَّى رُجِعَ فَلَئِنْ كُنْتَ بِهَا شَاعَتْ۔ (3)

(ترجمہ:) "امام بخاری نے شرح السنہ میں فرمایا: اس کو اس پر محمول کیا کہ جب وہ باہر نکلے گا ارادہ کرے، باقی رہا جب وہ گھر میں شوہر کے پاس ہو تو وہ جتنی چاہے خوشبو لگا سکتی ہے۔"

1- صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب خروج النساء الی المساجد، الرقم (444)، 1/328، دار احیاء التراث العربی

2- سنن الترمذی، ابواب الادب، باب فی طیب الرجال، الرقم (2787)، 4/404، دار الغرب الاسلامی

3- توت المستدری للسیوطی، ابواب الادب، 2/699، جامعہ ام القری، مکتبہ المکرمہ

شرح الارزاقانی علی الموطا میں ہے:

فإن ظهر لوجهه وحش ربيحه فكشوب الوضوء، فإن فرض أنه لا يرى لتلفها  
وعلمة الدليل احتمل أن لا يدخل في النهي - (1)

(ترجمہ:) "اگر اس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو جیسے کپڑوں کی  
زینت، پس اگر بالفرض وہ سر سے پاؤں تک ڈھانپی ہوئی ہے اور رات  
اندھیری ہے تو یہ ممانعت میں داخل نہیں ہونی چاہئے۔"

حسن کیلئے سر جری کرانا کیسا؟

سوال: بھٹ حسن کے لیے سر جری کرانا کیسا ہے؟

جواب: (1) بڑھاپے میں خمریاں ختم کرانے کے لیے سر جری کرانا جائز ہے۔  
(2) اسی طرح بچے، کفن اور حادثے کی وجہ سے چہرہ عجیب و غریب ہے تو کروا سکتے  
ہیں۔

تفصیل: سنن نسائی میں ہے:

عن قتادة بن أنس عن أبيه أن سبب أنفهم الكلاب في الحماة، فاشقذ أنفا  
ومن وري فاشقذ عليه فأمروا البهائم أن لا يمشوا عليه وسلم أن يشقذ أنفا  
ومن ذق - (2)

(ترجمہ:) "عبدالرحمن بن عوف نے بیان کیا کہ معرکہ کلاب میں میرے دادا  
عوف بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی۔ تو انہوں نے چاندی کی بنوائی مگر اس میں  
بوڑھ لگتی، تو نبی کریم نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے سونے کی ناک بنوائی۔"

1- شرح الارزاقانی علی الموطا، کتاب البیضاء، ما جاء فی خروج النساء، 1/676، مکتبۃ الشیخ الاسلام

الفاخر

2- سنن نسائی، کتاب البیضاء، ما صیبت بہ، المرقم (5161)، 8/163، مکتبۃ المسعودات

الاسلامیہ حلب

صحیح البخاری میں ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَائِشَاتِ وَالْمُسْتَوِشَاتِ،  
وَالْمُتَكَيِّمَاتِ وَالْمُتَقَلِّبَاتِ لِلْحُسْنِ، النِّقَوَاتِ خَلَقَ اللَّهُ مَا لِيَ لَا الْكَفْ  
مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ كِتَابُ اللَّهِ۔ (1)  
(ترجمہ:) "حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے انہوں نے کہا: اللہ  
تعالیٰ نے سر نہ بھرنے والی اور بھرانے والی، ابرؤں کے بال اکھاڑنے  
والی، خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والی اور اللہ کی خلقت کو  
بدلنے والی تمام عورتوں پر لعنت کی ہے۔ میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں  
جس پر رسول اللہ نے لعنت کی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی ملعون،  
ہے۔"

ٹیو بنوانا کیسا؟

سوال: ٹیو بنوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ٹیو یعنی بدن پر نقش، دنگار کشیدہ کروانا جائز و حرام ہے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللَّهُ الْوَائِشَةَ وَالْمُسْتَوِشَةَ، وَالْوَائِشَةَ وَالْمُسْتَوِشَةَ۔ (2)  
(ترجمہ:) "بالوں میں دوسرے بال ملانے والیوں اور طوانے والیوں پر اور  
گودنے اور گودوانے والیوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔"  
علامہ عینی امام نووی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وقال النووي قال أصحابنا الموضع الذي وشم يصور نجسا فإن أمكن  
إزالته بالعلاج وجهت إزالته وإن لم يمكن إلا بغيره فإن غلب منه

1- صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب التطیبات، الرقم (5931)، 7/164، دار طوق النجاة

2- صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر، الرقم (5933)، 7/165، دار طوق النجاة



(ترجمہ:) "بے شک رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ ہلال بھی تھے، آپ نے گمان کیا کہ ہلال کو پتہ نہیں ہے۔ پس آپ نے خواتین کو نصیحت کی اور ان کو صدمہ کرنے کا حکم دیا، ایک خاتون جس نے اپنے کانوں میں جھکے لٹکائے ہوئے تھے اور انگلی پکٹی ہوئی تھی اور حضرت ہلال حضور کے کپڑے کے ایک کنارے کو پکڑے ہوئے تھے۔"

جامع احکام الصغار للاسروشی میں ہے:

وفي رواتنا التاطفي ولا بأس بتهقب أذن الطفل من البنات لأنهم كانوا يفعلون ذلك زمن النبي من غير انكار۔ (1)

(ترجمہ:) "ناٹلی کی واقعات میں ہے: بچیوں کے کان میں سوراخ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ نبی کریم کے بغیر انکار کے چلا آ رہا ہے۔"

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

أن ثقب الأذن لتعليق القرط، وهو من رينة النساء، فلا يحل للذن كود۔ (2)

(ترجمہ:) "کانوں میں سوراخ کرنا زبور پہننے کے لئے تو یہ خواتین کی زینت میں سے ہے مردوں کے لئے جائز نہیں ہے۔"

ابرو، زبان، نبل اور ناف چھیدوانا کیسا؟

سوال: ابرو، زبان، نبل وغیرہ چھیدوانا کیسا ہے؟

جواب: ابرو، زبان، چھاتی کا نبل، ناف وغیرہ چھیدوانا غیر مسلموں، قاسقوں اور بازاری خورتوں کا طریقہ ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

1- جامع احکام الصغار فی مسائل الفکر ص 215/1، دار الفکر بیروت

2- رد المحتار کتاب الجفر وطلا باحد، فصل فی الحج، 6/420، دار الفکر بیروت

تفصیل: منن نہائی میں ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ الْوِشْرَ وَالنَّوْشَمَ وَالشَّقَاقِ (1)  
(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ نے وائٹ کو نوک دار بنانے، گودانے اور (بھنوں کے بال) اکھڑنے کو حرام قرار دیا۔"

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ نَهَى اللَّهُ الْوَائِشَاتِ وَالْمُسْتَوِشَاتِ، وَالْمُتَكَبِّصَاتِ، وَالْمُتَقَلِّبَاتِ  
لِلْخُسْنِ، الْمُهَيَّوَّنَاتِ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى (2)

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ نے سرمہ بھرنے والی اور بھروانے والی، ابروؤں کے بال اکھاڑنے والی، خوبصورتی کے لیے ناخنوں کو کشادہ کرنے والی اور اللہ کی خلقت کو بدلنے والی تمام عورتوں پر لعنت کی ہے۔"

### ناک اور کان چھیدنا؟

سوال: ناک اور کان چھیدنا کیسا ہے؟

جواب: ناک چھیدنا جائز ہے، چاہے ایک طرف سے یا دونوں طرف سے، اسی طرح کان میں بھی جتنے چاہیں سوراخ کرا سکتے ہیں جب تک کہ غیر مسلوں کی مشابہت نہ ہو۔  
تفصیل: صحیح البخاری میں ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَرَّمَ وَمَعَ بِلَاحٍ، فَلَقَّ أَكْثَهُ لَمْ  
يُسَيِّمَ فَوَسَّكَهُنَّ وَأَمْرَهُنَّ بِالشَّقَاقِ، فَجَعَلَتِ الزَّوَاكُ تُلْهِى الْقَنَظَ  
وَالْحَاسِمَ، وَبِلَاحٍ يَأْخُذُ بِلَفْظِهِ (3)

1- عمدۃ القاری، کتاب تفسیر القرآن، باب دوا آتاکم الرسول، 19/225، دار احیاء التراث العربی

منن النسائی، کتاب الزینۃ، تحریم الوش، المرقم (5110)، 8/149، دارکتبہ المصریۃ بیروت

2- صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب التطلیحات، المرقم (5931)، 7/164، دار طوق النجاة

3- صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عطف الاطراف، المرقم (98)، 1/31، دار طوق النجاة

(ترجمہ:) "بے شک رسول اللہ ﷺ نکلے اور ان کے ساتھ بلال بھی تھے، آپ نے گمان کیا کہ بلال کو پتہ نہیں ہے۔ میں آپ نے خواتین کو وضعت کی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، ایک خاتون جس نے اپنے کانوں میں جھکے ٹکائے ہوئے تھے اور انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اور حضرت بلال حضور کے کپڑے کے ایک کنارے کو پکڑے ہوئے تھے۔"

جامع احکام مسند امام غفرار للاسرؤثی میں ہے:

ولی واقعات الناطق دلائل یأس یتقرب آذن الطفل من البنات لأنهم كانوا یلعنون ذلک من النبی من طردہ انکار۔ (1)

(ترجمہ:) "ناطقی کی واقعات میں ہے: بچوں کے کان میں سوارخ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ نبی کریم کے بغیر انکار کے چلا آ رہا ہے۔"

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

أن ثقب الأذن لتعلیق القطر، وهو من زينة النساء، فلا يحل للذكر۔ (2)

(ترجمہ:) "کانوں میں سوارخ کرنا زینت پہننے کے لئے تو یہ خواتین کی زینت میں سے ہے مردوں کے لئے جائز نہیں ہے۔"

ابرو، زبان، نکیل اور ناف چھیدوانا کیسا؟

سوال: ابرو، زبان، نکیل وغیرہ چھیدوانا کیسا ہے؟

جواب: ابرو، زبان، چھاتی کا نکیل، ناف وغیرہ چھیدوانا غیر مسلموں، کاستوں اور بازاری خورتوں کا طریقہ ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

1- جامع الاحکام مسند امام غفرار، فی مسائل النکاح، 1/215، دار الفکر بیروت

2- رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی النکاح، 8/420، دار الفکر بیروت

تھی فرمایا: ”کیا بات ہے کہ میں تم سے جوں کی بوجھتا ہوں؟ اس نے =  
 انگلی اٹا دی، پھر آیا تو نوہے کی انگلی پہن رکھی تھی۔ حضور اکرم ﷺ  
 نے فرمایا: ”کیا بات ہے کہ میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں تو اس نے  
 وہ بھی اٹا دی اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس چیز کی  
 انگلی بناؤں؟ تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”چاندی کی انگلی بناؤ  
 اور ایک شقال (سازمے چار ماٹھے) پورا نہ کرنا۔“

اس حدیث سے اہل حضرت امام ذیل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے  
 مرد و عورت دونوں کی حرمت ثابت کی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

”چاندی سونے کے سوا ملو ہے، بخش، ہر ایک کا زیور عورتوں کو بھی مباح  
 نہیں، چہ جائیکہ مردوں کے لئے۔“ (1)

ایسے ہی علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”یعنی لوسہ، بخش، بنا ہے اور تھلی کی انگلی مردوں اور عورتوں کو پہنانا مکروہ  
 ہے۔“ (2)

لیکن چونکہ آرٹیفیکل جیولری پر عرف و قتال ہو چکا ہے کہ ہر عام و خاص، امیر و  
 غریب، عوام و علماے کرام کی عورتیں استعمال کرتی ہیں، لہذا عرف و قتال کا اعتبار کر کے  
 نص کی تخصیص مردوں کے ساتھ کریں گے اور عورتوں کیلئے حکم جواز ہوگا۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

إن العرف معتد بہان کل ما أمّا قول العرف العام یصلح مخصصاً۔ (3)  
 (ترجمہ: ”بے شک عرف معتبر ہوتا ہے اگر عام ہو کیونکہ عام تخصیص (فی النقص)

1- فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص: ۱۵۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

2- رد المحتار، کتاب البصر، باب: فصل فی اللبس، 380/6، دار الفکر بیروت۔

3- رسائل ابن عابدین، 2/116، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

طرح چڑھا دی گئی کہ لوہا بالکل نظر نہیں آ رہا تو اب اعتبار ظاہر کا کیا جائے گا اور یہ انگوٹھی چاندی کی قرار دی جائے گی۔ اس عبارت سے مطلقاً لوہے کی انگوٹھی کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

مگر عرف و تعامل کی وجہ سے دوسری دعوات جیسے لوہا، فضل وغیرہ کے زیورات کو جائز قرار دیا۔

اس کی تفصیل تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی نے جو فرمائی ہے درج ذیل ہے۔  
فی زمانہ عرف و تعامل کی وجہ "آر بھگل جیولری" کا پہننا عورتوں کے لئے جائز ہے اور مردوں کے لئے سوائے چاندی کی ایک نگ والی انگوٹھی جی ایک حتمال (سازمے چار ماشے) سے کم ہو کے علاوہ ہر قسم کی دعوات کا زیور ناجائز و حرام ہے۔

اہل حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے جس حدیث (ذیل میں اس کا ذکر آئے گا) میں عموم ملت کا اعتبار کرتے ہوئے مردوں اور عورتوں کیلئے ممانعت بیان کی اس میں "عرف و تعامل" کی بناء پر تخصیص کریں گے جس سے عورتوں کا جواز اور مردوں کا حرام جواز باقی رہے گا کیونکہ عرف و تعامل ایسے قواعد شرعیہ ہیں جن کے ساتھ نص میں تخصیص کرنا جائز ہے۔

وہ حدیث پاک یہ ہے:

أَنَّ رَجُلًا، جَاءَهُ مِنَ الْيُونَنِ سَلَامٌ مِنَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ نَسَبِهِ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُ أُجْدُنْ مِنْكَ رِيحَ الْأَنْصَارِ قَطْرَةً، ثُمَّ جَاءَهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ صَاحِبُ أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةً أَفْضَلَ الشَّيْءِ قَطْرَةً، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمِنْ أَيْنَ شِئْنَهُ أَتَيْتُهُ؟ قَالَ أَتَيْتُهُ مِنْ دُورِي، وَلَا تُبَيِّنُهُ وَمُتَقَالَانِ (1)  
(ترجمہ:)"نبی کریم ﷺ نے اس مرد کو جس نے نیک کی انگوٹھی پہن رکھی

1- سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، ما جاء فی خاتم الحدید، الرقم (4223)، 4/90، المکتبۃ العصریہ

تھی فرمایا: ”کیا بات ہے کہ میں تم سے جوں کی بوجھتا ہوں؟ اس نے =  
 انگوٹھی اتار دی، پھر آیا تو نوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ حضور اکرم ﷺ  
 نے فرمایا: ”کیا بات ہے کہ میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں تو اس نے  
 وہ بھی اتار دی اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس چیز کی  
 انگوٹھی بناؤں؟ تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”چاندی کی انگوٹھی بناؤ  
 اور ایک مثقال (سازمے چار ماشے) پورا نہ کرنا۔“

اس حدیث سے اہل حضرت امام نفل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے  
 مرد و عورت دونوں کی حرمت ثابت کی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

”چاندی سونے کے سوا ملو ہے، مثقال ہر ایک کا زیور عورتوں کو بھی مباح  
 نہیں، چہ جائیکہ مردوں کے لئے۔“ (1)

ایسے ہی علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”یعنی لوسہ، مثقال، تانبے اور تھنی کی انگوٹھی مردوں اور عورتوں کو پہنانا مکروہ  
 ہے۔“ (2)

لیکن چونکہ آرٹیفیکل جیولری پر عرف و قتال ہو چکا ہے کہ ہر عام و خاص، امیر و  
 غریب، عوام و علماے کرام کی عورتیں استعمال کرتی ہیں، لہذا عرف و قتال کا اعتبار کر کے  
 نص کی تخصیص مردوں کے ساتھ کریں گے اور عورتوں کیلئے حکم جواز ہوگا۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

إن العرف معتد بہان کل ما أمّا قول العرف العام یصلح مخصصاً۔ (3)  
 (ترجمہ: ”بے شک عرف معتبر ہوتا ہے اگر عام ہو کیونکہ عام تخصیص (فی النقص)

1- فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص: ۱۵۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

2- رد المحتار، کتاب البصر، باب: فصل فی اللبس، 380/6، دار الفکر بیروت۔

3- رسائل ابن عابدین، 2/116، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

کی صلاحیت رکھتا ہے۔"

دوسری جگہ کچھ وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں:

قال في الذمومة في الفصل الثامن من الإجازات مسألة ما لو قدم  
إلى حائك غزلاً ينسجه بالثلاث ومثلاث يذم كمنزوع يبيع ويحصد  
بن سبعة وغزلهما كانوا يبيعون هذه الإجازة في الثياب لتعامل أهل  
بلدهم في الثياب والتعامل حجة يترك به القياس ويخص به الأكثر  
وتجهيز هذه الإجازة في الثياب للتعامل بسبق تخصيص النص الذي  
ورد في قهقر الطحان لأن النص ورد في قهقر الطحان لا في الحائك، نظرية  
فيكون وارد إلى دلالة لمقتضى تركنا العمل بدلالة هذه النص في الحائك  
وهلنا بالنص في قهقر الطحان كان تخصيصاً لا تركاً أصلاً وتخصيص  
النص بالتعامل جائزاً، ألا ترى أننا جردنا الاستصنام للتعامل  
والاستصنام يعم ما ليس عند الإنسان لا ترك للنص أصلاً ولأننا هلنا  
بالنص في غير الاستصنام۔ (1)

(ترجمہ) "آخر میں کتاب الاجارہ کی آٹھویں فصل میں جہاں پہ یہ مسئلہ  
بیان ہوا ہے کہ کسی کو کاسٹنے کیلئے سوت دیا اور اس کی اجرت اسی کپڑے کی  
تہائی مقرر کی، بلخ کے مشائخ مثل نصیر بن یحییٰ اور محمد بن سلمہ وغیرہ نے  
کپڑے کے اس اجارے کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ ان کے علاقے میں اس  
کا تعامل ہے اور تعامل ایک ایسی جہت ہے جس کی وجہ سے قیاس کو بھیجا  
چھوڑ دیا جاتا ہے اور روایت میں تخصیص کر دی جاتی ہے اور کپڑوں کی بنا کی  
میں تعامل کی وجہ سے اس اجارہ کو جائز قرار دینے کا مطلب اس حدیث میں  
تخصیص کرنا ہے جو قهقر طحان کے بارے میں وارد ہوئی کیونکہ وہ نص قهقر طحان

کے بارے میں وارد ہوئی تھی نہ کہ حائضہ کے بارے میں (حائضہ) اس کی ظہیر ہے اس لئے وہ دلالت اس کے بارے میں بھی ہوگی پھر جب ہم نے کپڑا بننے والے کے بارے میں اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور آٹا پینے والے کے پینے (قفیر طحان) کے بارے میں اس حدیث پر عمل کیا تو یہ حدیث کی تخصیص ہوئی حدیث کو چھوڑنا نہ ہوا اور قتال کی وجہ سے حدیث کی تخصیص کرنا جائز ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ ہم نے احصاء کو جائز قرار دیا حالانکہ اس میں ایسی چیز کو بچا جاتا ہے جو بائع کے پاس نہیں ہوتی اور ایسی بیع کرنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے اور احصاء کو قتال کی وجہ سے جائز قرار دینا اس حدیث میں تخصیص کرنا ہے جس چیز کی بیع کی ممانعت کے بارے میں وارد ہوئی تھی جو انسان کے پاس موجود نہ ہو تو اس سے حدیث کو چھوڑنا نہیں ہے کیونکہ ہم اس حدیث پر احصاء کے علاوہ دوسری چیزوں میں عمل کرتے ہیں۔

اور اہل حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

"علاء کرام جس کو عرف فرماتے ہیں وہ قیاس پر قاضی ہے اور نفس اس سے متروک نہ ہوگا مخصوص ہو سکتا ہے وہ یہی عرف حادث شائع ہے کہ بلاد گنجرہ میں بکثرت رائج ہو"۔ (۱)

اس کے علاوہ قتال کی بناء پر علماء کرام نے ان کے جواز کی صراحت بھی کر دی ہے۔ عالمگیری میں ہے:

ولا بأس للنساء بتعليق الخنزير في شعورهن من جمل أو نحاس أو شبه

أو حديد ونحوها للزينة والسوار منها۔ (۲)

۱- فتاویٰ رضویہ، ۱۹/۶۰۶، رضا فاؤنڈیشن لاہور

۲- فتاویٰ عالمگیری، کتاب انکسار، الباب احقر دن، ۵/۳۵۹، دار الفکر بیروت



(ترجمہ:)"عورت کا زینت کی وجہ سے بچل جانا یا لوہے وغیرہ کی چٹا بنا کر بالوں میں لٹکانا یا ان کے نکلن بنا کر پہنا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

حاصل کلام یہ ہے کہ فی زمانہ عورتوں کے لئے آرٹیفیسیل زیورات پہنانا جائز اور اسے بہن کر لہذا جائز ہے اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (1)  
سوئے چاندی کے دانت یا تار لگوانا کیسا؟

سوال: سوئے اور چاندی کے دانت یا تار لگوا سکتے ہیں؟

جواب: (1) سونا چاندی دونوں کے ہونے دانت یا داڑھ لگوا سکتے ہیں۔

(2) دانتوں کی مضبوطی کیلئے دانتوں کے ارد گرد تار بھی لگوا سکتے ہیں۔

(3) سونا چاندی سے بنا ہوا دانت کا غول چڑھانا بھی جائز ہے۔

تفصیل: صحیح البخاری میں ہے:

مَنْ حَبَسَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ حَرْقَةٍ، أَوْ جَذَعًا عَرَفَ حُجَّةَ بْنِ أَسَدٍ، قَطَعَ أَنْفَهُ بِحَرِّ  
 الْكَلَابِ، فَاشْتَدَّ أَنْفًا مِنْ دَرَقٍ، فَلَقَقَتْ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاشْتَدَّ أَنْفًا مِنْ فَكَّابٍ (2)

(ترجمہ:)"مہاجرین بن طرفہ نے بیان کیا کہ معرکہ کلاب میں میرے دادا  
 عرفہ بن اسد کی ناک کٹ گئی تھی۔ تو انہوں نے چاندی کی بنوائی مگر اس  
 میں بو پڑ گئی۔ تو نبی کریم نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے سونے کی ناک بنوا  
 لی۔"

اللمباب میں ہے:

لأن النبي صلى الله عليه وسلم ألباه لعرفجة بن أسد الكلابي أن

1- وسيم الكلابي مغربيہ دیوبند سے آراستہ ہو کر آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ

2- سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب من ربه لا سنان (رقم 4232)، 4/82، مشکوٰۃ احسن: ج 2

يَتَّخِذُ أَثْفَالًا مِنْ ذَهَبٍ فَكَانَ كَذَلِكَ الْبَلَاءُ أَنْ يَشْدُوَهَا بِالنَّهْبِ إِذْ  
كَانَ لَا يَنْتَبِهُ (1)

(ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے غریبہ بن اسد کلابی کے لئے سونے کی  
ناک بنانا جائز قرار دیا، یہی حکم دانت کا کہ سونے کی دانت باندھنے میں  
کوئی حرج نہیں ہے اگر یونہی آئے۔"

\*\*\*\*\*

## چوتھا باب :- وضو، غسل کے متعلق اہم و جدید مسائل

وضو کے فرائض، سنتیں، مکروہات اور نوافض ایک نظر میں۔ (۱)  
وضو کے چار فرض ہیں: (۱) چہرہ دھونا یعنی سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی نو سے دوسرے کان کی نو تک۔ (۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔  
وضو کی سنتیں: (۱) نیت کرنا۔ (۲) بسم اللہ پڑھنا۔ (۳) پہنچوں تک ہاتھ دھونا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) غفرہ کرنا۔ (۶) خاک میں اچھی طرح پانی چڑھانا۔ (۷) داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا۔ (۸) پورے سر کا مسح کرنا۔ (۹) کالوں کا مسح کرنا۔ (۱۰) ہر عضو کو تین بار دھونا۔

وضو توڑنے والی چیزیں: (۱) پاخانہ اور میثاب کے مقام سے کسی چیز کا ٹکنا۔ ہاں اگلی شرمگاہ کے مقام سے ہوا خارج ہونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) غنم، پیپ، رد پانی کا ٹکل کر بہہ جانا۔ (۳) پاخانہ کے مقام سے ہوا کا ٹکنا۔ (۴) گہری نیند۔ (۵) بیہوشی۔ (۶) ہالہ کا رکوع و سجود والی نماز میں بلند آواز سے ہنسا۔ (۷) مباشرت قاحشہ۔ (۸) دکھتی آنکھ سے پانی بہنا۔ (۹) دکھتی چھاتی سے پانی کا ٹکنا۔ (۱۰) دودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

وضو کے مکروہات: (۱) قبلہ کی طرف تھوکتا یا کھلی کرنا۔ (۲) بلا ضرورت دنیا کی باتیں کرنا۔ (۳) ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا۔ (۴) منہ پر پانی زور سے مارنا۔

۱۔ وضو اور غسل کے مسائل کی حریہ تفصیل اور حوالہ جات کے لئے قانون شریعت، سی بی سی زہیر،

چند ضروری مسائل: (۱) نماز، نماز، جنازہ، مسجد و عبادت کیلئے اور قرآن مجید کو چھونے کیلئے وضو کرنا فرض ہے۔ (۲) غزو، شرمگاہ، کھلنے یا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۳) اعضاء وضو پر اگر کوئی ایسی چیز لگی ہے جو عضو تک پانی کو پہنچنے سے روکتی ہے تو اسکا چھڑانا فرض ہے، جیسے ناخن پالش۔ ہاں اگر چھڑانے میں حرج شدید ہو تو معاف ہے، جیسے ناہائی اور خاتین کیلئے آنا، مردوں کیلئے گارا، آنکھوں میں سرے کا جرم، بدن کا میل وغیرہ۔ (۴) منہ سے خون نکلا اگر تھوک پر غالب ہے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔ (۵) دھونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر ہر عضو پر پانی کے کم از کم دو قطرے بہہ جائیں۔ اگر تیل کی طرح پانی ل دیا بہا یا نہیں تو وضو نہیں ہوگا۔

### غسل کے فرائض، نواقض اور سنت طریقہ ایک نظر میں

غسل کے تین فرض ہیں: (۱) اچھے طریقے سے کلی کرنا، اس طرح کہ حلق تک اندر کا مکمل حصہ دھل جائے۔ (۲) ناک میں پانی ڈالنا کہ نرم جگہ یعنی سخت ہڈی کے شروع تک پانی پہنچ جائے۔ (۳) مکمل بدن پر پانی بہانا۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے: (۱) منی کا شہوت کے ساتھ نکلنا۔ (۲) سوتے میں احتلام ہونا۔ (۳) مرد کا عورت کے ساتھ بھرتی کرنا۔ (۴) عورت کا حیض و نفاس سے فارغ ہونا۔

غسل کا سنت طریقہ: پہلے استنجاء کرے، پھر جس جگہ نجاست لگی ہو اس کو دھوئے، پھر وضو کرے۔ وضو کے بعد تین مرتبہ دابنے کا ندھے پر اور تین مرتبہ بائیں کا ندھے پر پانی ڈالے، پھر تین مرتبہ سر پر اور پھر سارے بدن پر پانی بہائے اور جسم کو خوب لے۔

چند ضروری مسائل: (۱) جس پر غسل واجب ہو اس کا مسجد میں جانا، قرآن پاک کو چھونا اور پڑھنا حرام ہے، ہاں درود شریف یا کوئی دعا کلی کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ (۲) غسل واجب ہونے کے بعد نہانے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ (۳) سوئی کے ناکہ

کے برابر اگر بدن کا کوئی حصہ رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا، اسی لئے غسل واجب میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔

مرد و عورت کے وضو اور غسل میں کیا فرق ہے؟

سوال: مرد و عورت کے وضو و غسل میں کیا فرق ہے؟

جواب: (1) عورت مسواک کے بجائے دعا سے استعمال کرے تو بھی سنت ہے۔

(2) عورت نے اگر ناک میں زیور پہنا ہے تو اسے حرکت دے اور اس کے نیچے سے پانی گزاریے۔ اسی طرح ہاتھ، پاؤں کے چپے، انگوٹھی اور کلائی کی چڑیاں وغیرہ کے نیچے سے بھی پانی گزاریے۔

(3) مرد کے سر کے بال جتنے بڑے ہوں غسل میں ہر بال کو مکمل دھونا ضروری ہے مگر عورت پر صرف اتنا لازم ہے کہ وہ ہر ہر بال کی جڑ تک پانی ضرور پہنچائے۔ غسل میں باقی بالوں کا دھونا فرض نہیں ہے۔

(4) کالوں کے زیور کو حرکت دے کر اس کے نیچے سے پانی گزاریے۔ ہاں ناک اور کالوں کے بند سوراخ میں پانی پہنچانا فرض نہیں ہے مگر باقی زیور کے نیچے سے بہانا ضروری ہے۔

وضو و غسل کے فرض، سنت اور مستحب میں کیا فرق ہے؟

سوال: وضو و غسل کے فرض، سنت، مستحب میں کیا فرق ہے؟

جواب: (1) وضو اور غسل میں جو چیزیں فرض ہیں ان کے فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان فرضوں میں سے کوئی فرض چھوٹ گیا یا وہ فرض مکمل نہیں دھلا تو وضو اور غسل بالکل نہیں ہوگا۔ جیسے وضو میں منہ دھونا فرض ہے تو اگر رخسار یا پیشانی وغیرہ سے کوئی جگہ ایک جگہ کے برابر رہ گئی تو وضو نہیں ہوگا۔ اسی طرح غسل میں تیسرا فرض ہے پورے بدن پر پانی بہانا، اگر بدن میں سے کوئی جگہ جل برابر بلکہ سوئی کے ناک کے برابر دھلنے سے رہ گئی تو غسل نہیں ہوگا۔

(2) وضو اور غسل میں سنت کا مطلب یہ ہے کہ اگر سنت رہ گئی تو وضو اور غسل ہو جائے گا مگر ثواب کم ملے گا اور سنت چھوڑنے کی عادت بنائی تو گناہ بھی ملے گا۔ جیسے وضو میں کلی کرنا سنت ہے، تو اگر کلی نہ کی تو وضو ہو جائے کیونکہ کلی فرض نہیں ہے، لیکن کلی کے چھوڑنے پر ثواب کم ملے گا۔

(3) مستحب کا مطلب یہ ہے کہ اگر مستحب پر عمل کریں تو ثواب ملے گا، اور چھوڑنے پر گناہ نہیں ملے گا۔

(4) مکروہ کا مطلب یہ ہے کہ اس مکروہ کام کے کرنے سے وضو اور غسل تو ہو جائے گا مگر شریعت کی نظر میں وہ فعل ناپسندیدہ شمار کیا جائے گا، اور ثواب میں بھی کمی ہو جائے گی۔

### وضو اور غسل میں احتیاطیں

ابھی مجدد و جورت کے وضو و غسل کے فرق میں جو بیان ہوئے ہیں ان کی بھی احتیاط کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری نے اپنے رسالے "مخلاصہ تبیان الوضو" میں وضو اور غسل کے بیان میں تقریباً 70 مقامات ایسے لکھے ہیں کہ جن پر لازمی اور احتیاط کے ساتھ پانی بہانا فرض ہے۔

ان کا خلاصہ یہ ہے کہ سر سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک کوئی بھی جگہ ایک جل کے برابر دھلنے سے نہ رہے، جیسے مونے شخص پر لازم ہے کہ وہ ناف میں انگلی ڈال کر پانی پہنچائے وغیرہ۔ اسی طرح خواتین ڈھنگی ہوئی پرستان کو اٹھا کر اس کے نیچے پانی پہنچائیں وغیرہ۔

### کیا غسل کے بعد وضو کرنا ضروری ہے؟

سوال: غسل کے بعد وضو کرنا ضروری ہے یا غسل سے وضو بھی ہو جائے گا؟

جواب: غسل کے بعد وضو کرنے کی دوبارہ ضرورت نہیں ہے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ بَعْدَ الْفُسْلِ فَلَيْسَ بِمُتَّحٍ (1)

(ترجمہ:) "جس نے غسل کے بعد وضو کیا وہ ہم میں سے نہیں۔"

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

قال العلامة نور افندی ہل ورد ما يدل على كراهته۔ (2)

(ترجمہ:) "علامہ نوح آقندی نے فرمایا: بلکہ اس مسئلے میں جو حدیث وارد

ہوئی وہ اس کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔"

زخم اور بیماری کی صورت میں وضو اور غسل کیسے کرے؟

سوال: زخم اور بیماری میں وضو اور غسل کیسے کرے؟

جواب: (1) مثلاً ہاتھ یا کلائی پر پھوڑا یا زخم ہے تو اس پر پانی نہ بہائے، اس کے علاوہ

باقی اعضاء پر پانی بہانا ضروری ہے۔

(2) اگر ٹانگ پر زخم ہے تو غسل کی صورت میں زخم کو بچا کر باقی مکمل بدن کا دھونا

ضروری ہے۔ بیماری ایسی ہے کہ وضو یا غسل کرنے سے بیماری کے بڑھنے کا

اندیشہ ہے یا دیر سے مچھ ہوگا یا نقصان ہوگا تو اس صورت میں وہ وضو اور غسل کے

بہائے تیمم کرے۔

(3) اگر زخم پر پٹی بندی ہے تو اس پر مسح کرنا یعنی گیلا ہاتھ پھیرنا ضروری ہے وگرنہ وضو

اور غسل نہ ہوگا۔

تیمم کا طریقہ: اگر کسی بیماری یا زخم کی وجہ سے وضو اور غسل نہیں کر سکتی تو تیمم

کرے۔

(1) ٹاپا کی دور کرنے کی یا عبادت کے لئے طہارت کی نیت کرے۔

(2) اپنی دونوں ہاتھوں کی پٹیلیوں کو انگلیوں سمیت پاک مٹی پر مارے پھر ہاتھ جماؤ

1- المعجم الکبیر للطبرانی، باب الخن، رقم (11691)، 11/267، مکتبۃ ابن تیمیہ الناصریہ

2- رد المحتار، کتاب الطہارۃ، سنن الغسل، 1/158، دار الفکر بیروت

کر اپنے منہ پر مل لے۔ اور کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

(3) دوسری دفعہ اسی طرح مٹی پر دو تلوں ہاتھ مارے پھر جھاڑ کر اپنے ہاتھوں پر کہنیوں سمیت مل لے، کنگن، انگلی وغیرہ کو ہٹا کر اس پر ہاتھ پھیرے۔ یوں تیمم مکمل ہو گیا اور وضو غسل کی طرح پاکی بھی حاصل ہو گئی۔ تیمم سے وہ تمام عبادتیں کر سکتے ہیں جو وضو اور غسل سے کر سکتے ہیں اور جن کے لئے وضو و غسل کرنا واجب ہے۔ (1)

تفصیل: رد المحتار میں ہے:

وهو ما لو كان أكثر الأضداد صحيحاً يغسل إلام، لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجرح والانسداد عليه۔ (2)

(ترجمہ:) ”یہی حکم ہے اس شخص کا کہ جس کے اکثر اعضاء سلامت ہوں تو ان اعضاء کو وہ دھوئے گا لیکن یہ اس وقت ہے کہ جب صحیح غسل کرنا ممکن ہو ورنہ کو نقصان پہنچائے بغیر ورنہ تیمم کرے، علیہ۔“

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”سوال: زید کی ران میں پھوڑا یا اور کوئی بیماری ہے ڈاکٹر کہتا ہے پانی یہاں نقصان کرے گا مگر صرف اسی جگہ مسخر ہے اور بدن پر ڈال سکتا ہے اس حالت میں وضو یا غسل کے لیے تیمم درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو تیمم غسل کا ویسا ہی ہے جیسا وضو کا؟ یا کیا حکم ہے؟ باقی آداب۔“

الجواب: صورتہ مسئلہ میں غسل یا وضو کسی کیلئے تیمم جائز نہیں وضو کیلئے نہ جائز ہونا تو ظاہر کہ ران کو وضو سے کوئی علاقہ نہیں اور غسل کیلئے یوں ناروا کہ اکثر بدن پر پانی ڈال سکتا ہے لہذا وضو تو بلاشبہ تمام و کمال کرے اور غسل کی حاجت ہو تو اگر معذرت صرف ٹھنڈا پانی کرتا ہے گرم نہ کرے گا اور اسے گرم

1- حریہ تفصیل ملاحظہ ہو: بہار شریعت، حصہ اول، 1/344، المدینۃ العلمیۃ کراچی

2- رد المحتار، باب التیمم، 1/257، دار الفکر بیروت



پانی پر قدرت ہے تو بیچک پہلا غسل کرے اتنی جگہ کو گرم پانی سے دھوئے باقی بدن گرم یا سرد جیسے چاہے، اور اگر ہر طرح کا پانی معصر ہے یا گرم معصرتو نہ ہوگا مگر اسے اس پر قدرت نہیں تو ضرر کی جگہ بچا کر باقی بدن دھوئے اور اس موضع پر مسح کر لے اور اگر وہاں بھی مسح نقصان دے مگر دوا یا ہٹی کے حامل سے پانی کی ایک دھار بہا دینی معصرتہ ہوگی تو وہاں اس حامل ہی پر بہا دے باقی بدن بدستور دھوئے اور اگر حامل پر بھی پانی بہانا معصرتہ دوا یا ہٹی پر مسح ہی کر لے اگر اس سے بھی معصرتہ ہو تو اتنی جگہ خالی تھوڑے دے جب وہ ضرر دفع ہو تو ہتھی بات پر قدرت ملتی جائے بھالاتا جائے مثلاً ابھی ہٹی پر سے مسح بھی معصرتہ تھا لہذا جگہ بالکل خشک بچا دی چند روز بعد اتنا آرام ہو گیا کہ یہ مسح نقصان نہ دے گا تو فوراً ہٹی پر مسح کر لے اسی قدر کافی ہوگا باقی بدن تو پہلے کا دھویا ہی ہوا ہے جب اتنا آرام ہو جائے کہ اب بندش پر سے پانی بہانا بھی ضرر نہ کرے گا فوراً اس پر پانی کی دھار ڈال دے صرف مسح پر جو پہلے کر چکا تھا قاعدت نہ کرے جب اتنا آرام ہو جائے کہ اسبہ خاص موضع کا مسح بھی ضرر نہ دے گا فوراً وہاں مسح کر لے ہٹی کے غسل پر قانع نہ رہے جب اتنا آرام ہو کہ اب خود وہاں پانی بہانا معصرتہ ہوگا فوراً اس بدن کو پانی سے دھولے غرض رخصت کے درجے بتا دیے گئے ہیں جب تک کم درجہ کی رخصت میں کام نکلے اٹلی درجہ کی اختیار نہ کرے اور جب کوئی نیچے کا درجہ قدرت میں آئے فوراً اس تک تنزل کر آئے۔ اسی طرح اگر یہ حالت ہو کہ اس جسم پر پانی تو نقصان نہ دے گا مگر بندھا ہوا ہے کھولنے سے نقصان پہنچے گا یا کھول کر پھر باعدہ نہ سکے گا تو بھی اجازت ہے کہ بندش پر سے دھوئے یا مسح کرنے جس بات کی قدرت ہو عمل میں لائے جب وہ عذر جاتا رہے کھول کر جسم کو مسح یا غسل جو مقدور ہو کرے یہی

سب حکم وضو میں ہیں اگر اعضائے وضو میں کسی جگہ کوئی مرض ہو الیٰ صل  
یہاں اکثر کیلئے حکم مکمل کا ہے جب اکثر بدن پر پانی ڈال سکتا ہو تو ہرگز تیمم کی  
اجازت نہیں بلکہ یہی طریقے جو اوپر گزرے بھالائے ہاں اگر اکثر بدن پر  
پانی ڈالنے کی قدرت نہ ہو (خواہ یوں کہ خود مرض ہی اکثر بدن میں ہے یا  
مرض تو کم جگہ ہے مگر واقع ایسا ہوا کہ اس کے سبب اور صحیح جگہ کو بھی نہیں دھو  
سکتا کہ اس کا پانی اس تک پہنچے گا اور کوئی صورت نہ پا کر دھونے کی نہیں یوں  
اکثر بدن دھونے کی قدرت نہیں (مثلاً رانوں، پتلیوں، بازوؤں، کلائیوں  
، پیٹھ پر بجا ہوا دو چار چار انگل کے فاصلے سے دانتے ہیں کہ صرف دانوں  
کی جگہ جمع کی جائے تو سارے بدن کے نصف حصہ سے کم ہو مگر وہ پھیلے  
ہوئے اس طرح ہیں کہ ان کے بیچ بیچ کی خالی جگہ پر بھی پانی نہیں بہا سکتے)  
دایسی حالت میں بیشک تیمم کی اجازت ہوگی اب یہ نہ ہوگا کہ صرف تھوڑا  
سابقہ دھو کر باقی سارے جسم پر مسح کر لے۔" (1)

**انجکشن اور خون ٹیسٹ سے وضو کا حکم؟**

سوال: انجکشن اور خون ٹیسٹ سے وضو ٹوٹنے کا حکم؟

جواب: (1) انجکشن لگاتے وقت اگر خون انجکشن میں نکلا پھر انجکشن لگا دیا تو خون نکالنے  
کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

(2) اگر خون کھینچنے بغیر انجکشن لگا دیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(3) شوگر یا کسی اور بیماری کے ٹیسٹ کے لئے خون نکالا، اگر خون بہنے کی صلاحیت رکھتا  
ہے یعنی اتنا زیادہ ہے کہ بہہ سکتا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر اتنا کم ہے کہ بہہ  
نہیں سکتا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ جیسا کہ شوگر ٹیسٹ کے لئے سوئی چھوئی جاتی ہے  
جنس سے ایک قطرے سے بھی کم خون نکلتا ہے اور بہنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو

اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فلا يحسن ما في التهور من بعض المتأخرين من أن المراد السيلان ولو بالقوة أي فلول دمر الفصد ونحوه مسائل إلى ما يليه حكم التطهير حكما،

تأمل ثم اعلم أن المراد بالحكم الوجوب كما هو مذهب غيرة واحد۔ (1)

(ترجمہ:) "بہترین وہ بات ہے کہ جو نہر الفائق میں بعض متأخرین سے کہ اس سے مراد یہاں ہے اگرچہ بالقوة یعنی اگر فصد لگایا یا اس کی مثل کوئی کام کیا خون بہہ گیا اس تک کہ جس کو دھونا لازم تھا حکماً۔ غور و فکر کر۔ پھر جان لے کہ حکم سے مراد وجوب ہے جیسا کہ اس کی تصریح بہت ساروں نے کی ہے۔"

قادی رضویہ میں ہے:

"بالتوہ کی قید لگانے سے وہ صورت داخل ہوگئی کہ جب فصد لگائی تو خون آڑا اور سر ڈھم آلودہ نہ ہوا اور وہ صورت کہ خون پر مٹی ڈال دی یا کسی کپڑے میں جذب کر لیا یا کسی جو تک یا بڑی بکلی نے اس کا اتنا خون چوس لیا کہ اگر خود لگا تو بہتا اور مائع کے تحت ہیر دنی جگہ کا اضافہ کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی جیسا کہ غیبیہ اور بحر میں صورت فصد کو داخل کرنے کے لئے اضافہ کیا تھا"۔ (2)

ناخن پالش، مہندی سے وضو کا حکم؟

سوال: ناخن پالش اور مہندی سے وضو کا حکم؟

جواب: (1) ناخن پالش تہہ دار ہے یعنی جناسات والی ہے تو وضو نہیں ہوگا۔

1- رد المحتار، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء، 1/34، مدار الفکر بیروت

2- قادی رضویہ، 1/321، روحانہ کاغذ پشٹن لاہور

(2) مہندی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ کہ جس میں صرف رنگ ہوتا ہے، اس کی موجودگی میں وضو ہو جائے گا۔ اور اگر وہ بھی تہہ دار ہے تو وضو نہیں ہوگا، جب تک کہ اتار نہ لیا جائے۔

(3) بعض خواتین کے ناخنوں میں آنا پھنس جاتا ہے اور سوکھ جاتا ہے تو اگر اس نے دیکھ لیا اور اسے اتارے بغیر وضو کیا تو وضو نہیں ہوگا۔ اور اگر اسے نہیں دیکھا اور اسے اتارے بغیر وضو کر لیا تو وضو ہو جائے گا۔ (1)

تفصیل: اہم الحقائق میں ہے:

ولو فی اظفارہ طین او صیون غلغلتوی لہ مقتضی قرحیا کان او مدنیہ۔ (2)

(ترجمہ:) "اور اگر روٹی پکانے والی کے ناخنوں میں آنا ہو یا حردور کے ناخنوں میں مٹی ہو تو توڑی اس پر ہے کہ اسے معافی ہے، چاہے وہ شہری یا دیہاتی۔"

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"أقول وباللہ التوفیق حرج کی تین صورتیں ہیں:

ایک: یہ کہ وہاں پانی پہنچانے میں معرت ہو جیسے آنکھ کے اندر۔

دوم: مشقت ہو جیسے عورت کی گندھی ہوئی چوٹی۔

سوم: بعد علم و اطلاع کوئی ضرر و مشقت تو نہیں مگر اس کی نگہداشت، اس کی

دیکھ بھال میں دقت ہے جیسے کبھی چمچر کی بیٹ یا الجھا ہوا گرہ دکھایا ہوا بال۔

قسم اول دوم کی معافی تو ظاہر اور قسم سوم میں بعد اطلاع ازالہ مانع ضرور

1- بعض حضرات نے اس مسئلے کو مطلق بیان کیا اور خواتین کے ناخنوں میں آنا ہونے سے وضو نہ

ہونے کا حکم دے دیا۔ یہ تباہ ہے جس پر نظر ثانی کرنا ضروری ہے۔

2- اہم الحقائق، کتاب الطہارۃ، 30/1، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے مثلاً جہاں مذکورہ صورتوں میں مہندی، سرمہ آنا، روشنائی، رنگ، بیٹ  
 وغیرہ سے کوئی چیز جمی ہوئی دیکھ پائی تو اب یہ نہ ہو کہ اُسے یوں ہی رہنے  
 دے اور پانی اوپر سے بہا دے بلکہ چھو الے کہ آخر ازالہ میں تو کوئی حرج  
 تھا ہی نہیں تھا ہر میں تھا بعد اطلاع اس کی حاجت نہ رہی۔" (1)

### دوپٹے پر مسح کرنا کیسا؟

سوال: دوپٹے کے اوپر سے مسح کرنا کیسا ہے؟  
 جواب: دوپٹے پر مسح کرنے سے اگر تری سر تک پہنچ گئی اور چار انگل کے برابر سر تر ہو گیا  
 تو وضو ہو جائے گا ورنہ نہیں ہوگا۔ لہذا دوپٹے کے نیچے سے سر پر مسح کرنا ضروری  
 ہے۔  
 تفصیل: البیوض المسرخی میں ہے:

وَكذلك السؤال لا تنسح على عمارها لمحدث عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا  
 عَنْهَا أَكْثَرُ أَذْعَنَتْ يَدَهَا ثَمَّ الْخِثَارِ وَمَسَحَتْ بِرَأْسِهَا وَكَانَتْ بِهَذَا  
 أَقْبَلُ رَسُولُ اللهِ فَإِنْ مَسَحَتْ عَلَى عِمَارِهَا فَتَغْدَتِ الْبِلَّةُ إِلَى رَأْسِهَا حَتَّى  
 ابْتَلَقَ قَدْرَ الْوَرْدِ أَوْ أَجْزَاءَهُ (2)

(ترجمہ): "اسی طرح خاتون اپنے دوپٹے کے اوپر سے مسح نہ کرے  
 حضرت عائشہؓ والی حدیث کی وجہ سے کہ انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے دوپٹے  
 کے نیچے ڈال کر اپنے سر کا مسح کیا اور پھر فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسی  
 طرح حکم دیا ہے۔ لہذا اگر دوپٹے کے اوپر سے مسح کیا اور تری سر تک پہنچ  
 گئی حتیٰ کہ سر کا چوتھائی حصہ تر ہو گیا تو وضو ہو جائے گا۔"

1- فتاویٰ رضویہ، 1/455، ردحاشۃ وکذا علیہ

2- البیوض المسرخی، کتاب الصلاة، المسح علی الجردین، 1/401، رد المحتار بیروت

**لوگ کی موجودگی میں وضو کا حکم؟**

سوال: لوگ لگی ہوئی ہو تو وضو کا حکم؟

جواب: اگر سر پر لوگ لگی ہوئی ہے تو اسے اتار کر وضو کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کی موجودگی میں سر پر مسح نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ابھی حدیث مبارکہ گزری۔

**مصنوعی بال، پلکیں اور ناخن کی صورت میں وضو کا حکم؟**

سوال: مصنوعی بال، مصنوعی پلکیں اور ناخن لگے ہوں تو وضو کا حکم؟

جواب: (1) اگر مسح مصنوعی بالوں پر کیا تو وضو نہیں ہوگا۔

(2) مصنوعی پلکوں اور مصنوعی ناخن کی موجودگی میں پانی اصل ناخن اور پلکوں تک نہیں پہنچا تو اس سے بھی وضو نہیں ہوگا۔ لہذا اتار کر نئی وضو کیا جائے۔

**ہیئر پلانٹیشن والے بالوں اور ٹیٹو پر مسح کا حکم؟**

سوال: ہیئر پلانٹیشن والے بالوں اور ٹیٹو پر مسح کا حکم؟

جواب: (1) ہیئر پلانٹیشن یعنی لمبی عمل کے ذریعے اگر بال لگوائے تو ان پر مسح کرنے سے وضو ہو جائے گا کیونکہ یہ جسم کا حصہ بن چکے ہیں۔

(2) ٹیٹو پر مسح کرنے سے مسح ہو جائے گا اور وضو درست ہے۔

**تفصیل: امام احمد رضا خان کا دوری فرمانے ہیں:**

”أقول بلہا ہوا دانت اگر تار سے جکڑا ہے معافی ہوئی چاہئے اگرچہ پانی تار

کے نیچے نہ ہے کہ بار بار کھولنا ضرور دے گا نہ اس سے ہر وقت بندش ہو سکے

کی۔“ (1)

جس جگہ پانی پہنچانے میں حرج اور تکلیف ہو وہاں فقہاء نے پانی پہنچانا لازمی قرار

نہیں دیا۔ جیسا کہ سونے یا چاندی کا دانت لگا ہوا ہو اور اس کے اتارنے میں حرج ہو۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ولكن يأخذ من شاة ذكية يشد مكانها۔ (1)

(ترجمہ: "لیکن ذبح شدہ بکری کا دانت لگا سکتے ہیں۔")

لہذا مذکورہ دونوں مسئلوں میں ہال اور ٹیو کے اجزاء جسم کا حصہ بن چکے ہیں، ان کی موجودگی میں وضو پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ میٹر پلانٹیشن اور ٹیو کا جواز و عدم جواز الگ مسئلہ ہے اس کو وضو سے جوڑنا قطعاً درست نہیں ہے، حریہ یہ کہ ان دونوں کاموں میں کوئی ناپاک چیزیں بھی استعمال نہیں کی جائیں، جس کی بنا پر نجاستِ حقیرہ کی موجودگی میں نماز کے ناہانہ ہونے کا فتویٰ دیں۔ (2)

کیا وضو کرتے وقت لینز اتارنا ضروری ہے؟

سوال: وضو کرتے ہوئے لینز کا اتارنا ضروری ہے؟

جواب: ضروری نہیں ہے؛ کیونکہ آنکھوں کی اعمدہ کوئی جگہ کو دھونا لازمی نہیں ہے۔

تفصیل: علامہ ترمذی لکھتے ہیں:

لا غسل باطن العينين۔ (3)

(ترجمہ: "آنکھوں کے اندر کو دھونا ضروری نہیں ہے")

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"بالجملہ تمام عاہر بدن ہر ذرہ ہر مکئیہ پر سر سے پاؤں تک پانی بہنا فرض

ہے ورنہ غسل نہ ہوگا مگر مواضع حرج معاف ہیں۔ مثلاً: آنکھوں کے

ڈھیلے۔" (4)

1- رد المحتار، کتاب الطہارۃ، فصل فی الغسل، 382/6، دار الفکر بیروت

2- اس پر بعض لوگوں کو تشاع ہوا، انہیں فخر مجنی کی ضرورت ہے۔

3- تحریر المصنف، کتاب الطہارۃ، مکان الوضوء، 97/1، دار الفکر بیروت

4- فتاویٰ رضویہ، 452/1، رضا فاؤنڈیشن لاہور

وائر پروف کا جل کی صورت میں وضو کا حکم؟

سوال: وائر پروف کا جل کی صورت میں وضو کا حکم؟

جواب: (1) کا جل اگر جرم دار ہے اور پانی بہنے سے روکتا ہے تو اس صورت میں اگر آنکھوں کے کنارے سے نیچے لگا ہوا ہے تو اسے اتارنا ضروری ہے۔

(2) اگر صرف کناروں پر ہی لگا ہوا ہے تو اس کی موجودگی میں وضو اور غسل ہو جائے گا۔  
تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

و كذا لو غطى عينيه شيئا لا يجوز به، لكن نقل العلامة القدسي  
في شرحه حلی نظم الكنزان ظاهر الرواية الجواز، وأقره في الشرح للابن  
تأمل۔ (2)

(ترجمہ:) "اسی طرح اگر اپنی آنکھوں کو شدت سے بند کر دیا تو بھی وضو نہیں ہوگا، مگر۔ لیکن علامہ مقدسی سے ان کی کتزی نظم پر شرح میں ہے:  
ظاہر الروایہ کے مطابق وضو ہو جائے گا۔ اس کو علامہ شرنبلالی نے برقرار رکھا۔ غور و فکر کر۔"

دہن اور وضو

لیکن وغیرہ کو چاہئے کہ وہ میک اپ کرنے سے پہلے وضو کر لیں، تاکہ نماز کے وقت میں دوبارہ وضو کی ضرورت نہ پڑے؛ کیونکہ اگر وضو کیا تو سارا میک اپ خراب ہو جائے گا، اسی لئے اس مسئلے کو ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

آپ زم زم سے وضو غسل کرنا کیسا؟

سوال: آپ زم زم سے وضو غسل کرنا کیسا؟

جواب: وضو اور غسل کرنے کے بعد آپ زم زم سے بطور تبرک وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ بے وضو اور بے غسل ہونے کی صورت میں اس مبارک پانی سے وضو اور



حسل کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور آب زم زم سے استنجاء کرنا یا ناپاکی دور کرنا جائز نہیں ہے۔

تفصیل: علامہ طحاوی کہتے ہیں:

يجوز الوضوء والغسل بماء زمزم عندئذ من غير كراهة بل ثوابه أكبر  
وفصل صاحب الباب المناسك آخر الكتاب فقال يجوز الاغتسال  
والتوضوء بماء زمزم إن كان على طهارة لا للتبرك فلا ينبغي أن يغتسل به  
جنب ولا محدث ولا في مكان نجس ولا يستنحي به ولا يزال به نجاسة  
حقيقة ومن بعض العلماء تحريم ذلك، وقيل إن بعض الناس استنحي  
به فحصل له بأسور لهـ (3)

(ترجمہ:)"زمزم کے پانی سے وضو اور غسل کرنا ہمارے نزدیک جائز ہے  
بلکہ کسی کراہت کے بلکہ اس پر بہت زیادہ ثواب بھی ہے۔ صاحب الباب  
المناسک نے کتاب کے آخر میں یہ تفصیل بیان کی: زمزم کے پانی سے  
وضو اور غسل کرنا تبرک کی نیت سے جائز ہے۔ جنی جنس کا غسل کرنا اور بے  
وضو کا وضو کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور نہ ہی نجس جگہ میں وضو غسل کرے  
اور نہ استنجاء کرے۔ اور نہ ہی اس سے نجاست حقیقیہ زائل کر سکتا ہے۔  
بعض علماء نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ بعض نے کہا کہ بعض لوگوں نے اس  
پانی سے استنجاء کیا تو انہیں بھاسیر کی بیماری لگ گئی۔"

لیکچر یا سے وضو کا حکم؟

سوال: لیکچر یا سے وضو ٹوٹا ہے یا نہیں؟

جواب: لیکچر یا دم سے نکلنے والا سفید رنگ کا پانی ہوتا ہے۔

اگر اس میں مٹی یا مٹی یا خون کی آمیزش (ملاوٹ) نہ ہو تو اس سے وضو قطعاً نہیں

ثوفا۔ (1)

بعض اوقات عورت کی بیرونی شرمگاہ سے رطوبت نکلتی ہے وہ بالاتفاق پاک ہے اس کا حکم پیسے جیسا ہے کہ جس طرح پسینہ پاک ہے یہ رطوبت بھی پاک ہے۔ اسی طرح شرمگاہ کے اندر سے بھی پانی نکلا رہتا ہے اور یہ پانی رحم سے آتا ہے اسی کو لکھو یا کہتے ہیں تو یہ رطوبت امام اعظم ابو حنیفہ کے قول کے مطابق پاک ہے۔ اور یہی مفتی بہ قول ہے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

وأما رطوبة الفرج الخارجة فطاهرة اتفاقاً (2)

(ترجمہ:) "فرج خارج کی رطوبت بالاتفاق پاک ہے"۔ طحاوی

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

وقوله رطوبة الفرج طاهرة، ولذا نقل في التتارخانية أن رطوبة الولد

عند الولادة طاهرة، وكذا السخنة إذا خرجت من أمها، وكذا البيضة

فلا يمتس بها الشوب ولا الماء إذا وقعت فيه، لكن يكره التوضؤ به

للاختلاف، وكذا الإنلحة هو البختار وعندهما يمتس، وهو

الاحتياط له قلت وهذا إذا لم يكن معه دم ولم يخالط رطوبة الفرج

مذي أو مني من الرجل أو المرأة۔ (3)

(ترجمہ:) "شازح کا قول: فرج کی رطوبت پاک ہے۔ اسی لیے تاتارخانیہ

1۔ اس پر بھی بعض لوگوں کو تسامح ہوا، انہیں خطرناکی کی ضرورت ہے۔ بغض عورت لے کر نکلا

سے ابن حجر کا قول نقل کر کے اس رطوبت کو ناپاک قرار دیا جو کہ مرجح قطعی ہے۔

حزید یہ کہ جو رطوبت خالوں کی اگلی شرمگاہ سے آتی ہے اگر وہ چلید ہے تو پھر ایسی کون سی

رطوبت ہے جو پاک ہے؟ جس پر فقہاء نے صراحت کی ہے ۱۱

2۔ رد المحتار کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، 1/313، دار الفکر بیروت

3۔ رد المحتار کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، فروع فی الاستبراء، 1/349، دار الفکر بیروت

میں نقل کیا کہ ولادت کے وقت بچے کی رطوبت پاک ہے۔ اسی طرح بکری کا بچہ جب اپنی ماں سے پیدا ہو۔ اسی طرح انڈہ تو اس سے کپڑا پلید نہیں ہوتا اور نہ ہی پانی کہ جب یہ ان میں گر جائیں۔ لیکن وضو کرنا مکروہ ہے اختلاف کی وجہ سے۔ یہی حکم بکری کے دودھ پیتے بچے کے پیٹ سے نکالنے والی چیز کا ہے۔ یہی غار ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک یہ سب پلید ہیں اور یہ احتیاطی قول ہے۔ میں نے کہا: یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کے ساتھ خون اور مٹی یا مرد یا عورت کی مٹی شامل نہ ہو<sup>۱</sup>۔

یہی تحقیق صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ امجدیہ میں کی ہے۔ (۱)

خیض، استحاضہ اور نفاس ایک نظر میں (۲)

خیض کیا ہے؟

ہر مہینے بالغ عورت کو جو خون آتا ہے اسے حیض (ماہواری، مہسرو) کہتے ہیں۔

خیض کی مدت کتنی ہے؟

ہر مہینے جو خون آتا ہے اس کی کم سے کم مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی خاتون کو دو دن خون آیا یا ایک دن خون آیا تو وہ حیض کا خون نہیں ہوگا۔ اسی طرح جو دس دن سے زیادہ خون آئے مثلاً بارہ دن خون آیا تو دس دن حیض کے ہیں اور دو دن حیض کے خون میں شمار نہیں ہوں گے۔

حیض کی ابتداء اور انتہاء کب ہوتی ہے؟

لوہی کے نو سال کے بعد حیض کے خون کا آنا ممکن ہے۔ اس سے پہلے حیض نہیں

۱- فتاویٰ امجدیہ، ۱/ 28، 29، مکتبہ نوریہ رضویہ مکہ

۲- حیض، استحاضہ اور نفاس کے مسائل کی مزید تفصیل اور حوالہ جات کے لئے قانون شریعت، سنی پبلیشرز، بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ وغیرہ ملاحظہ ہو۔

آسکا۔ اور یہ حیض کا خون 55 برس تک آتا رہتا ہے اس کے بعد عموماً حیض نہیں آتا۔

### نفاس کیا ہے؟

بچے کی ولادت کے بعد جو خون آتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔

### نفاس کی مدت کتنی ہے؟

نفاس کی کم سے کم کوئی مدت نہیں ہے، یعنی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ خاتون کو خون ہی نہ آئے۔ اور زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ یعنی اگر خون ولادت کے وقت سے لے کر چالیس دن تک آیا تو وہ نفاس کا شمار ہوگا اور اگر 45 دن آیا تو یہ پانچ دنوں کا خون نفاس کا نہیں بلکہ استحاضہ (بیاری) کا ہوگا۔

تبصرہ: خواتین نفاس کے خون کو چالیس دن تک شمار کرتی ہیں اور نمازیں چھوڑ دیتی ہیں یہ عمل درست نہیں ہے۔ لہذا اگر 10 دن نفاس کا خون آنے کے بعد بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز شروع کر دیں۔

### استحاضہ کیا ہے؟

بیاری کی وجہ سے جو خون آتا ہے اسے استحاضہ (بیاری) کا خون کہتے ہیں۔ اسی طرح حیض اور نفاس کی مدت کے علاوہ جو خون آتا ہے اسے بھی استحاضہ کہتے ہیں۔

اس کی درج ذیل صورتیں بنتی ہیں جو اکثر و بیشتر پیش آتی ہیں۔

- (1) اگر تین دن سے کم یعنی ایک یا دو دن خون آیا تو وہ استحاضہ کا ہے۔
- (2) کسی ماہ میں دس دن سے زائد خون آیا مثلاً 13 دن خون آیا تو تین دن استحاضہ کے ہیں۔

- (3) نفاس میں اگر چالیس دن سے زیادہ آیا مثلاً 45 دن آیا تو یہ 5 دن استحاضہ کا ہے۔

- (4) کسی خاتون کو ہر مہینے مثلاً پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی پھر عادت بدل گئی کہ

اب کی بار حیض پانچ دن سے زیادہ آیا تو اس صورت میں اگر پانچ سے دس دن تک آتا رہا تو یہ مکمل خون حیض میں شمار ہوگا۔

(5) اور اگر پانچ سے بارہ دن تک خون آیا تو اب عادت کے خلاف جتنا خون آیا وہ سب استحاضہ میں شمار ہوگا۔ لہذا جب عادت پانچ دن حیض کی تھی اور خون آیا بارہ دن تو یہ سات دن استحاضہ کے خون کے ہیں۔

حیض، نفاس، استحاضہ، بے وضو اور بے غسل کے احکام

(1) حیض اور نفاس کے دنوں کے دنوں میں نماز نہیں پڑھ سکتے وہ معاف ہے، ان کی قضاء بھی نہیں ہے۔

(2) استحاضہ کے دنوں کی نمازیں ادا کرنی پڑیں گی، اگر ادا نہ کی تو قضاء کرنا لازم ہے۔ مثلاً استحاضہ کی پانچویں صورت میں بارہ دن خون آیا، دس دن تک وہ یہ سمجھتی رہی کہ شاید یہ حیض کا ہے اور نمازیں بھی ترک کر دی مگر جب بارہ دن خون آیا تو سات دن استحاضہ کے ہوئے، لہذا اب ان سات دنوں کی قضاء کرنا لازم ہے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ گیاہیں دن غسل کر کے نماز شروع کر دے کہ اب یقین ہو چکا ہے کہ خون استحاضہ کا ہے۔

(3) حیض اور نفاس کے دنوں میں قرآن پڑھنا، قرآن کو بلا حائل ہاتھ لگانا اور مسجد میں جانا منع ہوتا ہے۔ ہاں دعا، ذکر واذکار اور درود شریف وضو کر کے پڑھ سکتی ہیں۔

(4) حیض اور نفاس کے دنوں میں میاں بیوی کا ہمبستری کرنا بھی ممنوع ہے بلکہ کبیرہ گناہ ہے۔ البتہ ناف سے گھٹنے کے علاوہ بدن کے دیگر حصے سے نطفہ لینا جائز ہے۔

(5) نماز پڑھتے ہوئے یا روزے کی حالت میں حیض اور نفاس کا خون آگیا تو نماز اور روزہ ٹوٹ گیا، پاک ہونے کے بعد نمازوں کی قضاء نہیں ہے مگر روزے کی قضاء لازم ہوگی۔

(6) بے غسل کا قرآن پڑھنا، ہاتھ لگانا اور مسجد میں جانا منع ہے۔

(7) بے وضو قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے مگر زبانی یا بغیر ہاتھ لگائے پڑھ سکتے ہیں۔ منہ پر میں بھی جاسکتے ہیں۔

اگر بچہ ضائع ہو گیا تو خون نفاس کا ہوگا یا نہیں؟

سوال: اگر بچہ ضائع ہو گیا تو خون حیض کا ہوگا یا نفاس کا ہوگا؟

جواب: اگر حمل کو چار ماہ گزر چکے ہیں تو وہ خون نفاس کا ہے۔ اور اگر چار ماہ سے کم کا بچہ ضائع ہوا تو اس کے بعد جو خون آیا اور وہ تین دن تک جاری رہا تو وہ حیض کا ہوگا بشرطیکہ اس سے پہلے پندرہ دن پاکی کے گزر چکے ہوں۔ وگرنہ وہ استحاضہ کا ہوگا۔ یعنی بچہ چار ماہ سے کم کا ہے اور حمل ساقط ہو گیا تو خون تین دن سے کم آیا تو استحاضہ کا ہے۔ اسی طرح اگر حمل ساقط ہونے سے پہلے پاکی کو پندرہ دن نہیں گزرے تو بھی یہ خون استحاضہ کا ہوگا۔

تفصیل: فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

والسقط إن ظهر بعض خلقه من أصله أو ظهر أو شعر ولد فتصير به

نفساء هكذا في التبيين وإن لم يظهر شيء من خلقه فلا نفاس لها فإن

أمكن جعل البرق حياً بجل حياً ولا فهو استحاضة۔ (1)

(ترجمہ:) "بچہ ساقط ہونے کی صورت میں اگر اس کے بعض اعضاء چھپے

انگی، ناخن، بال بن چکے ہیں تو جو خون آیا وہ نفاس کا ہوگا۔ اسی طرح تین دن

میں ہے۔ اور اگر اس کے اعضاء ظاہر نہیں ہوئے تو نفاس کا نہیں ہوگا۔

اب اگر اس کو حیض بنانا ممکن ہے تو حیض کا خون ہے وگرنہ استحاضہ کا ہے۔"

حیض اور نفاس والی خاتون کا کھانا پکانا کیسا؟

سوال: حیض اور نفاس والی خاتون کا کھانا پکانا کیسا ہے؟

جواب: کھانا پکا سکتی ہے، اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا بھی جائز ہے اور اکٹھے بیٹھ کر بھی

کھا سکتی ہے۔ بلکہ ایسے ایام میں اس سے نفرت کرنا اور برتن وغیرہ الگ کر دینا شریعت کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے، بلکہ یہودیوں کی مشابہت کی وجہ سے گناہ ہے۔

بے غسل اور حیض والی خاتون کے کپڑوں کا حکم؟

سوال: بے غسل اور حیض والی خاتون کے کپڑوں کا حکم؟

جواب: حیض و نفاس کا خون اور جہنی (بے غسل) شخص کا ناپاک پانی (منی) جہاں پر لگی ہے صرف وہی جگہ ناپاک ہے اور صرف اُسی جگہ کا دھونا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر بے غسل شخص نے جسم پر لگی پلیدی صاف کر کے بغیر غسل کیے کوئی اور کپڑے پہن لیے تو وہ کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔ یعنی جسم اگر چہ نجس حکمی ہے مگر کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔

موبائل میں موجود قرآن کو چھونا کیسا؟

سوال: بے دھنکی کی حالت میں موبائل میں موجود قرآن کو چھونا کیسا ہے؟

جواب: موبائل میں موجود قرآن پاک کو بغیر وضو پڑھنا اور چھونا، ہاتھ لگانا جائز ہے۔  
تفصیل: یہ اس طرح ہے کہ ایک کاغذ پر قرآن لکھا ہو اور وہ کسی شیشے کی جگہ رکھا ہو، تو اس صورت میں شیشے کو ہاتھ لگانا جائز ہے۔ موبائل کی اسکرین بھی شیشے کی طرح ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

حرمة من المصحف لا یجوز لہا وللمجنب والمحدث من المصحف  
الابغلاف متعاف عنہ كالخريطة والجلد الغور المشرب لا یباہو متصل  
بہ۔ (1)

(ترجمہ:) "قرآن چھونے کی حرمت بھی ہے۔ حیض و نفاس والی کے لئے،

جنی کے لئے، اور بے وضو کے لئے قرآن چھونا جائز نہیں۔ مگر ایسے غلاف کے ساتھ جو اس نے الگ ہو جیسے جزدان اور وہ جلد جو قرآن کے ساتھ لگی ہوئی نہ ہو، اس غلاف کے ساتھ چھونا جائز نہیں جو مصحف سے بڑا ہوا ہو۔"

بے وضو اور بے غسل کی حالت میں قرآن سننا کیسا؟

سوال: بے وضو اور بے غسل کی حالت میں قرآن سننا جائز ہے؟  
جواب: جائز ہے، شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

گھریلو ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کا طریقہ؟

سوال: گھر میں موجود مختلف اشیاء کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: چٹائی، قالین کو پاک کرنا: جو چیز چھڑنے کے قابل نہیں ہے جیسے چٹائی، قالین، گدے، روٹی دار لحاف، کمر، درزی، جوتا وغیرہ اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکتا بند ہو جائے۔ یونہی دوسرے اور دھوئیں، تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکتا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی۔ اسی طرح ریشمی کپڑا جو اپنی نازکی کے سبب چھڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یونہی پاک کیا جائے گا۔

کپڑے کو پاک کرنا: کپڑا اور اس جیسی دوسری چیزیں جو چھڑی جاسکتی ہیں انہیں پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین دفعہ دھوئیں اور ہر دفعہ اپنی طاقت کے مطابق اسے چھڑیں تو وہ پاک ہو جائے گا۔

دوسرا آسان طریقہ یہ ہے کہ اسے مل کے پیچھے لے کر پانی بہاتی رہیں اور ملتی رہیں حتیٰ کہ چھین ہو جائے کہ ناپاکی دور ہو گئی ہوگی۔ تو اس طرح وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

موٹے کپڑوں کو پاک کرنا: بعض موٹے ایسے کپڑے ہوتے ہیں کہ جنہیں چھڑا تو جاسکتا ہے مگر دو تین شخص مل کر چھڑ سکتے ہیں، جیسے موٹی جائے نماز تو ایسی چیز کے لئے یہی دوسرا طریقہ ہی اپنایا جائے اور اسے پاک کیا جائے۔

گدانا پاک ہو گیا تو اسے دھونے سے خراب ہونے کا اگر قوی اندیشہ ہو تو ایسی



صورت میں اس گندے کے اوپر اضافی کپڑا رکھ دیں یا اس کی شیٹ بدل دیں۔

صاف شفاف چیزوں کو پاک کرنا: شیشہ وغیرہ اگر ناپاک ہو جائے تو پانی سے بھی پاک کر سکتے ہیں اور انہیں گیلے کپڑے سے صاف کر دیں جب بھی وہ پاک ہو جائے گی۔

دیواریں، فرنیچر کو پاک کرنا: دیواریں، اینٹ، بلاک، دروازے، کھڑکیاں، فرنیچر اگر ناپاک ہو جائیں تو اس کی دوسو مرتبہ ہیں۔ اگر دیوار اور گڑی میں پانی جذب ہوتا ہو تو ان پر تین دفعہ پانی ڈال دیا جائے، اور ہر دفعہ میں خشک کر دیا جائے۔ اور اگر ان میں پانی جذب نہیں ہوتا تو ایک ہی دفعہ صبح دھو کر خشک کر لیا جائے تو وہ پاک ہیں۔

جینی، جیکٹ کے برتن کو پاک کرنا: جینی کے برتن یا ٹوپی، تاسے، جیکٹ، اسٹیل وغیرہ دھاتوں کی ایسی چیزیں جن میں نجاست جذب نہیں ہوتی انہیں فقط ایک بار دھو لینا کافی ہے۔ اور خشک کرنا ضروری نہیں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وإن كانت غيرة مربية يغسلها ثلاث مرات كذا في المبیط ويشطط العص

في كل مرة فيها ينص: يطهر بالمثل ثلاث مرات والتجفيف في كل مرة الأرض أو

الشجر إذا أصابته النجاسة فأصابه البطر ولم يبق لها أثر يصير طاهراً...:

الأرض إذا تنجست ببول واحتاج الناس إلى غسلها فإن كانت رطبة يصب الماء عليها ثلاثاً فتطهر وإن كانت صلبة قالوا يصب الماء عليها وتدنك ثم تشف بماء أو خرقة يفعل كذلك ثلاث مرات فتطهر وإن صب عليها ماء كثير حتى تفرقت النجاسة ولم يبق ريحها ولا لونها وتركبت حتى جفت تطهر كذا في فتاوى قاض خان...:

صبراً أصابته نجاسة فإن كانت النجاسة يابسة لا بد من ذلك حتى

تَلَوْنِ رُؤْنِ كَلْتِ رَطْبَةٍ اِنْ كَانَ الصَّيْرُ مِنْ قَصَبٍ اَوْ مَا اَشْبَهَهُ يَطْهَرُ  
بِالْقَيْلِ وَلَا يَحْتَاجُ رَفْقَهُ اِلَى شَيْءٍ اَخْرَجَهُ...

اِذَا وَقَعَ عَلَى اَلْعَدِيدِ الصَّغِيرِ الْغُورِ الْخَشَنِ كَالسَّيْفِ وَالْكُونِ وَالْبِرَّاقَةِ  
وَنَحْوِهَا نَجَاسَةٌ مِنْ خِوَرٍ اَنْ يَمُوتَ بِهَا فَكَمَا يَطْهَرُ بِالْقَيْلِ يَطْهَرُ بِالسَّحَابِ  
بِخُرْقَةٍ طَاهِرَةٍ۔ (1)

(ترجمہ) "اگر نجاست غیر مرنی ہو تو اس کو تین مرتبہ دھوئے، اسی طرح محیط  
میں ہے۔ اور ہر مرتبہ چھوڑنا بھی شرط ہے اور تیسری مرتبہ میں مبالغہ کرے۔  
جو چیز چھوڑی نہیں جاسکتی اسے تین مرتبہ دھویا جائے گا اور ہر مرتبہ میں خشک  
کرنا ہوگا۔۔۔ زمین یا درخت جب ان کو نجاست لگ جائے، اس پر  
بارش برسی حتیٰ کہ نجاست کا اثر چلا گیا تو وہ پاک ہو جائے گی۔

زمین جب پیشاب سے ناپاک ہو جائے، لوگ اس کو دھونے کے لئے  
محتاج ہیں تو اگر زمین نرم ہے تو اس پر تین مرتبہ پانی بہا دے تو وہ پاک  
ہو جائے گی۔ اور اگر زمین سخت ہے تو اس پر پانی ڈال کر اسے غلا جائے پھر  
روٹی یا کپڑے سے صاف کیا جائے، اس طرح تین مرتبہ کرے تو وہ پاک  
ہو جائے گی۔ اور اگر اس پر کثیر مقدار میں پانی ڈال دیا حتیٰ کہ نجاست دور  
ہوگئی اور اس کی بو اور رنگ باقی نہ رہے تو اس کو چھوڑ دے حتیٰ کہ وہ خشک  
ہو جائے تو وہ پاک ہے۔ اسی طرح قاضی خان میں ہے۔

چٹائی پلید ہوگئی تو اگر نجاست خشک ہے تو اس کو ملنا ضروری ہے حتیٰ کہ وہ نرم  
ہو جائے اور اتر جائے۔ اگر نجاست تر ہے تو اگر چٹائی بالس یا اس جیسی چیز  
ہے تو اسے دھو کر پاک کیا جائے اور اس میں دوسری شے کی محتاجی نہیں ہے۔  
جب نجاست واقع ہو جائے غیر کھردرے اور صاف لوہے پر مثلاً کھوار،

چھری، شیشہ وغیرہ اور نجاست اس میں جذب نہیں ہوئی تو جیسے دھو کر ان کو پاک کیا جاسکتا ہے اسی طرح پاک کپڑے سے پونچھ کر پاک کر سکتے ہیں۔  
الدر المختار میں ہے:

و غسل و مسح و الی الخافہ مظهر... و نعت و قلب الغین و المحقرین...  
و دہل و تغلیل ذکا لا تغلل... و فیک و دلیک و الی الخافہ التفرور  
تصرف فی الموضع و دفع و صوحا... و نادر و غسل غسل بعض تقور (1)

نجاست کا دھبہ ختم کرنا ضروری ہے؟

سوال: کیا ناپاکی کا دھبہ اتارنا ضروری ہے؟

جواب: ناپاک چیز کو اچھی طرح دھویا حتیٰ کہ اس کی پورا ذائقہ ختم ہو گیا مگر دھبہ، رنگ موجود ہے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔ پاک کرنے کے لئے دھبے کا اتارنا لازمی نہیں ہے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

لو کان یعدون النجاسة کالدھب و جب زوال حیثہ و طعمہ و ریحہ و لایضر  
بقام لونہ کما هو ظاہر من مسئلۃ البیتۃ الخادۃ۔ (2)  
(ترجمہ:) "اگر نجاست جرم دار ہو جیسے خون تو اس کے صین، ذائقے اور بو کو  
زائل کرنا ضروری ہے اور اس کا رنگ کا باقی رہنا نقصان نہیں دے گا  
جیسا کہ مردار کے مسئلے سے ظاہر ہے، اس کا افادہ علامہ طحاوی نے کیا"

بچے کی الٹی اور پیشاب ناپاک ہے؟

سوال: بچے کی الٹی اور پیشاب ناپاک ہے؟

جواب: (1) بچے کی الٹی یا دودھ جو اس نے پیا تھا اور وہیں الٹی کی صورت میں نکال دیا

1- رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، 1/315، دار الفکر بیروت

2- رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، 1/339، دار الفکر بیروت

تو اگر منہ بھر کر الٹی کی یعنی اتنی کہ جسے وہ روک نہ سکا اور باہر نکال دی۔ تو وہ الٹی ناپاک ہے جس کا پڑے پر لگی وہ کپڑا بھی ناپاک ہے۔  
(2) بچے کا پیشاب بھی ناپاک ہے۔  
تفصیل: جامع الاحکام اصغار میں ہے:

وفي التجنيس صبي او تفتع من أمه ثم قام فأصاب ثياب الأُم، إن كان ملء فيه فهو نجس فإن زاد على قدر الدرهم يمتنع جواز الصلاة۔ (1)  
(ترجمہ:) "تجنيس میں ہے: بچے نے ماں کا دودھ پیا پھر الٹی کر دی اور وہ ماں کے پڑوں کو لگ گئی تو اگر الٹی منہ بھر کر ہے تو وہ پلید ہے اور ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہے تو نماز ادا نہیں کر سکتی۔"  
فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

(ومنها النجس لو نلس ملء فيه مرقاً أو طعاماً أو ماءً نقص كذا في المحيط والحد الصحيح في ملء الفم أن لا يمكن إمساكه إلا بكافة ومثقة كذا في محيط السرخسي ما يخرجه من بدن الإنسان إذا لم يكن حدثاً لا يكون نجساً كالقلى والتليل والدبر۔ (2)

(ترجمہ:) "ان میں سے الٹی ہے۔ اگر ایک مرتبہ منہ بھر الٹی آئی کھانے کی یا پانی کی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح محیط میں ہے۔ منہ بھر کی مچھ مقدار یہ ہے کہ اس کو مشقت اور تکلیف سے روک پائے۔ اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔ جو انسان کے بدن سے نکلتا ہے جب اس سے بے وضو نہ ہو تو وہ چیز پلید بھی نہیں ہے جیسا کہ تھوڑی الٹی اور تھوڑا خون۔"

\*\*\*\*\*

- 1- جامع الاحکام اصغار، مسائل اطفال، ص 32، دار الفکر بیروت
- 2- فتاویٰ عالمگیری، الباب الاول، الفصل الخامس، 11/1، دار الفکر بیروت

## پانچواں باب: نماز کے متعلق اہم و جدید مسائل

نماز کی شرائط، فرائض، واجبات، مکروہات، مفہیدات ایک نظر میں (1)

نماز کی شرائط: (1) طہارت (پاکیزگی): نماز کے بدن، لباس اور جس جگہ نماز ادا کر رہی ہے ان کا ہر قسم کی نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر پلید جگہ پر اتنا موٹا کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جس سے نجاست اوپر تک سرایت نہیں کرتی تو نماز ہو جائیگی۔  
(2) بدن کو چھپانا: خاتون کا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ تمام بدن بشمول سر کے نلکے ہوئے بالوں کا ڈھانپنا۔ نوٹ: جن اعضا کو چھپانا فرض ہے ان میں سے کوئی چھپائی جسے زیادہ کھل گیا اور فوراً چھپالیا تو نماز ہوگئی اور اگر تین مرتبہ سبحان اللہ (تقریباً چار سیکنڈ) کی مقدار نکلا رہا تو نماز نہیں ہوگی۔

(3) قبلہ رخ ہونا: جو صحن کعبہ کی طرف رخ نہیں کر سکتا اس کیلئے جہت کعبہ کو منہ کر لینا کافی ہے۔ جہت کعبہ کی طرف منہ کرنے سے مراد ہے کہ عین کعبہ سے 45 ڈگری دائیں اور 45 ڈگری بائیں طرف چہرہ اگر رہا تو نماز ہوگئی وگرنہ نہیں۔ اگر ایسے مقام پر ہے جہاں جہت قبلہ مطوم کرنا ممکن نہ ہو تو سوچ و بچار کر کے نماز ادا کرے۔

(4) وقت: تین اوقات نماز کیلئے مکروہ ہیں: (1) طلوع آفتاب سے 16 منٹ بعد تک۔ (2) غروب آفتاب سے 16 منٹ پہلے سوائے اس دن کی عصر کے۔ (3) عین سورج کے خط استواء پر آنے کے وقت۔ ان تین اوقات میں فرائض و فوافل و 1۔ نماز کے مسائل کی مزید تفصیل اور حوالہ جات کے لئے قانون شریعت، سنی پیشگی زبور، بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ وغیرہ میں ملاحظہ ہوں۔

سجد و تلاوت ممنوع ہیں۔

نمازوں کے اوقات کا دورانیہ: سورج کے زوال کے بعد ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہ عصر تک رہتا ہے (سردیوں میں تقریباً ساڑھے تین گھنٹے اور گرمیوں میں تقریباً ساڑھے چار گھنٹے ظہر کا وقت ہوتا ہے)۔ عصر کا وقت مغرب تک (تقریباً ایک گھنٹہ)۔ اور مغرب کا وقت عشاء تک (تقریباً سوا گھنٹہ)۔ اور عشاء کا وقت صبح صادق تک رہتا ہے (تقریباً آٹھ گھنٹے)۔ صبح صادق سے سورج کے طلوع ہونے تک فجر کا وقت رہتا ہے (تقریباً ایک گھنٹہ)۔

(5) نیت: دل کے پختہ ارادے کو کہا جاتا ہے زبان سے نیت کرنا مستحب ہے۔ فرض، واجب نماز کی نیت ضروری ہے۔ سنن و لوافل کیلئے فقط نماز کی نیت کافی ہے۔ نماز کے فرائض: (1) تکبیر تحریمہ: نماز شروع کرنے کیلئے اللہ اکبر کہنا۔ (2) قیام: نفل اور سنت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں قیام فرض ہے، بغیر فذر کے بیٹھ کر نماز پڑھی تو انا نہ ہوگی۔

(3) قراءت: قراءت کا مطلب ہے کہ تمام حروف خارج سے ادا کیے جائیں اور آہستہ پڑھنے میں اتنا ضروری ہے کہ خود نے اگر اتنا آہستہ پڑھا کہ خود بھی نہ سنا تو نماز نہ ہوگی جبکہ شور و غل نہ ہو۔ ہر فرض کی پہلی دو رکعتوں میں، سنت، نفل اور وتر کی ہر رکعت میں ایک آیت (جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو) یا چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیات کا پڑھنا فرض ہے، چاہے امام ہو یا اکیلا نماز پڑھنے والا۔ ہر مقتدی کا کسی رکعت میں امام کے پیچھے قراءت کرنا جائز نہیں۔

(4) کرکوع: خواتین اپنی کمر کو اتنا جھکا لیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں کو لگ جائیں۔ (5) سجود: ہر رکعت میں دو بار سجدہ کرنا فرض ہے۔ کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روٹی، گلے وغیرہ پر سجدہ کیا اگر حیثیاتی جم گئی کہ اب حریدہ بانے سے نہ دے تو سجدہ ہو جائیگا ورنہ نہیں۔

(6) قعدہ و اخیرہ: نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا فرض

ہے۔

(7) الخروج و بیعتہ: قعدہ اخیرہ کے بعد خلا سلام پھیر کر نماز ختم کر دینا۔

نماز کے چند واجبات: (1) فرضوں کی تیسری چوٹی رکعت کے علاوہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔ (2) سورہ فاتحہ کے ساتھ سورۃ کی قراءت کرنا۔ (3) قومہ (رکوع کے بعد کھڑا ہونا)۔ (4) جلسہ (دو جہدوں کے درمیان بیٹھنا)۔ (5) قعدہ اولیٰ۔ (6) فرض، وتر اور سنن مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں اتحیات مجیدہ و رسولہ تک پڑھنا۔ (7) وتر میں دعا ثنوت پڑھنا اور تکبیر قنوت کہنا۔ (8) دونوں طرف سلام پھیرنا۔ (9) خاتون کا آہستہ قراءت کرنا۔

نماز کے مکروہات تحریمیہ: (1) کپڑے یا بدن کے ساتھ کیلنا۔ (2) مسجدے میں جاتے وقت کپڑے سیٹنا۔ (3) سبڈل (سریا کندھوں پر اس طرح کپڑا ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں)۔ (4) کپڑے کو فولاد کرنا: آستین، شلواری کے پانچے اور نیندہ اس میں داخل ہیں۔ (5) جانب طبعی (پیشاب، پھانے) کی شدت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ (6) انگلیاں پٹکانا۔ (7) چہرہ پھیر کر ادھر ادھر دیکھنا (صرف تنگیوں سے ادھر ادھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے)۔ (8) کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا۔

نماز کے منقذات (کوڑنے والی چیزیں): (1) بات چیت کرنا، تھوڑی ہو یا زیادہ، بھول کر ہو یا جان بوجھ کر۔ (2) سلام کرنا یا جواب دینا، اس کے علاوہ کسی بھی بات کا زبان سے جواب دینا، جیسے اچھی خبر پر الحمد للہ کہنا۔ (3) روکنے پر اختیار کے باوجود درد کی وجہ سے آہ، اوبہ، آف کرنا۔ (4) قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا۔ (5) عمل کثیر یعنی ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والا شخص سمجھے کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہی جیسے دونوں ہاتھوں سے اس طرح خارش کرنا کہ دیکھنے والے کو لگے کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔ (6) قبلہ سے پیو پھیرنا۔ (7) اتنی آواز سے ہنسا کہ خود کو آواز سنائی دے۔ (8) اتنا ہنسا کہ دوسرے کو بھی

سنائی دے تو نماز اور وضو دونوں ٹوٹ گئے۔ (9) بے وضو یا بے غسل ہونا یا حیض و نفاس کا آنا۔

نماز کی شرائط، فرائض، واجبات اور مکروہات میں کیا فرق ہے؟

سوال: نماز کی شرائط، فرائض، واجبات اور مکروہات میں کیا فرق ہے؟

جواب: (1) نماز کی شرائط میں سے اگر کوئی ایک شرط بھی رہ گئی تو نماز سرے سے نہیں ہوگی۔ مثلاً کعبہ کی طرف منہ کرنا شرط ہے تو اس نے جان بوجھ کر دوسری طرف منہ کر کے یا سوچ و بچار کے بغیر کسی دوسری جانب منہ کر کے نماز پڑھی تو نماز نہیں ہوگی۔ اسی طرح نماز پڑھ لی بعد میں یاد آیا کہ بغیر وضو یا غسل کے نماز پڑھی تھی، تو نماز لوٹانی پڑے گی۔ اسی طرح باقی شرائط کا حکم ہے۔

(2) نماز کے فرائض میں سے اگر کوئی فرض چھوٹ گیا اور نماز سے قاصر ہو چکی ہے تو اس کی نماز بالکل نہیں ہوگی اور سب سے سارے سے ادا کرنی پڑے گی۔ جیسے دو یا تین یا چار رکعت والی نماز میں اگر کوئی ایک رکوع چھوٹ گیا اور نماز مکمل کر لی اور چلی گئی، پھر بعد میں یاد آیا تو اسے پوری نماز دوبارہ ادا کرنی ہوگی۔

(3) نماز کے فرائض میں سے اگر کوئی فرض چھوٹ گیا، ابھی وہ نماز میں ہی ہے یا سلام پھیر چکی ہے مگر کسی سے بات نہیں کی یا قبلہ سے اپنا منہ اور سید نہیں پھیرا تو ان دونوں صورتوں میں وہ اسی وقت بغیر نماز دہرائے چھوٹا ہوا فرض پڑھے گی اور سجدہ سنو کرے گی۔ جیسے کوئی ایک سجدہ رہ گیا، اسے نماز میں یاد آیا یا دونوں سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو وہ یاد آتے وقت یا دوسری التعمیات تشهد تک پڑھنے کے بعد وہ چھوٹا ہوا فرض سجدہ کر کے پھر سجدہ سہو کرے گی۔

(4) نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی واجب چھوٹ جائے تو آخر میں سجدہ سہو کرنا لازم ہوتا ہے۔ اور اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز مکروہ تحریمی کے ساتھ مکمل ہو جائے گی مگر اسے لوٹانا لازم ہوگا۔ نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب چھوٹ گیا تو اس



کو پورا کرنے کے لئے واپس نہ آئے بلکہ اپنی نماز جاری رکھے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ جیسے پہلی انتہیات اور تشہد چھوٹ گئی یا دعائے قنوت بھول گئی اور رکوع میں چلی گئی۔ مگر جب سورۃ فاتحہ کے بعد سورت ملا تا بھول گئی تو اگر رکوع میں ہے تو واپس لوٹ کر سورت ملائے اور دوبارہ رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اور اگر رکوع کر لیا تو اب تیسری یا چوتھی رکعت میں سورت ملائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے گی اور نماز مکمل ہو جائے گی۔

(5) نماز کے مکروہات میں سے اگر کسی مکروہ کا ارتکاب کر لیا تو نماز کر لے سجدہ تحریمی کے ساتھ ہو جائے گی مگر ایسی نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔ اگر نہ پڑھی تو فرض ساقط ہو جائے گا مگر گناہ گار ہوگی۔ جیسے بدن یا لباس سے کھینٹا۔ جان بوجھ کر مکروہ تحریمی کے ارتکاب پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا بلکہ نماز ہی لوٹانا واجب ہوتی ہے۔ اگر وقت باقی ہے تو اسی وقت میں اس نماز کو لوٹا یا جائے اور اگر وقت ختم ہو جائے تب بھی اس نماز کا اعادہ لازم ہے۔

(6) نماز کی تولد نے والی چیزوں میں سے اگر کوئی ایک چیز پائی گئی تو اب نماز کی آگے ادائیگی نہیں ہو سکتی مگر یہ کہ جب وضو لوٹنے کے بعد نماز کی بناء کی صورتیں پائی جائیں تو اس صورت میں بناء ہو سکتی ہے وگرنہ وہ نماز دوبارہ سے پڑھنی ہوگی۔ (1)

### نماز کی رکعتیں ایک نظر میں

نماز چھ رکعتیں: کم از کم دو رکعتیں ہیں۔ آٹھ رکعتیں اور گنا مسجد نبوی ہے۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ نماز تہجد کے لئے عشاء کی نماز کے بعد سونا ضروری ہے، اگرچہ ایک منٹ کا سونا بھی کافی ہے۔

نماز فجر: دو رکعت مؤکدہ اور دو فرض۔

نماز اشراق: کم از کم دو رکعتیں، زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

نماز چاشت: کم از کم دو رکعتیں، زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

نماز ظہر: اول چار سنت مؤکدہ۔ پھر چار فرض۔ پھر دو سنت مؤکدہ اور آخر میں دو نفل۔

نماز عصر: چار سنت غیر مؤکدہ۔ چار فرض۔

نماز مغرب: تین فرض۔ دو سنت مؤکدہ۔ دو نفل۔

نماز اذانین: مغرب کے فرض کے بعد چھ رکعتیں نفل۔

نماز عشاء: اول چار سنت غیر مؤکدہ۔ پھر چار فرض۔ پھر دو سنت مؤکدہ۔ پھر دو نفل۔ پھر تین وتر۔ پھر دو نفل۔

نماز جمعہ: اول چار سنت مؤکدہ۔ پھر دو فرض۔ پھر چار سنت مؤکدہ۔ پھر دو سنت غیر مؤکدہ اور دو نفل۔

فرض، سنت مؤکدہ وغیرہ مؤکدہ، وتر اور نفل ادا کرنے کا طریقہ

فرض: (1) فرض کی پہلی رکعت میں ثناء، سورت فاتحہ اور سورت ملانا۔ اور دوسری رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت ملانا ہوتا ہے۔ (2) جبکہ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورت فاتحہ پڑھنی ہوتی ہے ثناء اور سورت نہیں ہوتی۔ (3) کوئی بھی فرض ہو اس میں پہلی احتیات عہدہ در سولہ تک پڑھنا ہوتا ہے۔

سنت مؤکدہ: یہ فرض کی طرح پڑھتے ہیں، مگر تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت فاتحہ کے ساتھ سورت بھی ملاتے ہیں۔ باقی فرض والا ہی طریقہ ہے۔

سنت غیر مؤکدہ اور نفل: ان دونوں کا ایک طریقہ ہے۔ (1) پہلی رکعت میں ثناء، سورت فاتحہ اور سورت ملانا، دوسری رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت ملانا ہوتا ہے۔ (2) پہلی احتیات "عہدہ در سولہ" سے آگے درود بھی پڑھنا ہوتا ہے۔ (3) تیسری رکعت میں دوبارہ ثناء، سورت فاتحہ اور سورت ملانا اور چوتھی رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت ملانا ہوتا ہے۔

وتر: پہلی رکعت میں ثناء، سورت فاتحہ اور سورت ملانا، دوسری رکعت میں سورت

فاتحہ، سورت طہ، تیسری رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہہ کر دعائے قوت پڑھنا۔ پہلی احتیاط "عینہ و وسولہ" تک پڑھنی ہوتی ہے۔

### مرد و عورت کی نماز میں کیا فرق ہے؟

سوال: مرد اور عورت کی نماز میں کیا فرق ہے؟

جواب: مرد و عورت کی نماز میں تیرہ لحاظ سے فرق کیا جاتا ہے۔ (1)

1- روایت میں ہے: "قولہ لا تحمدوا ولا تثنوا علی الخواتین لہن تغافل الرجل فی غسۃ و عشرین ذکات حیث قال تنبیہ ذکر الرجل لہن تغافل الرجل فی حشہ، وقد زدت اکثر من ضعفها تروم یدبھا حذہ منکبھا، ولا تحمد یدبھا من کبھا، وتغافل الکف علی الکف تحت شدبھا، وتنحن فی الركوم قبلہا، ولا تعقد ولا تفرغ فیہ أصابعھا بل تضبط یدبھا علی رکبیتھا، ولا تحن رکبیتھا، وتنضم فی رکوعھا وسجودھا، وتفتش ذراعیھا، وتتورک فی التشہد وتضم فیہ یدبھا تہذم رموس أصابعھا رکبیتھا، وتضم فیہ أصابعھا، وإذا نابھا حشہ فی صلاتھا تصفق ولا تسبح، ولا توتر الرجل، وتکبر جہاتھن، ویقف الإمام وسطھن، یدکر سجودھا الجبۃ وتوضع مع الرجال، ولا جعۃ علیھا، لکن تنطق بہا، ولا عین، ولا تکبیر تشریق، ولا یستحب أن تسطر بالضم، ولا تجھری الجہرۃ، بل لو لیل بالفساد یجھرھا لا مکن ہنار علی أن صرھا حراً وأما دعا المندادی أن الأذیۃ کلحرقہ لال الرقۃ عند الإحرام لہا کالرجل اور

أقول وقولہ ولا تحن رکبیتھا صوابہ وتحن یدون لا کیا قدمنا من المعراج عند قول الشارح فی الركوم ویسن أن یلمس کعبیہ، وقولہ تہذم رموس أصابعھا رکبیتھا صبیحی حل القول بأن الرجل یدب یدبہ فی التشہد علی رکبیتہ والصحاب لہا صواب کیا سنکر، وقولہ لکن تنطق بہا، صوابہ لکن تضم منها إذا لا حرقہ بالفساد والصیوان فی جماعۃ الجعۃ والشرط لہم ثلاثۃ رجال، وقد منّا ایضاً من المعراج من شرح الوجہ أن الغثنی کالمرأۃ وحاصل ما ذکرہ أن المغالطۃ فی ست وعشرین و ذکر فی البحر أنها لا تنصب أصابعہم القدمین کیا ذکر فی المجتبی، ثم هذا کلمہ فیما یرجع فی الصلاۃ ولا لالمرأۃ تغافل الرجل فی مسائل کثیرۃ من کورۃ فی احکامات الأشياء فرجھا۔

(روایت اور کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الصلاۃ، 1/504، دار الفکر بیروت)

- (1) مرد ٹنگے سر نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ سستی اور غفلت نہ ہو۔ مگر خاتون کو ٹنگے سر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ (1)
- (2) مرد کے ٹنگے کھلے ہوں، شلوار اوپر ہو۔ مگر خاتون اپنے ٹنگے ڈھانپ کر نماز ادا کرے گی۔ (2)
- (3) حکمیر تحریر کے وقت مرد کاٹوں تک ہاتھ اٹھائے۔ جبکہ خواتین اپنے کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں۔ (3)

1- سنن ابی داؤد میں ہے: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْوَى، عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ: كَيْفَ لَا يَتَغَيَّلُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترجمہ: "حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں خاتون کی نماز بغیر چادر اوڑھے قبول نہیں ہوگی")۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب المرأة تصلی بغیر غار، الرقم (841)، 1/173، مکتبہ احصیہ)

2- سنن ابی داؤد میں ہے: عَنْ أَبِي شَيْبَةَ، أَنَّهَا سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ: كَيْفَ لَا يَتَغَيَّلُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترجمہ: "حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی سے سوال کیا کہ خاتون کی قمیص اور روپے میں بغیر تہ بند کے نماز ادا کر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جب قمیص اتنی لمبی تھی کہ اس کے قدم کا اوپر والا حصہ چھپ گیا تو جائز ہے")۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی کم تصلی المرأة، الرقم (840)، 1/173، مکتبہ احصیہ)

3- مجمع الزوائد میں ہے: عَنْ وَائِلِ بْنِ حَنْظَلٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا وَائِلُ بْنُ حَنْظَلٍ إِذَا صَلَّيْتَ لَمْ تَجِدْ بِذِيكَ جَدَاةَ أَحَدٍ مِنْكَ، وَلَمْ تَرَ أَحَدًا مِنْ جَدَاةِ ذِيكَ؟ (ترجمہ: "حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم نے فرمایا: اے وائل بن حجر! جب تو نماز پڑھے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں تک لے جا۔ اور عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے کے برابر بنائے")۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب الحکمیر، الرقم (2594)، 2/103، مکتبہ القدی القاصیہ)

معصم ابن ابی شیبہ میں ہے: سَبَّحْتَ حَتَّى سَوَّلَ عَنِ الْقِرَاءَةِ فَتَرَدَّدْتَ ثُمَّ رَدَّدْتَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ حَزَنَةُ بْنُ حَزَنَةَ (ترجمہ: "میں نے حضرت عطاء سے محبت کے حکمیر تحریر کہنے کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: اپنے سینے تک اٹھائے")۔ (معصم ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوات، فی المرأة اذا سبحت الصلاۃ، الرقم (2471)، 1/216، مکتبہ الرشیدیہ)



(12) خواتین سجدے میں اپنے دونوں پاؤں راہنی طرف نکال کر سجدہ کریں۔ مردوں

نہیں ہے۔ (الرائل لابی داؤد، جامع الصلاۃ، المرقم (87)، ص 117، موسسۃ المدینۃ بیروت)۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ السنن الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں: إِذَا جَلَسْتَ لِلصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيُحَدِّثْ عَنِ لَيْسَ بِهَا شَيْءٌ إِلَّا تَرَى، وَإِذَا سَجَدْتَ لَمْ تَقْصُتْ بَيْنَ يَدَيْكَ قَدَمَيْهَا كَأَنَّكَ تَرَى مَا يَكُونُ لَهَا، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْظُرُ فِيهَا وَيَكُونُ يَا مَعْزُومِي أَشْهَدُكُمْ أَنَّ كَذَلِكَ لَهَا. (ترجمہ: "مہاشدین عروض اللہ تمہا بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب عورت نماز میں بیٹھی تو اپنی ران دوسری ران سے ملا لے اور جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے۔ اس طرح کہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پردہ ہو جائے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتوں میں تمہیں گواہ بنانا ہوں اس بات پر کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔" (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب من ذکر صلاۃ، المرقم (3199)، 2/315، دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام بیہقی علیہ الرحمہ السنن الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں: عَنِ الْغَدَاوِثِ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا سَجَدْتَ ابْتَزَّيْ قَدَمَيْكَ بَيْنَ يَدَيْهَا. (ترجمہ: "حضرت عاتق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر کرے اور اپنی دونوں رانوں کو ملا لے رکھے۔" (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب من ذکر صلاۃ، المرقم (3197)، 2/314، دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام عبد الرزاق مصنف میں نقل فرماتے ہیں: عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَلَّاهُ أَتَشِيرُ الْمَرْءَ أَنْ يَبْتَغِيهَا كَالْمَرْءِ جَالٍ بِالشَّكْرِ قَالَ لَا تَرْتَدُّ بِبَيْتِكَ يَدَيْهَا كَالْمَرْءِ جَالٍ، وَأَشَارَ فَنَقَضَ يَدَيْهِ بِهِ وَجَسَتْهُمَا فَيَدَيْهِ وَقَالَ إِنَّ الْمَرْءَ لَيَسْتَلِ الْبَيْتَ يَدَيْهِ. (ترجمہ: "ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا: عورت اپنے دونوں ہاتھ بغیر میں مردوں کی طرح بلند کر لگی؟ جواب دیا: وہ اپنے ہاتھ مردوں کی طرح بلند نہیں کر لگی اور اشلہ نے سے بتایا کہ وہ کہتے ہاتھ بلند کر لگی تو آپ نے اپنے ہاتھ بہت نیچے رکھے اور ران کو جسم کے ساتھ ملا کر رکھا۔ اور فرمایا: عورت کی ریت مرد کی طرح نہیں ہے۔" (مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب تعمیر المرأة، المرقم (5066)، 3/137، مجلس العلمی المصنف)

کی طرح اپنے پاؤں کو کھڑا نہ کریں۔ جیسا کہ ہم نے رد المحتار سے ابتداء میں عبارت ذکر کر دی ہے۔

(13) احتیاط میں بیٹھے وقت خواتین اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بیٹھیں۔ اسے توڑک کہتے ہیں۔ (1)

### خواتین کی نماز کا طریقہ

نماز شروع کرنے سے پہلے کے کام:

(1) چہرہ قبلہ کی طرف ہو۔ اسی طرح پاؤں کی اگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

(2) دونوں پاؤں کے درمیان مناسب فاصلہ ہونا چاہیے۔

(3) بڑی اور موٹی چادر سے سر، کان، گردن، بازو، ہڈی اور ٹخنے ڈھانپ لیں۔

نماز شروع کرتے وقت کے کام:

(1) دل میں نیت کر لیں کہ مثلاً فجر کے دو فرض پڑھ رہی ہوں، زبان کے ساتھ بھی کہہ لیتا مستحب ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: عَنْ اَبِيهِمْ، قَالَ تَبَيَّنَ الْمَرْءُ مِنْ جَانِبِ الْمَلَأِ (ترجمہ: "حضرت ابراہیم سے روایت ہے، انہوں نے کہا: خاتون نماز میں ایک جانب ہو کر بیٹھے گی۔") (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوات، فی المرأة کیف تجلس فی الصلاة، الرقم (2792)، 1/243، مکتبہ ارشداریاض)

اسی میں ہے: عَنْ عَلِيٍّ بْنِ الْمَدَنِيِّ، قَالَ كُنِ الْبَشَاءُ يَوْمَئِذٍ مَنْزِلًا أَنْ يَتَكَلَّمَنَّ إِذَا جَلَسَتْ فِي الْمَلَأِ، وَلَا يَتَكَلَّمَنَّ جُلُوسًا الْبَشَاءُ حَتَّى تَأْذَنَ لَهَا، يَتَلَقَّى ذَلِكَ عَلَى الْمَرْءِ مَخَالِفَةً أَنْ يَكُونَ مِنْهَا الشُّغْلُ (ترجمہ: "خالد بن جلال سے روایت ہے، انہوں نے کہا: عورتوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ چوکری بار کر بیٹھیں، مردوں کی طرح اپنی سرین کو پاؤں پر رکھ کر نہ بیٹھیں، روکنے کی وجہ یہ تھی کہ عورت کا کوئی حاتم ظاہر نہ ہو۔") (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوات، فی المرأة کیف تجلس فی الصلاة، الرقم (2783)، 1/242، مکتبہ ارشداریاض)

(2) ہاتھوں کو اپنے کانوں تک اس طرح لے جائیں کہ پھیلی کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔

(3) "اللہ اکبر" کہہ کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیں۔  
کھڑے ہونے کی حالت میں:

(1) نگاہ سجدے والی جگہ ہو۔

(2) ثناء پڑھے۔

(3) اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھے۔

(4) پھر سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھے۔

(5) اس کے بعد کوئی سورت ملائے مثلاً سورت الفیل۔

رکوع اور قوما:

(1) "اللہ اکبر" کہتے ہوئے رکوع کی طرف بھٹکے۔

(2) رکوع میں اتنا جھکتا ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ اور گھٹنوں پر انگلیاں ملا کر رکھنی ہیں پھیلائی نہیں ہیں۔

(3) رکوع میں نگاہ پاؤں پر ہونی چاہئے۔

(4) رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم پڑھے۔

(5) پھر اللہ اکبر کہہ کر کھڑی ہو جائے اور دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے۔

(6) کھڑے ہوتے وقت سبح اللہ لمن حمدہ اور کھڑے ہونے کے بعد ربنا دلک الحمد کہے۔

سجدے:

(1) پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائے۔ اس طرح کہ پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھے، پھر ہاتھ رکھے پھر ناک پھر پیشانی۔

(2) سجدہ خوب سمٹ کر کرے اس طرح کہ پیٹ اور رانیں ملی ہوئی ہوں۔ کلائیوں



زمین پر بچھا دے۔ بازو بھی پہلوؤں سے ملا کر رکھے۔ پاؤں کو اپنی دائیں طرف نکال کر بچھا دے۔

(3) سجدے میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے۔

(4) پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھ کر بیٹھ جائے۔ اس طرح کہ اپنے بائیں کونے پر بیٹھے اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بیٹھے۔ دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی کے اوپر رکھے۔ دونوں بازوؤں کو اپنی رانوں کے اوپر رکھے۔

(5) بیٹھنے کے دوران اپنی نظریں اپنی گود میں رکھے۔ اور تین سے چار سیکنڈ بیٹھے۔

(6) پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے سجدے کی طرح دوسرا سجدہ کرے۔

(7) دوسرے سجدے سے اللہ اکبر کہہ کر کھڑی ہو جائے اس طرح کہ پہلے پیشانی اٹھائے، پھر ناک اٹھائے اور پھر گلٹھے اٹھائے۔

دوسری رکعت:

(1) بسم اللہ پڑھے۔

(2) سورت فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھے۔

(3) سورت ملائے مثلاً سورت اخلاص یعنی قل هو اللہ احد والی سورت پڑھے۔

(4) رکوع کرے اور دوسرے کرے۔

(5) سجدے کرنے کے بعد احتیات کے لئے بیٹھ جائے۔

(6) احتیات میں تشہد، درود براہمی اور دعا پڑھے۔

سلام پھیرنا:

(1) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے اپنی گردن کو دائیں طرف موڑے۔

(2) سلام پھیرتے وقت نظر کندھے کی طرف ہونی چاہئے۔

(3) پھر اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرے۔

سجدہ و سُنُو کیا ہے؟ اور کب لازم ہوتا ہے؟

سوال: سجدہ و سُنُو کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کب لازم ہوتا ہے؟

جواب: سجدہ و سُنُو: نماز میں بھول کر اگر فرض یا واجب میں تاخیر ہو جائے یا کوئی واجب ترک ہو جائے تو اس صورت میں آخری قعدے میں احتیاط پڑھنے کے بعد صرف دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرنا اور پھر دوبارہ قعدے میں بیٹھ کر احتیاط سے لے کر دعا تک پڑھنا اور پھر دونوں طرف سلام پھیرنا ضروری ہے۔ ان دونوں اضافی سجدوں کو سجدہ و سُنُو کہتے ہیں۔

سجدہ و سُنُو لازم ہونے کی صورتیں:

(1) اگر کوئی فرض چھوٹ جائے، یا ادا کرنے کے بعد اس فرض کے ادا کرنے کے بعد سجدہ سہ لازم ہوتا ہے۔

(2) اگر فرض میں تاخیر ہو جائے جیسے سورت قاتحہ پڑھنے میں یا پھر کوئی اور سورت پڑھنے کے بعد بھولے سے خاموش ہو کر تین دفعہ سبحان اللہ (تقریباً چار سیکنڈ) کی مقدار کھڑی رہی اور رکوع نہ کیا تو رکوع کرنے میں تاخیر ہوگئی۔ تو یوں فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہونے پر بھی سجدہ سہ لازم ہے۔

(3) واجب چھوٹ جائے تو اس واجب کو نہیں دہراتے بلکہ آخر میں سجدہ سہ کرتے ہیں۔

(4) واجب میں تاخیر ہو جائے جیسے سورہ قاتحہ پڑھنے کے بعد تین سبحان اللہ کی مقدار

خاموش رہنا اور اس کے بعد سورت ملالینے سے واجب میں تاخیر ہوگئی۔ (1)

تنبیہ: اگر مذکورہ غلطیاں جان بوجھ کر کیں تو سجدہ سہ سے نماز میں آئی ہوئی کمی دور نہیں ہوگی بلکہ اس نماز کو مکمل کرنے کے بعد دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

نقاب اور دستانے پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: نقاب اور دستانے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

1- تفصیل کے لئے بہار شریعت ملاحظہ ہو۔

جواب: دستانے پہن کر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نقاب کر کے یا منہ چھپا کر نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، لہذا چہرہ اکھول کر ہی نماز ادا کرے۔

ہاں! اگر لوگوں کے سامنے نماز پڑھنی پڑ جائے کہ علیحدہ نماز پڑھنے کی جگہ میسر نہیں ہے تو اپنے چہرے پر چادر اوڑھ کر نماز ادا کرے مگر پھر بھی نقاب نہ کرے۔

اور اگر اضافی چادر نہیں ہے تو نقاب کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے۔

تفصیل: فاضل القضاۃ امام ابو یوسف امام اعظم سے روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ يَكْفُرُ أَنْ يَكْفُرَ الْبُزْجُلُ فَأَمَّا هُوَ مِنَ السَّلَاحِ، وَيَكْفُرُ أَنْ تَكْفُرَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ مُتَكَلِّمَةٌ۔ (1)

(ترجمہ:) "مرد کا اپنی نماز میں منہ ڈھانچنا مکروہ ہے اور خاتون کا نقاب کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔"

بدائع الصنائع میں ہے:

وَقَدْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا عَرَفْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ شَيْءٍ إِلَّا اِعْتَارَ أَهْوِيَهَا، فَمِنْ ابْتَدَأَ بِهَلِيلَتَيْنِ فَعَلِيَهُ أَنْ يَغْتَارَ أَهْوِيَهَا۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ دو چیزوں میں سے سب سے آسان چیز اختیار فرماتے۔ لہذا جو شخص دو مصیبتوں میں جتنا ہو گیا تو وہ آسان کو اپناتے۔"

باریک کپڑوں میں نماز ادا کرنا کیسا؟

سوال: باریک کپڑوں میں نماز ادا کرنا کیسا؟

1- الآحاد للامام ابی یوسف، باب افتخار الصلوة، المرقم (148)، ص 30، دار الکتب العلمیہ بیروت

2- بدائع الصنائع، کتاب الصلوة، شرائط ائکان الصلوة، 1/117، دار الکتب العلمیہ بیروت

جواب: (1) اگر اسے باریک ہیں کہ جلد کی رنگت یا بالوں کی رنگت دکھائی دے رہی ہے تو نماز نہیں ہوگی۔

(2) بعض کپڑے ایسے ہیں کہ وہ ہوتے تو باریک ہیں مگر رنگت نظر نہیں آتی لہذا ان میں نماز ادا ہو جائے گی۔ اگرچہ اس جیسے کپڑوں میں جسم کی وسعت بھی نظر آتی ہے اگر روشنی کے سامنے کھڑی ہو جائے۔ جب بھی اس سے نماز پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔  
تفصیل: رد المحتار میں ہے:

ہاں لایوی منہ لون البشرة لاعتدال احسن الواقعی ودھو الزجاجہ۔ (1)

(ترجمہ:) "ہاں طور کہ جلد کی رنگت نظر نہ آ رہی ہو، یہ باریک اور شیشے کی طرح سے اترتا ہے۔"

فٹنگ والے کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: فٹنگ والے لباس میں نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: بشلوار قمیض، پاجامہ وغیرہ پاجست اور فٹنگ میں ہیں۔ جبکہ صرف سر پر بالوں کو چھپانے کے لئے چادر ہے مگر بڑی چادر نہیں ہے تو نماز ادا ہو جائے گی لیکن افضل یہی ہے کہ بڑی چادر لے کر پورا بدن ڈھانپ کر نماز ادا کی جائے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

أما لو كان غليظا لایوی منہ لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل  
بشكله فصار شكل العضو مرئيا فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة  
لحصول الاستبراء قال ط والظاهر هل يحرم النظر إلى ذلك المتشكل مطلقا  
أو حيث وجدت الشهوة؟ اه قلت مستحكم على ذلك في كتاب المحظور  
والذي يظهر من كلامهم هناك هو الأول۔ (2)

1- بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، 410/1، دار الفکر بیروت

2- بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، 410/1، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) "باقی رہا یہ کہ اگر کپڑا سونا ہے جس سے رنگت تو نظر نہیں آ رہی مگر وہ عضو سے چپکا ہوا ہے اور عضو جیسی ہی شکل بنا ہوا ہے اور عضوی شکل نظر آ رہی ہے تو مناسب یہ ہے کہ نماز ہو جانی چاہئے، اچھی۔ علامہ طحاوی نے فرمایا: تو دیکھ کیا اس جیسی لباس کی طرف نظر کرنا جائز ہے مطلقاً؟ یا شہوت کے وقت منع ہے؟ ان کی عہارت ختم ہوئی۔ میں نے کہا ہم منقریب کلام کریں گے کتاب الخطر کے آخر میں، فقہاء کے کلام سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مطلقاً دیکھنا منع ہے۔"

ہاف بازو یا ٹی شرٹ میں نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: ہاف بازو یا ٹی شرٹ میں نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: ہاف بازو والی قمیص کے اوپر چادر سے اسے ڈھانپ لیا ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر نماز میں چھٹائی کلائی ظاہر ہوتی ہے تو نماز نہیں ہوگی۔

نماز میں دوپٹہ اتر جائے تو کیا کرنے؟

سوال: نماز میں دوپٹہ اتر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فوراً دوپٹہ دوبارہ اوڑھ لے اور درست کرے۔ اگر ایک ہاتھ سے درست ہو سکے ہے تو ایک ہاتھ سے دگر نہ کم سے کم وقت میں دونوں ہاتھوں سے درست کر لے۔

نماز میں ٹخنے کھلے رکھنا؟

سوال: خاتون کا نماز میں ٹخنے کھلے رکھنا کیسا ہے؟

جواب: قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ خاتون کے لئے بدن کے ہر ہر عضو کو چھپانا لازم ہے سوائے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے۔

اگر کسی ایک عضو مثلاً سر، کان، گروں، پیٹ، پیٹھ، ران، گھٹنے اور پنڈلی منع ٹخنے کا کم از کم ایک چھٹائی حصہ ظاہر ہو گیا اور تن و دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار (تقریباً چار سینٹی) کھلا رہا نماز قاسد ہو جائے گی۔

فحشہ پنڈلی سے مل کر ایک عضو ہے اس لئے محض فحشہ کے ظاہر ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوگی کہ وہ پنڈلی کا چوتھا حصہ نہیں ہے لیکن صورتوں کے لئے فحشہ کو چھپا کر نماز پڑھنے حکم ہے۔  
توسیل: رد المحتار میں ہے:

آٹھ، عورت اور بچہ شانیہ فی ائمتہ ثانیہ ایضا فی الحقیقۃ ہذا  
الثانیۃ، ویزاد فیہا سبقت عشر السالکان مع الکرمین۔ (۱)  
(ترجمہ) ”مرد کے آٹھ اعضاء شرمگاہ میں شامل ہیں۔۔۔ لوطی کے یہ  
آٹھ ہیں۔۔۔ اور آزاد کے یہ آٹھ اور مزید سولہ یہ ہیں: دلوں پڈلیاں  
غفلوں سمیت“۔

میلے اور الٹے کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: میلے اور الٹے کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ایسی نہیں یا شلوار میں نماز پڑھنا کام کاج کے پہلے کپڑوں میں جبکہ دوسرے کپڑے بھی ہوں تو نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، یعنی ناپسندیدہ ہے مگر نماز کو نہ ضروری نہیں ہے۔

**تفصیل: تاواظی رضویہ میں ہے:**

”واجب الاعادہ اور کردہ تحریری ایک چیز ہے، کچڑا اٹلا پھنسا، مٹنا خلاف معاویہ میں داخل ہے اور خلاف معتاد جس طرح کچڑا ایکٹن یا اوڑھ کر بہا میں یا اکابر کے پاس نہ جائے ضرور مکر وہ ہے کہ دربار عزت الحق با ادب تعظیم ہے۔۔۔۔ اور ظاہر کرامت تحریری۔“

وقت داخل ہوتے ہی یا اذان کے بعد نماز پڑھنا کیسا؟

**سوال:** نماز کا وقت داخل ہوتے ہی یا اذان کے بعد نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: قریب میں مسجد ہے اور وہاں نماز باجماعت ہوتی ہے تو خاتون وہاں کی جماعت کے بعد نماز پڑھے تو یہ اس کے لئے افضل، بہتر عمل ہے۔ وگرنہ وقت داخل ہونے کے فوراً بعد یا اذان کے فوراً بعد نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔  
تفصیل: علامہ حنفی لکھتے ہیں:

فلانتمجلس أفضل كبراً مطلقاً، وفي غير الفجر الافضل لها انتظار فراغ الجماعة۔ (1)

(ترجمہ:) "اگر میرے میں فجر کی نماز پڑھنا خواتین کے لئے افضل ہے اور فجر کے علاوہ نماز میں مردوں کی جماعت کے ختم ہونے کے بعد پڑھنا افضل ہے۔"

خواتین حیض و نفاس کے ایام میں نماز کے بجائے کیا کریں؟

سوال: خواتین حیض کے دنوں میں نماز کے بجائے کیا کریں؟  
جواب: جب نماز کا وقت ہو تو وضو کر کے جائے نماز پر بیٹھ کر تسبیح اور ذکر و اذکار کریں۔  
تفصیل: علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

انه يستحب لها ان تتوضأ لوقت كل صلاة وتكعد على مصلاتها تسبح وتهلل وتكبر وفي رواية يكتب لها ثواب أحسن صلاة كانت تصلي وصح في الظهورية أنها تجلس مقدار أداء فرض الصلاة كي لا تنسى العادة۔ (2)

(ترجمہ:) "خواتین کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت میں وضو بنا کر جائے نماز پر بیٹھ کر تسبیح اور ذکر و اذکار کریں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایسا کرنے سے انہیں اس کی پڑھی ہوئی بہترین نماز کے برابر اجر ملے گا۔"

1- الدر المختار، کتاب الصلاة، 1/366، دار الفکر بیروت

2- البحر الرائق، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، 1/203، دار الکتاب الاسلامی بیروت

ظہیر یہ میں اس بات کی تصحیح کی ہے کہ فرض نماز ادا کرنے کی مقدار جائے نماز پر بیٹھی رہے تاکہ اس کی عادت بنی رہے۔"

میاں بیوی یا محرم کا ایک ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا؟

سوال: میاں بیوی یا محرم مرد و عورت ایک ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟  
جواب: اگر باجماعت نہیں پڑھ رہے بلکہ اکیلے اکیلے پڑھ رہے ہیں اور درمیان میں فاصلہ ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔  
تفصیل: الدر المختار میں ہے:

فمعاذا اللہ البصلیۃ لصل لیس فی صلاتہا مکروہۃ لا مفسد فتحم۔ (1)  
(ترجمہ:) "نماز پڑھنے والی کا کسی مرد نمازی کے برابر کھڑے ہونا جبکہ وہ اپنی پڑھ رہا ہے تو نماز مکروہ ہے مگر نماز فاسد نہیں ہوگی۔"۔ فتح

نماز کے دوران اگر بچہ گود میں بیٹھ جائے؟

سوال: نماز کے دوران اگر بچہ گود میں بیٹھ جائے تو کیا کرے؟  
جواب: گھر میں نماز پڑھتے ہوئے اگر بچہ گود میں بیٹھ جائے یا آگے سے گزر جائے تو نماز ہو جائے گی چاہے بچہ پر ناپاکی لگی ہو یا نہ لگی ہو، بشرطیکہ نمازی کے بدن اور کپڑوں کو ناپاکی نہ لگے۔

اور بچے کو کم سے کم حرکت کے ساتھ ہٹا کر سجدہ اور قعدہ کرے۔  
تفصیل: جامع احکام الصغار میں ہے:

ولی المنتقط صبی ہذا السنۃی جلس علی حجر البصلی وحلیہ نجاسة  
کثیرة لم تفسد صلاتہ، ورایت فی موضع آخر الصبی اذا کان ثوبہ نجساً  
او ہو نجس و جلس علی حجر البصلی وهو یتمسک وهو یبصری جازت



(۱) صلات۔

(ترجمہ): ”ملقط میں ہے: ایسا بچہ جو بچل سکتا ہے اگر نمازی کی گود میں بیٹھ جائے اور اس بچے پر کافی نجاست حتیٰ تو اس کی نماز قاسد نہیں ہوگی۔ ملقط ہی میں دوسری جگہ اس طرح ہے: بچہ کا کپڑا ناپاک ہو یا خود بچہ ناپاک ہو اور وہ نمازی کی گود میں اپنے آپ بیٹھ جائے اور نمازی نماز پڑھتا رہے تو اس کی نماز درست ہے۔“

تختہ لگی ہوئی کرسی پر نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: تختہ لگی ہوئی کرسی پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جو لوگ زمین یا لوہے تک زمین سے بلند سخت چیز پر سجدہ کیے بغیر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز حیثیتاً اشارے والی نماز ہے، اگرچہ وہ کرسی کے آگے لگے ہوئے تختے پر سجدہ کریں یا غلط سر جھکا لیں۔

کرسی پر نماز پڑھنے کی اجازت صرف اس شخص کیلئے ہے جو زمین پر یا زمین سے نو انچ تک بلند سخت چیز پر سجدہ یا رکوع کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو، اگرچہ وہ شخص قیام کر سکتا ہو، جیسا کہ جوڑوں کے مریض ہوتے ہیں کہ کھڑا ہونا ان کے لئے دشوار نہیں ہوتا لیکن رکوع یا سجدہ کیلئے جھکنا ان کیلئے سخت دشوار ہوتا ہے۔ ایسا مریض کرسی پر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کرسی پر نماز پڑھے گا اور اس کے آگے موجود تختے پر سر رکھ کر یہ سمجھے گا کہ اس نے سجدہ کر لیا ہے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے، اس شخص کی نماز ہی ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ سجدے کیلئے ضروری ہے کہ وہ زمین یا زمین سے زیادہ سے زیادہ لوہے کی سخت چیز کے اوپر ہو۔ اس سے زائد بلند چیز پر اگر کوئی سر رکھتا ہے تو یہ حیثیتاً سجدہ نہیں ہے۔ جب اس شخص کا سجدہ ہی نہیں ہوگا تو اس کی نماز بھی ادا نہیں ہوگی۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

بل یتظہر أنه لو كان قادرا على وضع شوحه على الأرض، ما يصح السجود عليه، انه يلزمه ذلك لأنه قادر على الركوع والسجود حقيقة۔ (1)

(ترجمہ:) "بلکہ میرے لیے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اگر کوئی زمین پر رکھی ہوئی چیز پر سجدہ کرنے پر قادر ہے جس پر گھج طریقے سے سجدہ ہو سکتا ہو (یعنی وہ چیز سخت ہو جس پر ناک اور پیشانی اچھے طریقے سے جم جائے جیسے زمین پر سجدہ کرنے میں ہوتا ہے اور وہ نواجح سے کم اونچی ہو) تو اس (رکھی ہوئی چیز پر سجدہ کرنا) لازم ہے کیونکہ وہ حقیقت میں رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہے۔"

تو یہ الا بصارح الدر المختار میں ہے:

(روان تعذر) ليس تعذرها شرطاً بل تعذر السجود كاف (لا القيام أو ما) (واحد) وهو أفضل من الإتياء قائماً تقربه من الأرض (ويجوز سجدته) أو غرض من ركوعه، لزم ما۔ (2)

(ترجمہ:) "اور اگر دونوں (رکوع و سجود) کرنا مشکل ہو بلکہ صرف سجدے کا معذور (شوار) ہونا کافی ہے، قیام معذور (شوار) نہ ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے اور کھڑے ہونے سے بیٹھ کر اشارے۔ نماز پڑھنا افضل ہے زمین کے قریب ہونے کی وجہ سے اور سجدہ رکوع سے زیادہ پست کرنا لازم ہے۔"

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"کھڑا ہو سکتا ہے مگر رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا مثلاً

1- رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، 2/686، مکتبہ رحمانیہ لاہور

2- تحریر الا بصارح الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، 2/684، 685، مکتبہ رحمانیہ لاہور

حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے کہ سجدہ کرنے سے بچے گا تو بھی بیٹہ کر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے، بلکہ یہی بہتر ہے۔" (1)

### خاتون کا امام بننا کیسا؟

سوال: خاتون کا امام بننا کیسا ہے؟

جواب: خواتین کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اور کوئی بھی خاتون امامت نہیں کر سکتی نہ مردوں کی نہ عورتوں کی۔

اگر امامت کرانی پڑ جائے تو خاتون مردوں کی طرح آگے نہیں کھڑی ہوگی بلکہ صف کے پیچ دیگر خواتین کے درمیان کھڑی ہوگی۔  
تفصیل: علامہ طحاوی لکھتے ہیں:

والسب لا یصح اقتداء الرجل بالمرأة۔ (2)

(ترجمہ:) "مرد خاتون کی اقتداء نہیں کر سکتا۔"

تخیر الابصار والدر المختار میں ہے:

(و) یکرہ التحریماً (جماعة النساء) ولو اتوا بجماعة (ولان فعلمن تحلف الإمام وسطهن) فلو قدمت اثنتان إلا الغنشی فیتقد مهن (کالمراة) فیتوسطهن إمامهم ویکرہ (جماعتهم تحریماً، فتح۔ (3)

(ترجمہ:) "خواتین کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اگرچہ تراویح کی ہو۔ اگر خواتین کو جماعت کرانی پڑے تو خاتون امام ان کے درمیان میں کھڑی ہو، اور اگر امام آگے کھڑی ہوئی تو گناہ گار ہوگی، مگر خطی مشکل آگے کھڑا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ بغیر کپڑے والا پیچ میں کھڑا ہوگا، اور ان کی جماعت بھی مکروہ ہوگی۔"

1- بہار شریعت، حصہ 4، 729/1، مکتبہ المدینہ کراچی

2- حاشیہ الطحاوی علی المراتی، کتاب الصلاة، باب ما یفید الصلاة من 329، دار الکتب احقریہ بیروت

3- تخیر الابصار والدر المختار، کتاب الصلاة، باب الامت، 566، دار الفکر بیروت

مصنف عبد الرزاق میں ہے:

عَنْ حُجْرَةَ بِنْتِ خُسَيْبٍ، قَالَتْ آمَنَّا أَوْ سَلَّمْنَا فِي صَلَاةِ الْغَضْرِ قَامَتْ بَيْنَنَا۔ (1)

(ترجمہ: "حجیرہ بنت خسین سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ ہمیں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے نماز صحر کی لمات کر لی تو وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئی۔"

خواتین کا نماز، نماز جمعہ، عیدین اور تراویح کیلئے مسجد آنا؟

سوال: خواتین کا نماز، نماز جمعہ، عیدین اور تراویح کے لیے مسجد میں آنا کیسا ہے؟  
جواب: فقہ اور فساد کی وجہ سے خواتین کو مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا منع ہے؛ کیونکہ اس میں اب بھی حرج بہر حال موجود ہے، اگرچہ کہیں کم اور کہیں زیادہ۔  
نماز جمعہ، عیدین اور تراویح کی جگہ کا بالکل علیحدہ انتظام سے اور فتنے کا اندیشہ نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل: صحیح البخاری میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخَذْتُكَ الْيَسْلُ لَتَنَكَّهُنَّ كَمَا مَنَعْتُ يَسْلَ بَنِي إِسْرَءِيلَ۔ (2)  
(ترجمہ: "حضرت عائشہ سے سنا، وہ فرماتی تھیں کہ عورتوں نے (بنی اسرائیل کو) (سنگھار کے) جوئے انداز نکال لیے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے تو انہیں مسجد میں آنے سے روک دیتے، جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔"

1- مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاة، باب المرأة حرم النساء، الرقم (5082)، 3/140، المجلس

اعطى الجمع

2- صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب خروج النساء الى المساجد، الرقم (889)، 1/173، دار

طريق النجاة

اسی بخاری میں ہے:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا امْتَنَاعَتْ امْرَأَةٌ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا  
يَكْتَفِيهَا۔ (1)

(ترجمہ:)"نبی کریم ﷺ سے جب کوئی خاتون اجازت طلب کرتی تو  
آپ انہیں منع نہیں کرتے تھے۔"

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَنْتَفِئُوا بِإِسَاءَةِ كُفِّ الْمَسَاجِدِ، وَتَبِثُوهُنَّ عَذْرَاءَ كُفُوفٍ۔ (2)

(ترجمہ:)"اپنی خواتین کو مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو، اور ان کا گھر  
ان کے لئے بہتر ہے۔"

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم اس وقت کے لیے تھا جب عورتوں کو مسجد میں حاضری  
کی اجازت تھی، مہر فاروقی سے اس کی ممانعت کر دی گئی کیونکہ عورتوں میں  
فساد بہت آگیا، اب بی زمانہ عورتوں کو باہر دو مسجدوں میں آنے اور علیحدہ  
بیٹھنے سے نہ روکا جائے، کیونکہ اب عورتیں سینماؤں، بازاروں میں جانے  
سے تو رکتی نہیں، مسجدوں میں آکر کچھ دین کے احکام سن لیں گی، مہر فاروقی  
میں عورتوں کو مطلقاً گھر سے نکلنے کی ممانعت تھی۔" (3)

مفتی اعظم پاکستان مفتی ضیاء الرحمن صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت علامہ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسی ضرورت کو  
محسوس کرتے ہوئے رخصت دی ہے، لیکن یہ رخصت اس امر کے ساتھ

1- صحیح البخاری، کتاب المآذان، باب استئذان المرأة زوجها، الرقم (875)، 1/173

2- سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، اجازہ فی خروج النساء، الرقم (867)، 1/155، المکتبۃ العصریہ

3- مرقاة المفاتیح، 2/283، المدینۃ الامیریہ، المکتبۃ المدینۃ کراچی

مشروط ہے کہ خواتین کی نماز کی جگہ مکمل باپردہ ہو اور آہ و رفت کا راستہ مردوں سے علیحدہ ہو۔ ان پر یہ پابندی ہو کہ بالکل ایسے چھوٹے بچوں کو نہ لے کر آئیں جنہیں مسجد، نماز اور دینی شعائر کے ادب و احترام کا شعور نہ ہو۔" (1)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَلِيَّةَ، قَالَتْ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ دَخَلَتْ امْرَأَةٌ مِنْ مَوَدَّةِ تَرْفُلٍ بِنْتُ زَيْنَةَ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا بِنَاءَكُمْ عَنْ نُسَيْبِ الْيَتِيمَةِ، وَالشُّغْرَةِ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِنَّ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوا حَتَّى يَلْبَسُوا نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ الْيَتِيمَةِ، وَتَشْغُرَنَّ فِي الْمَسْجِدِ۔ (2)

(ترجمہ:)"حضرت عائشہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، تو ایک خاتون مسجد میں بناؤ سنگھار کر کے داخل ہوئی کہ اس کی خوشبو بھی آ رہی تھی تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی خواتین کو زینت کے لباس اور مسجد میں خوشبو لگا کر آنے سے روکو۔ بنی اسرائیل کی خواتین پر لعنت نہیں کی گئی تھی کہ وہ زینت اور خوشبو کے ساتھ مسجد میں آنے لگیں۔"

قضاء عمری کیا ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟

سوال: قضاء عمری کیا ہے؟ اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: قضاء عمری: اتنی نمازیں قضاء ہو گئیں کہ ان کی تعداد معلوم نہیں ہے۔ مثلاً کئی

1- تنہیم المسائل، 5/101، فیما بعد القرآن پر بشر زکریا

2- سنن ابن ماجہ، کتاب الختن، باب ختنۃ النساء، الرقم (4001)، 2/1326، دار احیاء الکتب

مہینوں کی سالوں کی وغیرہ۔

قضاء عمری کی نمازیں:

(1) اگر اعزازہ ہے کہ اتنی ماہ یا سال کی نمازیں قضاء ہوں تو وہ ان کی آہستہ آہستہ قضاء کرنا شروع کر دے اور مکمل کرے۔

(2) اگر نماز کی قضاء کا سرے سے علم نہیں ہے یا کبھی بھی نہیں پڑھی تو اس صورت میں اگر اسے بالغ یعنی جوان ہونے کا دن معلوم ہے تو اس دن سے قضاء کرنا شروع کر دے۔ اگر بالغ ہونے کا دن معلوم نہیں تو 9 برس کی عمر سے قضاء کرنا شروع کر دے۔

قضاء عمری کا طریقہ:

ہر روز کی نماز کی قضاء فقط میں رکعتوں کی ہوتی ہے: دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار عشاء کے اور تین وتر۔

نیت: قضا میں ہوں نیت کرنی ضروری ہے کہ نیت کی میں نے اس پہلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی یا اس پہلی عصر کی جو مجھ سے قضا ہوئی، اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں نیت کرے۔

تخفیف: جس پر قضاء نمازیں بہت زیادہ ہیں وہ آسانی کے لئے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے۔

(1) ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ کی جگہ صرف ایک بار کہے۔

(2) فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سیدھے کھڑے ہو کر سبحان اللہ شروع کریں اور سبحان اللہ پورے کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لئے سر جھکا لیں، یہ تخفیف فقط فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت میں

ہے وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں۔

(3) پہلی اہتیاات کے بعد درود ابراہیمی اور دعا کی جگہ صرف اللھم صل علی محمد وآلہ کہہ کر سلام پھیر دیں۔

(4) وتروں کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار رب اعظمی کہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (1)

رمضان کے آخری جمعہ میں قضاء عمری پڑھنے کا حکم؟

سوال: ماہ رمضان کے آخری جمعہ میں قضاء عمری پڑھنے کا حکم؟

جواب: یہ نماز مخصوص طریقے سے پڑھی جاتی ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس طرح نماز پڑھنے سے ساری قضاء نمازیں ختم ہو جائیں گی اور ان کا ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔

تاج الفقہاء مفتی دہم اختر الہدی زیدہ مجدد مصلحتا تحریر فرماتے ہیں:

قضاء عمری کا مذکورہ طریقہ محض باطل و جہالت و بدعت ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔ اس میں کئی مناسد پائے جاتے ہیں، مثلاً جماعت کی شرائط میں سے ہے کہ امام مقتدی کی نماز ایک ہو، اگر امام مقتدی کی نماز مختلف ہو تو اقتداء درست نہیں ہوتی ہے، مثلاً امام ظہر کی نماز ادا کر رہا ہے اور مقتدی عصر کی یا اس کے برعکس یا امام اپنی ادا نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی شخص اپنی فوت شدہ نماز اس کے پیچھے پڑھنا چاہے تو یہ اقتداء درست نہیں اور اس مقتدی کی نماز نہیں ہوگی۔ یہ لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں اس میں چند احتمال ہیں:

(1): امام نفل کی نیت سے پڑھ رہا ہو اور مقتدی اپنی قضاء کی نیت کرتے ہوں۔ اس صورت میں اقتداء باطل ہے کہ نفل والے کے پیچھے فرض کی قضاء نہیں ہو سکتی۔

(2): امام نفل کی نیت سے پڑھ رہا ہو اور مقتدی بھی نفل کی نیت سے اس جماعت میں



شرکت کرتے ہیں۔ اس صورت میں اقتداء تو درست ہوگی لیکن نفل کی نیت سے قضا کی ادائیگی نہیں ہو سکتی۔

(3): امام قضا کی نیت کرے اور مقتدی بھی قضا کی نیت کریں۔ اس صورت میں اقتداء ہی درست نہیں۔ کیونکہ امام اور مقتدی دونوں کی قضا ایک نہیں ہوتی۔ امام کی جس دن کی مثلاً ظہر کی نماز قضا ہوئی ہو مقتدیوں کی بھی اس دن کی ظہر قضا ہوئی ہو تو اقتداء درست ہے، لیکن عام طور پر ایسا ہوتا نہیں ہے۔ اگر دونوں کی نمازیں مختلف دن کی ہیں اگرچہ ظہر ہی کی ہوں تو اقتداء درست نہیں ہے۔  
لور الایضاح اور اس کی شرح مرآۃ الفلاح میں ہے:

یشتطآن لایکون الإمام مصلیا فرضا غیر فرضہ ای فرض الناموم  
کظہر وحضہ و ظہرین من یومین۔ (1)

(ترجمہ:) "اقتداء کے لئے یہ شرط ہے کہ امام اور مقتدی کے فرائض الگ الگ نہ ہوں مثلاً ایک ظہر اور دوسرا عصر یا دو مختلف دنوں کی ظہر ادا کر رہے ہوں (تو پھر اقتداء جائز نہ ہوگی)۔"

تحریر الابصار، الدر المنثور والختار میں ہے:

لا مقتضی بمتنفل وبمقتضی فرض آخری کصلی ظہر أمس بمصلی ظہر  
اليوم لأن اتحاد الصلاتین شرط۔ (2)

(ترجمہ:) "فرض ادا کرنے والا نفل پڑھنے والے کی اقتداء نہیں کر سکتا اسی طرح ایک اور فرض پڑھنے والا ہے دوسرا دوسرے فرض والا ہے ان کا ایک دوسرے کی اقتداء کرنا بھی جائز نہیں مثلاً کل کی ظہر پڑھنے والے کی آج کی ظہر پڑھنے والا اقتداء کرے کیونکہ دونوں کی نمازوں کا ایک ہونا شرط ہے۔"

1- مرآۃ الفلاح، 1/110، المکتبۃ العصریہ

2- تحریر الابصار، باب الامتداد، 2/391، 392، مکتبہ مجاہد لاہور

کثرتِ ثواب اس عمل میں ہے جو شریعت کے مطابق ہو شریعت کے خلاف کسی عمل میں کثرتِ ثواب تو ہوتا الٹا گناہ ہوتا ہے۔ لوگوں کا نماز کو بغیر کسی عذر شرعی کے اپنے وقت سے قضا کرنا گناہ اور مسجد میں مذکورہ نماز جماعت کے ساتھ علی الاطلاق نماز پڑھنا مکروہ اور پھر فوت شدہ نماز کا اظہار کرنا بھی گناہ ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے:

مَنْ أَكْبَسَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَبَى صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت اس فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جب بھی یاد آئے اس وقت پڑھ لے۔"

دوسری حدیثِ پاک میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:

مَنْ نَبَى صَلَاةً أَوْ ذَكَرَ صَلَاتَهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا۔ (2)

(ترجمہ:) "جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا وہ سو جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے یاد آئے تو اسے پڑھ لے۔"

الدر المختار میں ہے:

(وَلَا فِيهَا يَغْفِرُ مِنَ الْغَوَاةِ فِي مَسْجِدٍ) فِيهَا لَنْ فِيهِ تَشْوِيشًا وَتَغْلِيظًا

(وَيْكُفُّ قَضَاؤَهَا فِيهِ) لَأَنَّ التَّأَخُّرَ مَعْصِيَةً فَلَا يَطْفِئُهَا بِإِذْنِهِ۔ (3)

(ترجمہ:) "اور فوت شدہ نمازوں کیلئے مسجد میں اذان دینا شروع نہیں ہے اس لئے کہ اس میں دوسرے نمازیوں کو تشویش میں مبتلا کرنا اور نماز قضا کرنے والوں پر تغلیظ ہے اور اس نماز کو مسجد میں قضا کرنا مکروہ ہے، اس لئے کہ تاخیر گناہ ہے تو پس اس کا اظہار نہ کیا جائے، یہ بزاز یہ میں ہے۔"

1۔ جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، ماجد فی الرمل غشی الصلاۃ، 1/43، قدسی کتب خانہ کراچی

2۔ الجامع البخیر، حرف المیم، رقم (9059)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، 2/73، مکتبۃ رضاییہ لاہور

مزید اسی میں فرماتے ہیں:

التأخير بلا عذر كقوله لا تزول بالتقصاء بل بالتوبة أو الحج۔ (1)  
 (ترجمہ:) "بلا عذر نماز میں تاخیر کرنا گناہ کبیرہ ہے اور یہ گناہ صرف قضاء سے زائل نہیں ہوگا، بلکہ قضاء کیساتھ توبہ یا حج ضرور سے ہوگا۔"  
 اس بارے میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ موضوع اور من گھڑت ہیں۔  
 علامہ علی بن سلطان المعروف بلات علی قاری علیہ رحمۃ الہاری اپنی کتاب موضوعات کبیر میں تحریر فرماتے ہیں:

من قضي صلاة من الفرائض في آخر جمعة من شهر رمضان كان ذلك  
 جاهرا لكل صلاة فائتة في صرة إلى سبعين سنة باطل قطعاً لأنه منقطع  
 للإجماع على أن شيئا من العبادات لا يقدر مقام فائتة سنوات۔ (2)  
 (ترجمہ:) "حدیث جس نے رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز ادا کر لی  
 اس سے اس کی ستر سال کی فوت شدہ نمازوں کا ازالہ ہو جاتا ہے یعنی طور پر باطل ہے  
 کیونکہ اس اجماع کے مخالف ہے کہ عبادات میں سے کوئی شئی سابقہ سالوں کی فوت شدہ  
 عبادات کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔"

امام ابن حجر مکی حنفی شرح منہاج للامام النووی میں تحریر فرماتے ہیں:

أثبت من ذلك ما اعتيد في بعض البلاد من صلاة الخميس في هذا  
 الجمعة عقب صلاتها زاحيين أنها تكفر صلوات العام أو العمر المتوكة  
 وذلك حرام أو كلف لوجوه لا تصح۔ (3)

(ترجمہ:) "اس سے بھی بدتر وہ طریقہ ہے جو بعض شہروں میں ایجاد کر لیا گیا

1- الدر المختار کتاب الصلاة باب قضاء الغائت، 2/628، 627، مکتبہ رحمانیہ لاہور

2- موضوعات کبیر، المرقم (519)، ص 358، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

3- تحفۃ المحتاج، باب صلاة الجمعة، 2/457، مکتبۃ التجاریہ مصر

ہے کہ جمعہ کے بعد پانچ نمازیں اس مکان سے ادا کر لی جائیں کہ اس سے سال یا ساڑھے تمام عمر کی نمازوں کا کفارہ ہے اور یہ عمل ایسی وجوہ کی بنا پر حرام یا کفر ہے جو نہایت عی واضح ہیں۔

امام السنن امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"فوت شدہ نمازوں کے کفارہ کے طور پر یہ جو طریقہ (قضائے عمری) ایجاد کر لیا گیا ہے، یہ بدترین بدعت ہے۔ اس بارے میں جو روایت ہے، وہ موضوع (گھڑی ہوئی) ہے۔ یہ عمل سخت ممنوع ہے، ایسی نیت و اعتقاد باطل و مردود ہے۔ اس جہالت قبیحہ اور واضح گمراہی کے بطلان پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔" (1)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ طریقے سے نمازیں ادا کرنا اگرچہ کثرت ثواب کی نیت سے پڑھیں سوائے گناہ کے اور کچھ نہیں، لہذا اس طرح کثرت ثواب کی امید رکھنا جہالت ہے، علماء کو چاہئے کہ عوام اور کم علم لوگوں کو اس جہالت سے باز رکھنے کی پوری کوشش کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم! (2)

سفر اور میکے میں خاتون نماز مکمل پڑھے گی؟

سوال: سفر میں میکے میں خاتون نماز مکمل پڑھے گی یا قصر کرے گی؟

جواب: (1) خاتون نے اپنے گھر سے 92 کلومیٹر یا اس سے زیادہ سفر کیا تو راستے میں چار فرض کو دو کر کے سفر والی نماز کی نیت سے ادا کرے گی۔

(2) جہاں اتنا سفر کر کے گئی ہے وہاں پھر وہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہے تو بھی قصر کرے گی یعنی مکمل نماز نہیں پڑھے گی۔ اور اگر پھر وہ دن سے زیادہ رہائش کا

1۔ فتاویٰ رضویہ، 8/155، برضا کا ذکر مکتبہ لاہور

2۔ یہ مکمل فتویٰ دسم السنہ کی نقل کیا گیا۔

ارادہ ہے تو پوری پڑھے گی۔

(3) خاتون کی شادی ہوئی اور اس کے میکے کا گھر 92 کلومیٹر یا اس سے زیادہ دور ہے تو سفر میں نماز قصر کرے گی اور وہاں اگر پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہے تو بھی قصر کرے گی۔ اور اگر پندرہ دن سے زیادہ رہائش کا ارادہ ہے تو پوری پڑھے گی۔ یعنی رخصتی کے بعد میکے آتے ہیں اس کا وطن اصلی نہ رہا۔

(4) سنت اور نفل پڑھنے کا وقت ہے تو وہ مکمل پڑھے ورنہ چھوڑ دے۔  
تفصیل: امام محمد بن حسن شیبانی لکھتے ہیں:

قلت أرايت المسافر هل يقصر الصلاة في أقل من ثلاثة أيام؟ قال لا  
قلت فإن سافر مسبوفا ثلاثة أيام فصاعدا؟ قال يقصر الصلاة حين  
يبدأ من مصره۔ (1)

(ترجمہ:) "میں (محمد بن حسن) نے کہا: آپ (امام اعظم ابو حنیفہ) کیا فرماتے ہیں اس مسئلے میں کہ کیا تین دن سے کم مدت مسافت میں نماز قصر کی جائے؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: اگر تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت ہو؟ فرمایا: جس وقت اپنے شہر سے نکلے گا تو نماز قصر کرے گا۔"  
کنز الدقائق میں ہے:

وتعتبر جهة الإقامة والسفر من الأصل دون التيمم كالبراءة والعبد  
والجندى۔ (2)

(ترجمہ:) "اقامت اور سفر میں اصل کی نیت کا اعتبار ہوگا نہ کہ تابع کا، جیسے بیوی، غلام اور لشکر کی تابع ہوتے ہیں۔"

1۔ الاصل، کتاب الصلاة، باب صلاة السفر، 1/231، مدار السنن حرم لہجہ

2۔ کنز الدقائق، کتاب الصلاة، باب صلاة السفر، 188، دار البیضاء الاسلامیہ

### دلہن اور نماز میں نماز قضاء کرنے کی سزا

ہمارے ہاں اکثر شادی بیلہ کے موقع پر نماز کو ترک کر دیا جاتا ہے خواتین ایک اپ کرنے کو ملنے کی وجہ سے یا میک اپ خراب ہونے کی وجہ سے نمازوں کو ترک کر دیتی ہیں۔ یہی حال دلہن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ وضو کے بیان میں ہم نے لکھا کہ دلہن میک اپ کرتے سے پہلے اچھی طرح وضو کرنے اور وقت پر نماز ادا کرے، یوں اس کا میک اپ بھی خراب نہیں ہوگا اور نماز بھی ادا ہوتی رہے گی۔

### نماز چھوڑنے کی سزا:

قرآن:

(1) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ يَخَافُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ غَافٍ عَنْهُمْ وَاقَدْ قَامُوا بِالْاَسْلاٰ

قَامُوا اَكْتَثَلِ يَوْمُكَ الْاَسْلاٰ وَلَا تَدْرِيْ اَللّٰهُ لَا يَلِيْلَا۔ (1)

(ترجمہ:) "بے شک متقی لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا جاتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے ہمارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہمارے ہی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا"۔

(2) مَا مَنَعَكُمْ اَنْ تَقْبَلُوْهُمْ وَتَقْلَبُوْهُمْ لَا اَلَيْسَ اَبَالَهُ وَاَبْرَئُوْهُ وَلَا

يَاۤاَيُّهَا الشَّلَاكُ لَا اَوْفَعُمْ كَسَالٌ وَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَا وُفَعُمْ كَاوُفَعُمْ۔ (2)

(ترجمہ:) "اور وہ جو خراج کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اس لئے کہ وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے اور خراج نہیں کرتے مگر ناگہانی سے"۔

(3) الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ (3)

1- النساء: آیت: 142

2- الخیر: آیت: 54

3- المائد: آیت: 5

(ترجمہ:) "جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔"

(5) اِلَّا اَصْحَابَ النِّسْيَانِ ۚ فِيْ جَنَاطٍ يَّسْتَأْذِنُوْنَ ۚ عَنِ الْمَغْرِبِ رِجَالٌ ۚ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرٍ ۚ قَالُوْا اَنْتُمْ كُنْتُمْ مِنَ الْمَغْلُوْبِيْنَ۔ (1)

(ترجمہ:) "مگر وہی طرف والے، باغوں میں پوچھتے ہیں، مجرموں سے، بھولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے۔"

احادیث و آثار:

(1) لَيْسَ صَلَاةُ الْفَقْرِ حَتَّى الْمَغْلُوْبِيْنَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْبِعْثَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا يَهْمُهُمْ لَا تَحْتَمِلُوْنَ وَلَا تَحْتَمِلُوْا، لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَمُرَ النَّبُوِيْنَ، فَيُجَبِّمَهُمْ، ثُمَّ اَمُرَ رَجُلًا يَّوَدُّ النَّاسَ، ثُمَّ اَعَدَّ شَعْلًا مِنْ قَابٍ، فَأَخَذْتُ حَتَّى شَمِنَ لَا يَخْطُرُ بِمِثْلِ الشَّلَاكِ يَتَقَدُّ۔ (2)

(ترجمہ:) "مناظروں پر فجر اور عشاء کی نمازوں سے ہماری اور کوئی نماز نہیں ہے۔ اور اگر وہ جاننے کہ ان میں کیا فضیلت ہے تو گھٹنوں کے بل گھسے ہوئے بھی حاضر ہوتے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں مؤذن کو حکم اذان دوں پھر وہ اقامت کہے پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرے۔ پھر آگ سے شیطے لے کر انہیں جلا دوں جو نماز کے لئے ابھی تک نہیں نکلے۔"

(2) يَكُوْنُ اَمْرًا وَتَشْفَلُهُمْ اَشْيَاءُ، يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ وُجُوْهِهَا۔ (3)

(ترجمہ:) "ایک زمانے میں میری امت کے حکمران ہوں گے جو دنیاوی امور کی وجہ سے نماز تاخیر سے پڑھا کریں گے۔"

1- الدرر، جمع: 39-43

2- صحیح البخاری، باب فضل العشاء، فی النہایہ، رقم (857)، 1/132، مدار طوق النجاة

3- سنن ابن ماجہ، کتاب القنۃ، باب فیما خرد الصلوة، رقم (1257)، 1/398، دار

(3) قال رسول الله ﷺ إِنَّ يَتَيْنِ الرَّجُلَ وَيَتَيْنِ الشَّيْءَ وَالْكَفْرَ تَرَكَ  
الطَّلَاةَ (1)

(ترجمہ): "انسان اور کفر و شرک کے درمیان نماز نہ پڑھنے کا فرق ہے۔"

(4) عن عبد الله بن مسعود قال: مَنْ لَيْسَ لَهُ صَلَاةٌ (2)

(ترجمہ): "اس شخص کا کوئی اسلام نہیں جو نماز ادا نہیں کرتا۔"

(5) قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً وَاحِدَةً مُتَعَبِّدًا لَقَدْ تَرَى  
وَنَ الْوَيْدَ وَتَرَى اللَّهَ وَتُفْ (3)

(ترجمہ): "جس شخص نے جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑی تو وہ اللہ تعالیٰ سے  
بری ہوا اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہوا۔"

(6) قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ كُلُّ شَيْءٍ يَذْهَبُ آخِرُهُ فَقَدْ ذَهَبَ جَمِيعُهُ، فَمَاذَا  
ذَهَبَ صَلَاةُ الْمَرْءِ ذَهَبَ دِينُهُ (4)

(ترجمہ): "ہر وہ چیز جس کا آخری حصہ چلا گیا تو وہ ساری چیز ضائع ہو گئی  
(ہر چیز کا عمار خاتمہ پر ہوتا ہے)۔ پس جب انسان کی نماز جاتی رہی تو اس  
کا دین جاتا رہا۔"

کیا شوہر مرحومہ بیوی کا چہرہ دیکھ سکتا ہے؟

اواب: کیا شوہر اپنی مرحومہ بیوی کا چہرہ دیکھ سکتا ہے؟

جواب: اگر کسی کی بیوی فوت ہو گئی تو اس کا شوہر اس کو غسل نہیں دے سکتا ہے اور نہ چھو  
سکتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب بیان اطلاق اسم الکفر، الرقم (134)، 1/85، دار احیاء

التراث العربی

الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مطبوعہ الکوفین، 201/8، دار الکتب العلمیہ بیروت

تفہیم تدرار الصلاة الکمرودی، باب اکھارتاک الصلاة، الرقم (934)، 2/898، مکتبۃ المدین

المدینۃ المنورة

4- الصلاة والحکام تارک الایمان، رقم، ص 34، مکتبۃ المدینۃ المنورة



سکتا ہے، البتہ چھرا دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔  
تفصیل: الدر المختار میں ہے:

(ویمتنع زوجہا من غسلها ومسها لا من النظر إليها عن الأضلاع)  
منہۃ۔ (1)

(ترجمہ:) "خاوند کا بھی غسل دینا اور چھنا منع ہے، دیکھنا منع نہیں ہے  
اصح قول کے مطابق"

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

"عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھادے سکتا ہے  
نذیر میں اتار سکتا ہے نہ مٹھو دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف پہلانے اور  
اسکے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔" (2)

مرحومہ خاتون کو کون کندھادے سکتا ہے اور قبر میں اتار سکتا ہے؟

سوال: مرحومہ خاتون کو کون کون کندھادے سکتا ہے اور قبر میں اتار سکتا ہے؟

جواب: خاتون کے جنازہ کی چار پائی کو تاخرم اور محرم دونوں کندھادے سکتے ہیں۔ مگر قبر  
میں محارم اتاریں، اگر وہ نہ ہوں تو دیگر رشتے دار و گرنہ یک پرنیز گارا تاریں۔  
تفصیل: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

"عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتے والے یہاں

بھی نہ ہوں تو پرنیز گارا بھئی کے اتارنے میں مضائقہ نہیں۔" (3)

میت کے زیور اتارنا اور سونے کی دانت اتارنا کیسا؟

سوال: میت کے زیور اتارنا اور اسی طرح سونے کے دانت اتارنا کیسا ہے؟

1- الدر المختار، باب ملاء الجنائز، 2/198، دار الفکر بیروت

2- بہار شریعت، حصہ 1، 4/813، مکتبۃ المدینہ کراچی

3- بہار شریعت، حصہ 1، 4/844، مکتبۃ المدینہ کراچی

- جواب: (1) کان، ناک، بازو، پٹلی وغیرہ کے زیورات کو اتارا جائے گا۔  
 (2) سونے یا چاندی کے دانت، تار اسی طرح اس کے اعضاء میں جو چیزیں فکس ہیں اور ان کا نکالنا مشکل ہے تو اسے نہیں نکالا جائے گا۔  
 تفصیل: علامہ حاکمی اور امین عابدین شاہی لکھتے ہیں:

«ولا یسحر شعرة» أى یکرہ «تحریماً» «ولا یقص ظفر» «إلا المکسور» «ولا شعرة» «ولا یختن» «قلبه» أى یکرہ «تحریماً» «لساقی القتیة» من أن التتویین بعد موتها والامتشاط وقطع الشعر لا یجوز نهر، فلو قطع ظفره أو شعرة أدر معہ فی الکفن قہستان عن العتابی۔ (1)

(ترجمہ:)" میت کے بالوں میں کنگھا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس کے ناخن کو نہ کاٹا جائے، مگر وہ جو ٹوٹا ہوا ہو۔ اور نہ ہی بال کاٹے جائیں۔ نہ ختنہ کیا جائے۔ مکروہ تحریمی کی وجہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کی تزئین و آرائش اور بال کاٹنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس کے بال یا ناخن کاٹے تو اسے کفن میں ہی رکھ دے۔ جہانی نے عتابی سے نقل کیا۔"



## چھٹا باب: روزہ و زکوٰۃ اور حج و عمرہ کے متعلق اہم و جدید مسائل

نوٹ: روزہ اور زکوٰۃ کے احکام بالتفصیل ہم نے اپنی دوسری کتاب "ماورضان" میں درپیش جدید مسائل کا حل "میں ذکر کر دیے ہیں۔ اسی لئے اختصار کے پیش نظر یہاں صرف زکوٰۃ کے متعلق اہم سوال درج کیے جا رہے ہیں۔

اور روزہ توڑنے والی چیزوں، نہ توڑنے والی چیزوں اور روزے کی مکروہات کی فہرست درج کی جا رہی ہے۔

اسی طرح حج کے بالتفصیل مسائل سے بھی صرف نظر کیا جا رہا ہے اور خواتین کے جوابات سے پیش آمدہ مسائل اور عمرہ و حج کے مختصر طریقے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

کس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ جاننے کا آسان فارمولہ

سوال: کس پر زکوٰۃ واجب ہے اور کس پر واجب نہیں؟

جواب: ایک مسلمان عاقل اور بالغ پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کی ۶ شرائط ہیں۔ ان شرائط کو اپنے اوپر لاگو کرتے جائیں نتیجہ نکل آئے گا کہ آپ پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

وہ ۶ شرائط یہ ہیں:

- (۱) مال نصاب کی مقدار کو پہنچتا ہو۔ (نصاب کی تفصیل اگلے سوال میں دیکھئے)۔
- (۲) مکمل طور پر اس مال کا مالک ہو۔
- (۳) جو قرض دیتا ہے اس کو نکال کر نصاب کی مقدار تک جائے۔
- (۴) ضروریات زندگی کو نصاب میں شامل نہیں کریں گے۔ (ضروریات زندگی میں جو

چیزیں شامل ہیں ان کی فہرست آگے آرہی ہے۔

(5) مال بڑھنے والا ہو جیسے سونا، چاندی، پیسہ روپیہ چاہے کسی شکل میں ہو جیسے بینک میں ہے یا بانڈز ہیں، یا کسی کو قرض دیا ہے۔ اسی طرح جس مال کی تجارت کرتے ہیں۔

(6) چاند کے لحاظ سے اس مال پر سال گزر چکا ہو۔

نصاب کی مقدار کیا ہے؟

سوال: نصاب سے کیا مراد ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟

جواب: نصاب شریعت کی مقرر کردہ ایک مخصوص مقدار کو کہتے ہیں۔ لہذا جس شخص کے پاس درج ذیل میں سے کوئی ایک مقدار پائی جائے وہ شخص صاحب نصاب ہوگا اور زکوٰۃ کی باقی شرائط کے ساتھ اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(1) ساڑھے سات تولے سونا (یعنی 87.48 گرام)۔

(2) ساڑھے باون تولے چاندی (یعنی 612.36 گرام)۔

(3) کم از کم ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت جتنا اس کے پاس مالی تجارت ہو۔

(4) اتنی ہی مالیت کے اس کے پاس ضروریات سے زائد بچے ہوں۔

(5) اتنی ہی مالیت کا اس کے پاس ضروریات زندگی سے زائد سامان ہو۔ (خاص اس

صورت میں وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا اگرچہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں)۔

نوٹ: ہاں اگر کسی کے پاس کچھ سونا اور کچھ چاندی، یا پھر تھوڑا سا سونا ہے اور کچھ

پیسے ہیں یا مالی تجارت ہے لہذا اب دونوں کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت

لوٹتی جاتی ہے تو ایسا شخص بھی صاحب نصاب ہوگا۔

کس مال پر زکوٰۃ ہے اور کس پر نہیں؟

سوال: کس مال پر زکوٰۃ ہے اور کس پر نہیں؟

جواب: زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے۔ (1) سونا، چاندی اور ضرورت سے زائد ہینڈ۔

(2) تجارت کا مال۔ (3) وہ جانور جس کا مقصد افزائش نسل ہو اور وہ سال کا اکثر

حصہ میدان وغیرہ کی مباح گھاس پھوس چرتے ہوں۔

تفصیل: زکوٰۃ صرف اور صرف تین قسم کی اشیاء پر ہے:

(1) سونا، چاندی چاہے کسی شکل میں ہوں۔ اور پیسہ، نقد رقم، بینک اکاؤنٹ،

ڈیپازٹس، بانڈز، امانت رکھوائی گئی رقم وغیرہ جبکہ حاجتِ اصلیہ سے زائد ہوں۔

(2) مالِ تجارت۔ یعنی وہ مال کہ جس کی تجارت کی جاتی ہو۔ وہ مال جس کی تجارت نہیں

کی جاتی بلکہ وہ کاروبار کیلئے استعمال ہو رہا ہو جیسے مشینری، ٹرانسپورٹ وغیرہ تو ان

پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ تجارت کی غرض سے خریدا گیا پلاٹ، قلیٹ، دکان، ہیرے

جواہرات، اسی طرح حصص و شیئرز وغیرہ پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

(3) چرائی پر چھوٹے جانور۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"زکوٰۃ صرف تین چیزوں پر ہے: سونا، چاندی کیسے ہی ہوں، پہننے کے

ہوں یا برتنے کے، سکہ ہو یا ورق۔ دوسرے چرائی پر چھوٹے جانور۔

تیسرے تجارت کا مال۔ باقی کسی چیز پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم"۔ (1)

حاجتِ اصلیہ میں کون سی اشیاء داخل ہیں؟

سوال: حاجتِ اصلیہ سے کون سی اشیاء مراد ہیں اور کون سی اشیاء اس میں داخل ہیں؟

جواب: مفتی محمد رفیع الحسنی زید مجدہ لکھتے ہیں:

"موجودہ دور میں صوف، فرنیچر، اے سی، الیکٹرانک دیکھے، جزیئر، واشنگ

مشین، ادون، جوسر، بانڈز، فرج، ڈیپ فریزر، استری وغیرہ یا یہ سب اثاث

منزل میں داخل ہیں۔ اور تعلیم و تعلم کیلئے آلات قلم، کیلکولیٹر، کمپیوٹر، لیپ

ٹاپ، آئی بیڈ، وغیرہ سب آلاتِ حرفت میں داخل ہیں۔ آئی فون،

موبائل، ٹی وی وغیرہا حاجتِ اصلیہ میں داخل ہیں۔۔۔۔۔ سواری کیلئے حسب ضرورت اسکوٹر سے لیکر ہلٹ پروف گاڑیوں تک حتیٰ کہ سرمایہ دار کے ذاتی استعمال کے ہوائی جہاز وغیرہا حاجتِ اصلیہ میں داخل ہیں۔۔۔۔۔ اوقات کے جانے کیلئے گھڑی، بلڈ پریشر اور شوگر اور دیگر امراض کے ٹیسٹوں کیلئے مشینیں حُرمت میں داخل ہیں۔" (1)

مگر ان اشیاء میں سے اگر کوئی چیز اضافی ہے یا داخل ہے اور استعمال نہیں ہوتی تو وہ حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں۔ حاجتِ اصلیہ میں سے کسی بھی چیز پر ذکوۃ نہیں۔

### ذکوۃ ادا کرنے کا آسان طریقہ

سوال: ذکوۃ ادا کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

جواب: جو کوئی شخص ذکوۃ ادا کرنا چاہتا ہے سب سے پہلے وہ درج ذیل 4 چیزوں کو دیکھے کہ وہ ان پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟ اگر اترتا ہے تو ذکوۃ ہوگی وگرنہ نہیں۔

(1) اگر اس کا کاروبار ہے تو کاروبار کی مالیت ساڑھے ہاون تو کہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتی ہے۔ اور اس میں کاروبار کی صرف ان چیزوں کو دیکھا جائے کہ جن کو خریدا اور بیچا جاتا ہے۔ مثلاً پرچون کی دکان یا آگل کی دکان میں اتنا مال ہے کہ وہ چاندی کے نصاب کی مالیت کو پہنچ جاتا ہے تو ایسا شخص صاحبِ نصاب ہوا۔ مثلاً فرض کریں چاندی کے نصاب کی مالیت 36 ہزار روپے ہے تو مالی تجارت کا کم سے کم اتنی مالیت کو پہنچنا ضروری ہے۔

(2) دافر مقداد میں ہے۔ ہے جو چاندی کے نصاب کو پہنچ جاتا ہے یا صرف سونا ساڑھے سات تو کہ ہے یا چاندی ساڑھے ہاون تو لے ہے۔ تو بھی وہ صاحبِ نصاب ہے۔ اب اگلی شرائط دیکھیں۔

(3) سال گزر چکا ہے۔

(4) اگر قرض دینا ہے تو قرض کو نصاب سے الگ (بمبہا) کر لیں گے پھر وہ مال نصاب کو پہنچ جاتا ہے۔

(5) اگر قرض لینا ہے تو اسے نصاب میں شامل کر لے۔

اگر یہ تمام شرائط پائی جائیں تو وہ شخص اپنے مال کی یا اپنے کاروباری مال کی مالیت کا اڑھائی فیصد زکوٰۃ کی مدت میں مستحق کو ادا کرے گا۔

عورت کے مال کی زکوٰۃ کس پر لازم ہے؟

سوال: عورت کے مال کی زکوٰۃ کس پر لازم ہے؟

جواب: جس خاتون کے پاس مال بقدر نصاب اور زکوٰۃ واجب ہو چکی ہے تو اس کی زکوٰۃ اسی پر واجب ہے نہ کہ اس کے شوہر یا اس کے بیٹوں پر۔

اسی طرح یہ طرز بھی درست نہیں ہے کہ اگر شوہر کی آمدنی کم ہے تو زکوٰۃ نہ دے۔ بلکہ خاتون پر لازم ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرے۔

تفصیل: فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"زبور کہ ملک زن ہے اس کی زکوٰۃ ذمہ شوہر ہرگز نہیں اگرچہ اسواں کثیرہ رکھتا ہو۔۔۔ اگر زبور عورت کی ملک ہے تو اس کی زکوٰۃ اس پر واجب ہوگی۔" (1)

کوئی صورتوں میں روزہ توڑنا جائز ہے؟

سوال: کوئی صورتوں میں روزہ توڑنا جائز ہے؟

جواب: (1): اچانک ایسی بیماری یا حادثہ لاحق ہوا کہ برداشت سے باہر ہے مثلاً اچانک پیٹ میں درد شروع ہو گیا، یا موت کا خطرہ ہے، یا مرض بڑھ جانے کا خطرہ ہے تو روئی پینا یا پانی پینا اور روزہ توڑنا جائز ہے۔

(2): روزے کی حالت میں اگر روزہ نہیں توڑے گا تو مرض دیر سے ٹھیک ہوگا یا مضمو

کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو روزہ توڑنا جائز ہے۔

(3): اگر سخت پیاس لگی ہے کہ نہانے سے یا ٹھنڈی جگہ پر بیٹھنے سے کم نہیں ہو رہی اور برداشت سے باہر ہے مثلاً مریض کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا یا کام کی شدت کی وجہ سے مزدور کے ساتھ ایسا ہوا تو پانی پینا اور روزہ توڑنا جائز ہے۔

(4): حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنی یا بچے کی جان کو خطرہ ہے یا مرض بڑھنے کا خوف ہے یا برداشت سے باہر ہے تو ایسی عورت روزہ توڑ سکتی ہے۔  
تفصیل: علامہ زین الدین ابن نجیم المصری لکھتے ہیں:

هنا ثمانية المرض والسفر - (1) والإكراه والحمل والوضام والجوع والعطش وكبر السن كذا في البدائع (قوله لمن غاف زيادة المرض القطر) لقوله تعالى (لكنن كان وشككم مريضا أو على سفر فعدن من أياهم أخر) (البقرة: 184) [قوله أياهم القطر لكل مريض لكن القطر بأن شربة القطر فيه إنباء هو لعدم الحرمة وتحقق الحرمة منوط بزيادة المرض أو إبطاء البرء أو إفساد عضو - (2)]

(ترجمہ:) "روزہ توڑنے کی آٹھ وجوہات ہیں۔ مرض، سفر، اکراہ، حمل، دودھ پلانا، بھوک، پیاس، بوڑھا ہو جانا۔ اسی طرح بدائع میں ہے۔ معصوف کا قول: جس کو مرض بڑھنے کا خوف ہو اس کیلئے روزہ افطار کرنا جائز ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے جو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں، ہر مریض کو روزہ توڑنے کی اجازت ہے لیکن یہ بات قطعی ہے کہ روزہ توڑنا صرف اور صرف حرج کو دفع کرنے کیلئے

1- مفتی قول کے مطابق سفر روزہ چھوڑنے کیلئے عذر ہے لیکن سفر کی وجہ سے روزہ توڑنا جائز نہیں

ہے۔ [رد المحتار، کتاب الصوم، فصل فی الصوماء، ج 2، ص 431، مدار الفکر بیروت]

2- البحر الرائق، فصل فی عوارض الفطر فی رمضان، ج 2، ص 302، مدار الکتاب الاسلامی بیروت



ہے۔ اور حرج مرض کے بڑھنے یا دیر سے صحیح ہونے یا عضو کے ضائع ہونے کے ساتھ متحقق ہو جاتا ہے۔

مرثی کب روزہ چھوڑ سکتا ہے؟

سہلانہ مریض کب روزہ چھوڑ سکتا ہے؟

جواب: اگر کوئی ایسا مریض جو روزہ نہیں رکھ سکتا یا روزے سے اسے نقصان ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں درست ہوگا یا عضو کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، اور یہ سب تجربہ سے ثابت ہو یا کوئی علامت ظاہر ہو یا مسلمان ڈاکٹر فیر قاسمی (یعنی بظاہر دین دار ہو) روزہ رکھنے سے منع کرے تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور بعد میں چھوڑے ہوئے روزوں کی صرف قضاء کرے گا۔

حلالہ اور دودھ پلانے والی کیلئے روزے کا حکم

سہلانہ حمل والی اور دودھ پلانے والی کے لیے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: (1) روزہ رکھنے کی وجہ سے حمل والی عورت کی صحت کو یا بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے اور بعد میں اس کی قضاء کرنا ضروری ہے۔

(2) دودھ پلانے والی عورت اگر روزہ رکھے تو دودھ میں کمی آسکتی ہے، نقصان کا اندیشہ ہے تو ایسی عورت کو بھی روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔

(3) اگر دودھ پلانے والی عورت نے روزہ رکھ لیا تو روزے کی حالت میں اپنے بچے کو دودھ پلا سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل: شمس الاممہ سرخسی لکھتے ہیں:

وإذا حافت الحامل، أو المرضع على نفسها أو ولدها أفطرت لقوله صلى الله عليه وسلم إن الله تعالى وضع عن المسافر شطر الصلاة والصوم وعن الحامل والمؤنم الصوم ولأنه يلحقها الحرمان في نفسها أو

ولیدھا، والنعیم، حق ربی الفطر۔ (1)

(ترجمہ:) "جب حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنا یا بچے کا خوف ہو تو روزہ چھوڑ دے؛ کیونکہ نبی کریم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدمی نماز اور روزے (کی فوری ادائیگی) کو معاف فرما دیا ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی پر بھی روزے کو واجب نہیں کیا۔ اور کیونکہ روزہ رکھنے سے ان عورتوں کو اپنی ذات یا بچے پر حرج لاحق ہوگا اور حرج روزہ چھوڑنے کے اسباب میں سے ہے۔"

روزہ توڑنے والی چیزوں کا اجمالی خاکہ

- (1) اُہلر استعمال کرتا۔
- (2) ناک میں وکس/ہام لگاتا۔
- (3) آئسکین ماسک لگاتا۔
- (4) مہاپ لہتا۔
- (5) جان بوجھ کر منہ بھر اٹھاتا۔
- (6، 7، 8) سگریٹ، کھٹہ، شیشہ پیتا۔
- (9) جان بوجھ کر گیس حلق سے نیچے اتارتا۔
- (10) بیری ٹونیل ڈائلیسیس کراتا۔
- (11) دل کے مریض کا زبان کے نیچے دوائی رکھتا۔
- (12) محل روکنے کیلئے شرمگاہ میں لوپ، چملا رکھتا۔
- (13) جان بوجھ کر جلتی اگر بتی سوگھتا۔
- (14، 15) پاخانے کے مقام میں کھٹہ کراتا۔ یا تر آلات داخل کرتا۔
- (16) کھاتا۔

(17) بیٹا۔

(18) بھڑی کرتا۔

(19) منکھ دلی کرنا جبکہ اس سے انزال ہو جائے۔

(20) بیوی سے بوس و کنار کرتے ہوئے انزال (منی نکلتا، قارغ) ہو جاتا۔

(21) گرد و غبار جان بوجھ کر کھینچنا۔

(22) لسوار لگانا۔

(23) لوتھ پیسٹ یا مخن استعمال کرنا جبکہ اس کے اجزاء مطلق سے نیچے اتر جائیں۔

(24) سالن نکسنے کے بعد نکل جانا۔

روزہ نہ توڑنے والی چیزوں کا اجمالی خاکہ

(1) انگلیشن لگاؤ۔

(2) گلوکوز چڑھانا۔

(3) کھوڑا پلیس کرنا۔

(4، 5) آنکھ میں سرمہ لگانا یا دوائی ڈالنا۔

(6) کان میں دوائی ڈالنا۔

(7) دانت نکلوانا بشرطیکہ خون وغیرہ مطلق سے نیچے نہ اترے۔

(8) بغیر قصد کے اگر بنی اور عود کا دھواں مطلق سے نیچے اترتا۔

(9) سنوآک استعمال کرنا بشرطیکہ مطلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(10) دیماسا استعمال کرنا بشرطیکہ مطلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(11) سالن پکھ کر تھوک دینا۔

(12) سرخی، کریم لگانا اور نفل کرنا۔

(13) خون چڑھانا۔

(14) خون نکلوانا۔

- (15) بیہوش ہوتا۔
  - (16) پر قیوم اور خوشبو لگاتا۔
  - (17) صریا جسم کے کسی بھی حصے سے بال کاٹنا۔
  - (18) محض غلط خیالات کی وجہ سے انزال (منی نکلتا، قارغ) ہوتا۔
  - (19) پلا قصد گردوغبار یا گیس کا حلق سے نیچے اتر جانا۔
  - (20) آپریشن کرانا بشرطیکہ دماغ، پیٹ اور نالیہ اسلیو میں کوئی چیز نہ پھنسنے۔
  - (21, 22, 23) بھول کر کھانا، پینا اور بھرتی کرنا۔
  - (24) خجماہ کرنا۔
  - (25) پلا قصد کسی کا حلق سے نیچے اتر جانا۔
  - (26) احکام ہوتا۔
  - (27) منہ بھر سے کم اپنی آتا۔
  - (28) بلا اختیار منہ بھرائی آنا بشرطیکہ ان سے بچنے کے برابر کوئی چیز واپس نہ لوٹائی ہو  
(منہ بھرائی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو روک نہ سکے)۔
  - (29) غریبا بدن کے کسی حصے پر حمل لگاتا۔
  - (30) غسل فرض ہونے کے بعد بغیر غسل کیے روزہ شروع کرنا۔
  - (31) نزل کی روانی نہ ٹھہرنا۔
- روزے کے مکروحات کا اجمالی خاکہ
- (1) جھوٹ، کجخلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات کرنا، کسی کو تکلیف دینا، دھوکہ دینا، لڑائی جھگڑا کرنا، دشمنی کرنا، بلا ضرورت، اجنبی عورتوں سے بے تکلف ہونا، لہو و لعل میں مشغول ہونا، فحش حرکات کرنا، فحش گوئی کرنا، ظلم کرنا، فحش چیزیں دیکھنا بلکہ ہر قسم کا گناہ روزے کی روحانیت کو ختم کر دیتا ہے اور روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔
  - (2) بلا ضرورت کسی چیز کا چمکھنا یا چبانا۔

(3) عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا بھارج میں جلا ہوگا۔ ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے، یہی حکم منہا شربتِ فاحشہ کا ہے۔

(5، 4) پچھنے لگوانا جب کہ کمزوری کا اندیشہ ہو۔ اسی طرح بلڈ ٹیسٹ کروانا یا بخون دینا۔ (7، 6) ٹکلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا۔

(8) پانی کے اندر ہوا خارج کرنا۔

(9) ٹوچہ پیسٹ یا سٹین استعمال کرنا بشرطیکہ حلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(10) دندا سا استعمال کرنا بشرطیکہ حلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(11) ایسا کام کرنا جس کی وجہ سے کمزوری ہو جائے۔

(12) ٹھری کھانے میں اتنی تاخیر کرنا کہ صبح صادق ہو جانے کا شک ہو جائے۔

(13) بٹو بچہ میں لپٹی ہوئی نسوار منہ میں رکھنا۔

### حج و عمرہ کا طریقہ

عمرہ کا طریقہ:

عمرہ میں درج ذیل چار چیزیں ہوتی ہیں:

(1) عمرے کا احرام۔ یہ شرط ہے۔

(2) خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔ یہ رکن ہے۔

(3) صفا اور مردہ کے درمیان سعی کرنا۔ یہ واجب ہے۔

(4) سر منڈانا یا بال کھروانا۔ خاتونِ اہل کے ایک پودے کے برابر بال کٹوائے۔ یہ

واجب ہے۔

حج کا طریقہ:

نوٹ: پاک و ہند سے جانے والے اکثر حج تہج کرتے ہیں تو اس کا طریقہ درج

- (1) گھر سے روانگی۔
  - (2) میقات سے پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھنا۔
  - (3) کعبہ شریف کا طواف کرنا، مقام ابراہیم پر دو گول پڑھنا۔
  - (4) سعی کرنا اور اس کے بعد بال کاٹ کر احرام کھول دینا۔
  - (5) دوبارہ احرام باندھ کر 9 ذی الحجہ کو منیٰ جانا اور وہاں جا کر پانچ نمازیں (ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر) ادا کرنا۔
  - (6) 9 ذی الحجہ کو مقام عرفات میں جا کر ظہر تا غروب آفتاب تک قیام کرنا۔ رات کا کچھ حصہ گزارنا بھی ضروری ہے۔
  - (7) 9 ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب و عشاء ملا کر پڑھنا، رات مزدلفہ میں گزرا نا اور طلوع آفتاب سے کچھ دیر پہلے تک مزدلفہ میں ٹھہرنا۔
  - (8) 10 ذی الحجہ کو مزدلفہ سے منیٰ میں آنا اور حمرۃ العقیٰ پر کنگریاں مارنا، قربانی کرنا اور بال کٹوانا۔
  - (9) 10 ذی الحجہ کو بال کٹوانے کے بعد مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرنا اور پھر واپس منیٰ آنا۔
  - (10) 11، 12 اور 13 ذی الحجہ کو منیٰ میں ہی ٹھہرنا اور ان تینوں دنوں میں تینیں عمرات کو کنگریاں مارنا۔
  - (11) 14 ذی الحجہ کو یا جب رخصت ہونے کا ارادہ ہو تو طواف وداع کرنا۔
  - (12) روضہ رسول کی زیارت کی نیت سے مدینہ شریف جانا۔
- محرم کے بغیر حج و عمرہ کرنا کیسا؟**
- سوال: محرم کے بغیر حج و عمرہ کرنا کیسا ہے؟
- جواب: محرم کے بغیر حج و عمرہ کے لئے عورت سفر گز نہیں کر سکتی۔ اگر محرم نہ ہو تو اس

پر حج کی ادائیگی بھی فرض نہیں۔

تفصیل: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحُجُّنَّ امْرَأَةً إِلَّا وَمَعَهَا مَخْرُجٌ۔ (1)

(ترجمہ:) "خاتونِ محرم کے سوا حج نہ کرے"

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحُجُّنَّ امْرَأَةً، تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، تُسَلِّمُ مَسِيْرَتَا شَكَاتِ الْكِبَالِ، إِلَّا

وَمَعَهَا ذُو مَخْرُجٍ۔ (2)

(ترجمہ:) "جو خاتون اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کے تین راتوں کا سفر بغیر محرم کے کرے۔"

دوسرے مقام پر فرمایا:

لَا تَحُجُّنَّ رَجُلًا بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَخْرُجٍ، وَلَا تُسَلِّمُ امْرَأَةً إِلَّا مَعَ ذِي

مَخْرُجٍ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ خَالِفَةً، وَإِنِّي

أَكْتَبْتُ بِسَبِيلِ خَدْوَةٍ كَذَبًا وَكَذَبًا، قَالَ الْكَلْبِيُّ فَمَعَهُ مَعَ امْرَأَتِكَ۔ (3)

(ترجمہ:) "کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ ہرگز تھانہ ہو مگر یہ کہ اس کے

ساتھ کوئی محرم ہو۔ اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ محرم کے ساتھ ہو۔ ایک

آدی اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لیے نکلی ہے

اور میرا نام فلاں فلاں غزوے میں لکھا جا چکا ہے آپ نے فرمایا: جاؤ اور

اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔"

1- بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل شرائط فرضیہ الحج، 2/123، دار الکتب المطبعیہ بیروت

2- صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة، المرقم (1338)، 2/975، دار احیاء التراث العربی

3- صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم، المرقم (1341)، 2/978، دار احیاء التراث العربی

بہنوئی یا صرف خواتین کے ساتھ حج و عمرہ کرنا کیسا؟

سوال: بہنوئی یا صرف خواتین کے ساتھ حج و عمرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: بہنوئی غیر محرم ہے اس کے ساتھ حج و عمرہ پر نہیں جاسکتی۔ اسی طرح خواتین اگرچہ کئی اہل ایمان دار اور سمجھ دار ہوں اور ان کے اگرچہ محرم ہوں مگر اس صورت کا محرم نہیں ہے تو یہ محدث نہیں جاسکتی۔  
تفصیل: البحر الرائق میں ہے:

لَا تَحُجُّ امْرَأًا إِلَّا مَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ زَيْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُتُ بِلِي عَمْرُو  
وَأَمْرَأَتٍ حَاجَتُهُ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ حُجَّ مَعَهَا فَقَالَ قَدْ كَلَّمْتُ أُمَّ الْيَسْمُوعَةَ الْيَهُودِيَّةَ  
لَا تَكُنِّي يَتِيمًا سَاعَلَى إِلَيْهَا جَدًّا وَالنَّاسُ زَوْجًا۔ (1)

(ترجمہ: "اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ محرم کے ساتھ ہو۔ ایک آدمی انھار اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لیے نکل رہی ہے اور میرا نام ملاں فلاں غزوہ نے میں لکھا جا چکا ہے آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ یہ حدیث اس بات کا قاعدہ دیتی ہے کہ باہر خواتین بھی محرم کی جگہ کافی نہیں ہیں مہاجرہ اور غامغان والی پر قیاس کرتے ہوئے۔"

کن کن مردوں کے ساتھ حج و عمرہ پر جاسکتی ہے؟

سوال: کن مردوں کے ساتھ حج و عمرہ پر جاسکتی ہے؟

جواب: محرم کی تفصیل ہم نے باب نمبر سمن کے شروع میں بیان کر دی ہے تو جو محرم مرد ہیں ان کے ساتھ حج و عمرہ پر جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ جو قرعی محرم رشتہ دار ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے:

1 شوہر 2 سر 3 دادا سر



4	داماد	5	پوتا داماد (پوتی کا شوہر)
■	نواسہ داماد (نواسی کا شوہر)	7	بھانجا
8	پوتا	9	بیٹا
10	نواسہ	11	تاتا
12	بھائی	13	بھتیجا
14	دادا	15	بھتیجا
16	بھتیجا		

ارشاد الہامی میں ہے:

من شہائط الأقدامی خصوص حق النساء المحرمات المؤمن وھو کل رجل  
مؤمن عاقل بالغ مناکحتھا حرما علیہ بالتأیید سواء کان بالقرابة  
أو الرضاة والبصيرة۔ (1)

(ترجمہ:) "حج کی شرائط اور اس میں عورتوں کے حق میں پنجھی شرط یہ ہے کہ  
اس کے ساتھ محرم رشتہ دار اور امین ہو۔ محرم ہر وہ عاقل بالغ اور امین ہے کہ  
جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو، یہ حرمت قرابت یا رضاعت یا  
سرمای رشتہ سے ہو۔"

سفر حج و عمرہ میں اگر محرم یا شوہر فوت ہو جائے؟

سوال: سفر حج اور عمرہ میں اگر محرم یا شوہر فوت ہو جائے تو کیا حکم ہے؟  
جواب: (1) اگر سفر شرعی مقدار کی مسافت میں ہے تو واپس لوٹ آئے اور حج و عمرہ پر نہ  
جائے۔

(2) اگر احرام باندھ چکی ہے تو حج و عمرہ کر لے، ورنہ واپس لوٹ آئے۔

ہدایہ میں ہے:

«وإذا خرجت المرأة مع زوجها إلى مكة فطلقها ثلاثاً أو ماتت منتهى الحيض  
مضراً، فإن كان بينهما وبين مضرتها أقل من ثلاثة أيام رجعت إلى

1- ارشد الہامی، فی شرائط الحج، ص 60، دار الکتب العلمیہ بیروت

معصومان کانت، منبوتہ ثلاثۃ لیا من شاعت رجست وان شاعت مفت  
سواء کان معھا ولی اولہ یکن۔ (1)

(ترجمہ:) "جب عورت اپنے خاوند کے ساتھ مکہ کی طرف نکلی، پس شوہر  
نے عین طلاق دے دی یا شوہر شہر سے باہر مر گیا، تو اگر عورت کے اور اس  
کے شہر کے درمیان سفر شرعی سے کم فاصلہ ہے تو اپنے شہر واپس لوٹ آئے۔  
اور اگر سفر شرعی سے زیادہ سفر ہے تو چاہے تو لوٹ آئے اور اگر چاہے تو سفر  
جاری رکھے، اس کے ساتھ ولی ہو یا نہ ہو۔"

شوہر کی اجازت کے بغیر حج و عمرہ کرنا کیسا؟

سوال: شوہر کی اجازت کے بغیر حج و عمرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: (1) اگر خاتون کے ساتھ کوئی محرم جا رہا ہے، اس کے باوجود شوہر حج کی اجازت  
نہیں دے رہا تو اس کی اجازت کے بغیر فرض حج پر جا سکتی ہے۔

(2) اگر خاتون کے ساتھ محرم نہیں ہے تو اس پر حج ادا کرنا فرض ہی نہیں ہے لہذا شوہر  
منع کرے یا نہ کرے وہ حج پر جانی نہیں سکتی۔

(3) عمرے کے لئے بہر صورت عیس شوہر کی اجازت ضروری ہے۔

تفصیل: فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"جبکہ عورت پر حج فرض ہے اجازت شوہر کی ہرگز حاجت نہیں، فلازمہ ان  
افتقاض الحج فوزی وقال لا طاعة لأحدی معصية الله، یہی درست کہ  
فرض حج فوراً ادا کیا جائے، اور حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کی نافرمانی میں  
کسی کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔

عورت کے لئے ایک بڑی شرط شوہر یا محرم کا ساتھ رہنا ہے، اس وقت تو اس  
کا بھائی جا رہا ہے کیا مطہم کر آگے کوئی محرم ساتھ کو نہ ملے تو حج سے محروم رہے،

نہایت جلدی کرے اور فوراً بھائی کے ساتھ چلی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔" (1)

### مرد اور عورت کے احرام میں فرق؟

سوال: مرد اور عورت کے احرام میں کیا فرق ہے؟

جواب: مرد اور عورت کے احرام میں فرق: احرام کے اکثر مسائل میں مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ ہاں کچھ مسائل میں دونوں کے درمیان فرق ہے وہ یہ ہیں۔

(1) سر چھپانا۔

(2) دستانے، سوزے، سٹے ہوئے کپڑے پہننا۔

(3) بلند آواز سے تلخیص نہ کہنا، یعنی طواف کرتے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا منع ہے۔

(4) ریل نہ کرے، یعنی طواف میں مردوں کی یا پہلو انوں کی طرح اکڑ کر چلنا منع ہے۔

(5) صفا اور مردہ کے درمیان نہ دوڑے۔

(6) عورت قصر کرے گی طاق نہیں۔ یعنی انگلی کے ایک پودے کے برابر بال کاٹے

گی۔" (2)

1- لادوی رحمہ اللہ، 10/315، رضاء و تہذیب و سن 1409

2- الہدایہ میں ہے: تکالیف الرجال فی حیم فذلک کل رجل نکحھا معاطبہ کل رجل غیر انھا لا

تکشف رأسھا لأنھ حورۃ وتکشف وجھھا لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام إحداء الرجال

وجھھا ولو سدت شیئا علی وجھھا وجاللتہ جتہ جلا عکنا روی عن عائشۃ رضی اللہ

عنھا ولأنھ بمنزلة الاستقلال بالتحمل ولا تزعم صوتھا بالتلیف لئلا یفہ من الفتنة ولا

ترمل ولا تسہی بین البنین لأنھ مثل بستر العورۃ ولا تحلق ولكن تکسر لیس روی أن

النبی علیہ الصلاۃ والسلام نہی النساء من الحلق وأمرهن بالتقصیر ولأن حلق الشعر

حقھا مشلہ کحلق الذبیحۃ فی حق الرجل وتکسر من البیض ما یدلھا لأن فی لیس غیر

المنیط کشف العورۃ قالوا ولا تستلم الحجر إذا کان عناک جب وأنھا مینوعۃ من مباسۃ

الرجال إلا أن تجد الموضع خالیاً۔

(الہدایہ کتاب الحج، باب الاحرام، 1/149، دار احیاء التراث العربی)

### بغیر احرام کے میقات سے گزر گئی؟

سوال: بغیر احرام کے میقات سے گزر گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اُس پر لازم ہے کہ وہ میقات سے جا کر احرام باندھے اور توبہ کرے۔ اور اگر وہیں سے احرام باندھا تو ایک دم دے اور توبہ بھی کرے۔ (1)

### حیض والی خاتون کے لیے عمرہ کے احکام

ذیل میں ممکنہ صورتیں اور ان کے احکام ذکر کیے جا رہے ہیں۔

حائضہ بغیر احرام کے میقات سے گزر گئی:

اُنسی خاتون پر توبہ اور دوبارہ کسی میقات سے احرام باندھنا لازم ہے۔ اگر میقات پر نہ گئی اور وہیں سے احرام باندھا تو ایک دم دینا لازم آئے گا۔ جیسا کہ ارشاد فی الساری کی عبارت حاشیہ میں مذکور ہوئی۔

احرام باندھنے سے پہلے حیض آگیا:

احرام باندھ لے گی مگر دو نفل قص پڑھے گی اور حج و عمرہ کے لئے مکہ شریف چلی جائے۔ وہاں جا کر حیض سے پاک ہونے کا انتظار کرے گی۔ اور اچھے دن تک احرام کی پابندیوں میں رہے گی۔

طواف عمرہ سے پہلے حیض آگیا:

احرام باندھ لیا تھا مگر طواف عمرہ سے پہلے حیض آگیا تو حیض کے ختم ہونے کا انتظار کرے اور پھر طواف کرے گی۔ اور اچھے دن تک احرام کی پابندیوں میں رہے گی۔ (2)

1- ارشاد الساری میں ہے: من جاوز وقتہ فخور صحہ ثم أعمره أو لأفعلیه العود فی وقتہ وإن لم یعد لأفعلیه در فلین حاد قبل شہدہ فی طواف أو وقوف مطلقہ (ارشاد الساری، فصل فی طواف عمرہ، المیقات بغیر احرام، ص 84، دار الکتب العلمیہ بیروت)

2- (آؤی عالمگیری میں ہے: وکل عبادۃ فی المسجد فلتطہر من شرطہا، ولفطواف یؤدی فی المسجد کذا فی شرم الطحاوی، (آؤی عالمگیری، کتاب الحج، الباب الخامس، 1/227، دار الفکر بیروت)

طوافِ عمرہ کے بعد حیض آگیا:

طواف کے بعد حیض آگیا تو سعی کرے گی، اور اس کے بعد بال کٹوا کر احرام کھول دے گی، اس کا عمرہ مکمل ہو گیا۔ یعنی حیض کی حالت میں طواف کرنا منع ہے مگر سعی منع نہیں ہے۔ (1)

حیض کی حالت میں مدینہ شریف چلی گئی:

احرام باندھ لیا تھا اور حیض آگیا، اب اس خاتون نے سوچا کہ مدینہ شریف سے ہو کر آ جاؤں۔ تو ایسی خاتون اپنا احرام نہیں کھولے گی، اگر احرام کھول دیا تو توبہ اور دم دینا اور اس عمرے کی قضاء کرنا بھی لازم ہے۔ (2)

حیض آگیا اور واپسی ضروری ہے:

احرام باندھا ہوا ہے حیض آگیا، حیض کے ختم ہونے میں 10 دن گئے ہیں مگر 5 دن بعد واپسی ہے تو ایسی خاتون اسی احرام کے ساتھ مکمل عمرہ کر لے۔ بعد میں توبہ کرے اور ایک دم دے دے۔ (3)

بائع حیض ادویات استعمال کرنا کیسا؟

سوال: حیض روکنے والی ادویات استعمال کرنا کیسا؟

جواب: جب محبت نے خون روکنے کیلئے وہابی استعمال کی اور عادت کے دنوں میں خون بھی نہیں آیا تو وہ پاک ہے طواف اور مکمل عمرہ کر سکتی ہے جب تک خون جاری نہ ہو۔

1- فتاویٰ عالمگیری میں ہے: فاعطھارۃ نیست من شرطھا کالمصل والوقوف بعرفة والبرۃ لفة وروى النجاشی ودهودھا (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الحج، باب الخامس، 227/1، دار الفکر بیروت)

2- ارشاد الساری میں ہے: وكل من نومه ونفس العورة فعليه وعمره قضاء حرة. (ارشاد الساری، فصل فی منع احرام الحج والعمرة، ص 328، دار الکتب العلمیہ بیروت)

3- ارشاد الساری میں ہے: لو طاف للعمرة كله أو أكثره أو أقله ولو شرطاً جنباً أو حالفاً أو لففاً أو مضمناً فعليه شاة في جميع الصور المذكورة. (ارشاد الساری، فصل فی البرایۃ فی طواف العمرة، ص 390، دار الکتب العلمیہ بیروت)

عمرے پر جانے والی خواتین اگر مجبوری کی حالت میں یہ دوا استعمال کریں تو رواگی سے کم از کم ایک ماہ پہلے اپنی لیزڈ ڈاکٹر سے مشورہ ضرور لیں اور اس کی ہدایت کے مطابق دوا استعمال کریں۔ بصورت دیگر پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

### لیکچور یا کی حالت میں عمرہ؟

سوال: لیکچور یا کی حالت میں طواف و عمرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: جیسا کہ ہم نے پیچھے بیان کر دیا کہ یہ رحم سے نکلنے والا سفید پانی ہوتا ہے اس سے بے وضو نہیں ہوتا لہذا جس خاتون کو لیکچور یا کا مرض ہے وہ اسی حالت میں احرام باندھ کر مکمل عمرہ کر سکتی ہے۔

### بچے کو ڈائپرنگا کر حرم میں لے جانا کیسا؟

سوال: بچے کو ڈائپرنگا کر حرم شریف میں لے جانا کیسا ہے؟

جواب: اتنے چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہ لے جایا جائے کہ جو شور و غل کریں یا نجاست سے مسجد کو آلودہ کریں۔ سمجھدار بچے ہو تو اس کو مسجد میں لے جاسکتے ہیں۔ اگر چھوٹے بچے کو مجبوراً مسجد میں لے جانا ہو تو بچے کو خوب صاف ستھرا کر کے ڈائپرنگا کر لے جائیں اور جیسے ہی یہ گمان ہو کہ بچے نے ڈائپر کو آلودہ کر دیا ہے تو اسے تبدیل کرنے کے لئے فوراً مسجد سے باہر لے جائیں۔

تفصیل: سنن ابن ماجہ میں ہے:

يَتَزَيَّعُوا مَسَاجِدَ كُنْمَ وَبَيْتِ الْكُنْمِ وَفَسَّاحِينَ كُنْمَ۔ (1)

(ترجمہ: "اپنی مسجدوں سے بچوں اور پاگلوں کو دور رکھو۔"

البحر الرائق میں ہے:

سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد، باب ما یکرہ فی المساجد، الرقم (750)، 1/247، دار احیاء

الکتب العربیہ

إنه لا يجوز إدخال النجاسة إلى المسجد۔ (1)

(ترجمہ:) "بے شک نجاست کو مسجد میں لانا جائز نہیں ہے۔"

حاشیہ الطحاوی علی الدرر میں ہے:

وان لم تعصب المسجد۔ (2)

(ترجمہ:) "اگرچہ مسجد آلودہ نہ ہو تب بھی نجاست لانا جائز نہیں۔"

بہار شریعت میں ہے:

"مسجد میں نجاست لے کر جانا، اگرچہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو، یا جس کے

بدن پر نجاست لگی ہو، اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔"۔ (3)

تحفۃ المحتاج کے حاشیہ ثروانی میں ہے:

ان من دخل بنجاسة في نحو شبهه أو نعله رطبة أو غيرة رطبة إن غاب

تلوث المسجد أو لم يكن دخول له حاجة حرره۔ (4)

(ترجمہ:) "نجاست کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا حرام ہے، نجاست اس

کپڑے میں ہو یا جوتی میں، خشک یا تر، مسجد کے گندے ہونے کا خوف

ہو یا نہ ہو۔"

### حالیہ احرام میں نقاب کرنا کیسا؟

سوال: حالیہ احرام میں نقاب کرنا کیسا ہے؟

جواب: حالیہ احرام میں خاتون کو چہرے پر کپڑا منس کرنا منع ہے اس لئے وہ نقاب نہیں

1- الحکم المأثور، باب ما یستحب الصلاة، 2/37، المکتب الاسلامی بیروت

2- حاشیہ الطحاوی علی الدرر، باب ما یستحب الصلاة، 1/277، مکتبہ کوثر

3- بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 345، مکتبہ المدینہ کراچی

4- حاشیہ ثروانی علی تحفۃ المحتاج، کتاب الصلاة، فصل فی اللباس فی الصلاة، 3/31، المکتبۃ

الاحمدیہ مصر

کر سکتی، البتہ اگر چہرے پر کپڑے کو منہ کیے بغیر کسی چیز سے چہرہ ڈھانپ لے تو اس میں حرج نہیں۔

تفصیل: علامہ کا سامنی تحریر فرماتے ہیں:

وأما المرأة فلا تغطي وجهها وكذا لا بأس أن تسدّل على وجهها بشوب  
وتجافيه عن وجهها۔ (1)

(ترجمہ: "خاتون اپنے چہرے کو نہ ڈھانچے۔ ہاں وہ اپنے چہرے پر کوئی  
کپڑا لٹکا سکتی ہے جبکہ وہ چہرے سے تھوڑا سا صلے پر ہو۔"

\*\*\*\*\*



## ساتواں باب: نکاح و طلاق کے متعلق اہم و جدید مسائل

نکاح کے لئے کیا لڑکی کا راضی ہونا ضروری ہے؟

سوال: نکاح کے لئے کیا لڑکی کا راضی ہونا ضروری ہے؟

جواب: نکاح کے لئے بالذکر لڑکی کا راضی ہونا ضروری ہے۔ رضا کی چار صورتیں ہیں۔

- (1) قولاً یعنی زبان سے "ہاں" میں جواب دے دے۔
- (2) دلالت جیسے والدین کے پوچھنے پر شرمائے، انس پڑے وغیرہ جبکہ کنواری ہو۔
- (3) فعلاً جیسے رخصت ہو کر بغیر انکار کے شوہر کے گھر چلے جانا۔
- (4) اگر لڑکی کنواری نہیں یعنی مطلقہ یا بیوہ ہے تو صراحتاً زبان سے اجازت دینا ضروری

ہے۔

لہذا جب بھی کسی لڑکی کا نکاح ہو تو مذکورہ صورتوں میں سے اس سے اجازت لینا ضروری ہے۔

تفصیل: قادی رضویہ میں ہے:

اقول وأما قول الهنديّة رضا المرأة إذا كانت بالغة إلم فقلن كتبنا على هامشه، ما نضه، أي إقضا قولاً وفعلاً صريحاً أو دلالة ولو جواً وكرهاً،  
هكذا ينبغي أن يفهم هذا المقام۔ (1)

(ترجمہ:) "میں کہتا ہوں: ہمدیہ کا قول جو کہ انھوں نے غلطی سے نقل کیا نکاح کی شرائط میں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ مالکہ بالغہ عورت کی رضا اور

تو ہم نے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے یعنی اس کی اجازت قول، فعل مرتع یا دلالت سے ہو جاتی ہے اگرچہ بطور جبر ہو، اس مقام کی یونہی تفسیر مناسب ہے۔" (ت)

جبری اور بغیر پوچھے نکاح کرنے کا کیا حکم؟

حال: جبراً اور بغیر پوچھے لڑکی کا نکاح کرنے کا کیا حکم ہے؟

آداب: (1) اگر لڑکی نے جبری طور پر دستخط کرائے گئے یا اس نے جبراً "ہاں" کہہ دی تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(2) لڑکی کی رضا نہیں پوچھی گئی، تو یہ نکاح فضولی ہوگا یعنی لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا لہذا لڑکی کو جب بتایا گیا اس نے رضا کا اظہار کر دیا یا رخصتی کے لئے تیار ہو کر چلی گئی تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اور اگر رد کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو جائے گا، اگرچہ بعد میں راضی بھی ہو جائے۔

تفصیل: فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

والأصل أن تصرفات النكح كالمعاقل لا تستعده جنداً إلا أن ما يحتل  
الفسخ منه كالبيع والإجارة يفسخ، وما لا يحتل الفسخ منه  
كالطلاق والعتاق والنكاح والتدبير والاستيلاء والنذر فهو لازم۔ (1)  
(ترجمہ:)"قاعدہ یہ ہے کہ مجبور کے تمام تصرفات قولی ہمارے نزدیک  
منعقد ہیں مگر جو فسخ کا احتمال رکھتے ہیں جیسے بیع اور اجارہ، یہ فسخ ہو جاتے  
ہیں۔ اور جو فسخ کا احتمال نہیں رکھتے جیسے طلاق، آزاد کرنا، نکاح اور مدبر  
بنانا، ام ولد بنانا اور منت تو یہ لازم ہیں۔"

ح کے لئے ستارے ملوانا اور استخارہ کرنا کیسا؟

الح: نکاح کے لیے ستارے ملوانا اور استخارہ کرنا کیسا ہے؟

فتاویٰ عالمگیری، کتاب الاکرم، الباب الاول، 35/5، دار الفکر بیروت

جواب: علم فکر، زہل، نجوم، علم الاعداد یا کسی بھی علم کی مدد سے زائچہ نکلوانا جس کا مقصد مستقبل کی غیبی باتیں جاننا ہوں یا لوکی لڑکے کے ستارے ملانے ہوں، شرعاً حرام ہے اور اس کے کج اور صحیح ہونے کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔

تفصیل: صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْعَلَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُمُورًا كُنَّا نَسْتَعْتَبُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، كُنَّا نَأْتِي الْكُفَّاءَ، قَالَ فَلَا تَأْتُوا الْكُفَّاءَ قَالَ قُلْتُ كُنَّا نَتَكَلَّمُ قَالَ ذَلِكَ شَرٌّ يَهْدِي أَهْلَهُ كُنْ فِي نَفْسِهِ، فَلَا يَسْتَدِينُكُمْ قَالَ قُلْتُ وَوَمِمَّا رَجَاءُ يَفْطَرُونَ، قَالَ كَانَ قَوْمٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ، فَمَنْ وَافَقَ غَلَطَ فَبُذِلَ (۱)

(ترجمہ:) "حضرت معاویہ بن حکم سلمیٰ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ہم چند کام زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے، ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے۔ (یعنی ان سے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں پوچھتے تھے) آپ نے فرمایا: تم کاہنوں کے پاس نہ جاؤ۔ (یعنی تم ان کی خبروں کے سچے ہونے کا اعتقاد مت رکھو) فرماتے ہیں میں نے کہا: ہم پرندے اڑاتے تھے۔ (یعنی ہم پرندوں کو اڑا کر ان سے قال نکالتے تھے) فرمایا: یہ ایسی چیز (وہم) ہے جسے تم میں سے کوئی اپنے دل میں پاتا ہے (یعنی اس کی کوئی تاثیر نہیں ہوتی اور اس سے کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا) تو یہ تمہیں تمہارے کام سے ہرگز نہ روکے۔ (یعنی جس کام کا تم نے قصد کیا ہے اس قال کی بناء پر تم اس کام کو ہرگز مت چھوڑو) فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: ہم سے بعض لوگ خط کھینچتے ہیں، فرمایا: حضرات انبیاء علیہم السلام میں ایک نبی (حضرت داوید) "

یا حضرت اور بس (علیہ السلام) اللہ کے حکم یا علم لذی کی وجہ سے) خط کھینچتے تھے تو جو ان کے موافق ہو جائے تو وہ درست ہوتا ہے (اور موجودہ دور میں ان کی موافقت معدوم ہے یا موقوف ہے اس لئے یہ عمل کرنا حرام ہے)۔  
 قوسین کی عبارت ملاحظہ فرمائی غلیہ الرحمہ کی شرح سے ملاحظہ ہے۔ (1)  
 صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ شُعْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَقِيَ عَمْرًا فَإِنَّهُ عَنْ شُعْبَةَ لَمْ تَكُنْ صَلَاةً أَوْ بَعِيَّةً نَبَلَةً۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو کوئی نبوی کے پاس گیا پھر اس سے کچھ نہ بولے تو اس کی چالیس شب کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔"  
 مشکاة شریف میں ہے:

وَحِينَئِذٍ هَبَّ سَائِبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَقِيَ عَمْرًا فَإِنَّهُ عَنْ شُعْبَةَ لَمْ تَكُنْ صَلَاةً أَوْ بَعِيَّةً نَبَلَةً۔ (3)

(ترجمہ:) "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ نے فرمایا: جو اللہ نے ذکر فرمایا (یعنی راستوں کی معرفت) اس کے علاوہ جو شخص علم نبوی کا کوئی باب حاصل کرے تو اس نے جادو کا حصہ سیکھا، نبوی کا ان ہے اور کاہن جادوگر ہے (کہ وہ لوگوں پر اپنے کلام سے سحر طاری کر دیتا ہے) اور جادوگر کافر ہے (وہ اللہ کا منکر ہے یا اللہ کی

1- مرقاة المفاتیح، کتاب الطب، باب الکھان، المرقم (4592)، 408/8، دار الفکر بیروت

2- مسلم شریف، باب تحریم الکھان، المرقم (2230)، 1751/4، دار احیاء التراث، بیروت

3- مشکاة شریف، باب الکھان، فصل ثلاث المرقم (4604)، 1296/2، مکتب اسلامی، بیروت

نعمتوں کا ناشکر ہے۔"۔

توسین کی عبارت ملاطی قاری علیہ الرحمہ کی شرح سے مأخوذ ہے۔ (1)  
امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن علم و سنت و نجوم کی  
خلاف شرع باتوں کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امور غیبیہ پر احکام لگانا، سعد و نحس کے خرچے اٹھانا، راجح کے راہ چلنا  
چلانا، اوتار اور بد، طالع راجح، عاشر، سابع پر نظر رکھنا زائکہ مالکہ کو جانچنا  
پرکھنا، شرعاً جبر (منوع) ہے۔ اور اعتقاد کے ساتھ ہو تو قطعاً کفر، والعیاذ  
باللہ رب العالمین"۔ (2)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:  
"کہانت کاف کے فتح سے غیبی خبر دینا، اور کہانت کاف کے کسر سے اس  
غیب گوئی کا پیش کرنا، بعض کاهنوں کا دعویٰ تھا کہ ہمارے پاس جنات آکر  
ہم کو غیبی چیزیں، غیبی خبریں بتاتے ہیں کہ شیاطین آسمان پر جا کر فرشتوں کی  
باتیں سن کر ایک جگہ میں سو جھوٹ ملا کر کاهنوں، مجوسیوں کو بتاتے ہیں، بعض  
کاهن خفیہ علامات و اسباب سے غیبی چیزوں کا پتہ بتاتے ہیں انہیں عراف  
کہتے ہیں اور اس عمل کو عرافت یہ دونوں عمل حرام ہیں انکی اجرت لینا دینا  
دونوں حرام ہیں (مرقات، اشع) لفظ کاهن بہت عام ہے۔ نجومی، رمال،  
عراف سب کو کاهن کہا جاتا ہے"۔ (3)

آج مسلمانوں کا حال عجیب ہے جس محمد عربی کا کلمہ پڑھا ہے ان کے واضح  
ارشادات چادو، نولے اور قال نکالنے کی حرمت پر موجود ہے لیکن مسلمانوں کے مبالغہ

1- مرآۃ المفاتیح، کتاب الطب، باب الکھان، رقم (4804)، 419/8، دار الفکر بیروت

2- فتاویٰ رضویہ، 463/10، مرصعۃ العاشقین لاہور

3- مرآۃ المفاتیح، باب الکھان، 223/8، مکتبہ اسلامیہ لاہور

ان میں ان تمام چیزوں کی کثرت ہے جگہ جگہ عامل، جادو گر اور پروفیسر اپنی دکانیں کھول کر بیٹھے ہیں اور مسلمانوں کے بل، ایمان اور عزت پر کھلے عام ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ ہمارا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا بھی دورخی اور خفاق کا شکار ہے خود ہی ان جان و مال اور ایمان کے ڈاکوؤں کو پروموت کرتا ہے اور ان کو اپنے پروگراموں میں مدعو کرتا ہے۔ اور جب کسی جعلی عامل کے ہاتھوں کوئی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے تو دنیا دکھاوے کو خوب شور بھی مچاتا ہے۔

بعض لوگ کا یہ خیال ہے کہ میاں بیوی کے ستارے اگر مل جائیں تو ان کی ازدواجی زندگی انہی گزرتی ہے اور اگر ستارے نہ ملیں تو جھگڑے فساد آپس میں ہوتے ہیں۔ یہ سب ظن و تخمین کے گھوڑے ہیں جو خیالوں کی دنیا میں دوڑائے جاتے ہیں، شریعت مطہرہ میں ایسے غلط نظریات کی قطعاً کوئی گنجائش و حیثیت نہیں۔ روزانہ کتنے جوڑوں کی شادی ہوتی ہے اور وہ باہم خوش و خرم زندگی بسر کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے شادی سے قبل کوئی ستارے نہیں ملائے ہوتے۔

اسی طرح بعض لوگ بچوں کے نام علم الامداد کی روشنی میں رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح نام رکھنے سے بچے کی زندگی پر اثر پڑے گا یہ اعتقاد بھی درست نہیں ہے۔ بچے کا نام رکھنے میں اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ اس کا ایسے معنی پر مشتمل نام رکھا جائے، زیادہ بہتر یہ ہے کہ صحابہ کرام اور بزرگان دین کے ناموں پر نام رکھا جائے کہ اسلام میں نیک فال لینا درست ہے لیکن بد حالی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلامی عقیدہ یہی ہے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے قدرت الہی سے اور حکم الہی سے ہوتا ہے، ستاروں کا اس میں کوئی مل دخل نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَكْثَلَ اللَّهُ مِنَ  
الْإِسْمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَهْبَأَهُمْ قَرِيبُ مِنَ الثَّلَاثِ بِهَا كَلْبَرِيَّتٌ، يُتَوَلَّى اللَّهُ



الْعُيُوبِ، الْمَلُومِينَ كُنْتُ تَقْلَمُ أَيْ هَذَا الْأَمْرَ (یہاں اپنے کام کا نام لے  
مثلاً نکاح کا معاملہ ہے تو یوں کہے: هَذَا النِّكَاحُ اور اگر خرید و فروخت کا  
معاملہ ہے تو یوں کہے: هَذَا الْبَيْعُ غَوَاكِلِي بِي وَبِغِي وَصَلَاتِي وَغَايِبَةِ أَمْرِي  
وَغَايِلِ أَمْرِي وَأَجَلِيهٖ فَاقْضُ زَوَالِ وَيَسْتَأْذِنِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتُ  
تَقْلَمُ أَيْ هَذَا الْأَمْرَ (یہاں بھی اپنے کام کا نام لے) شَرِي بِي وَبِغِي  
وَصَلَاتِي وَغَايِبَةِ أَمْرِي بِي غَايِلِ أَمْرِي وَأَجَلِيهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْ  
عَنِّي، وَأَقْضُ زَوَالِ الْعَيْبِ كَيْتُ كَانَ، ثُمَّ أَذْيِبِي۔ (1)

(ترجمہ:) "اے اللہ عزوجل! میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے استخارہ کرتا  
ہوں اور حیرتی قدرت کے ساتھ کام کرنے کی طاقت طلب کرتا ہوں اور تجھ  
سے حیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو ہی قدرت رکھنے والا  
ہے اور مجھے کوئی قدرت حاصل نہیں اور تو ہی جاننے والا ہے اور میں نہیں  
جانتا اور تو ہی غصوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ عزوجل! اگر تیرے علم میں  
یہ ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں  
اس وقت اور آئندہ میں تو تو اس کو میرے لیے مقدر کر دے اور آسان کر  
بمیر میرے لیے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لیے یہ  
کام برا ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اس وقت اور آئندہ  
میں تو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر اور میرے لیے خیر کو  
مقرر فرما جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی فرما۔"

نکاح سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ کرانا؟ رشتہ دار میں شادی کرنا؟

سوال: نکاح سے قبل میڈیکل ٹیسٹ مثلاً سیلیسیما کا ٹیسٹ کرنا کیسا ہے؟ اور رشتہ  
داروں میں شادی کرنا کیسا ہے؟

1- صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما جاء فی الطَّوْحُ شُرْطِي، 57/2۔ داریطریق النکاح، ہدوت



جواب: نکاح سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ (حصیلیسیما) کرانا شرعاً واجب نہیں ہے۔ اس کا تعلق تجربے سے ہے اور تجربہ شاید ہے کہ کبھی ایسے نکاح سے کوئی بیماری ظاہر نہیں ہوتی اور کبھی ہو جاتی ہے۔ لہذا اس بناء پر رشتہ داروں سے نکاح کو ہمیشہ کے لیے برا سمجھنا یا ٹیسٹ واجب قرار دینا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص احتیاطی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے رشتہ داروں میں نکاح نہ کرے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کیا جبکہ وہ قرہمی رشتہ دار تھے۔ اسی طرح دیگر صحابہ کرام و صحابیات کا نکاح ان کے آپس کے قرہمی رشتہ داروں میں ہوا۔

البتہ اس مسئلے میں ایک حدیث مبارکہ پیش کی جاتی ہے، مگر اس کی اصل نہیں ہے اور وہ حدیث بے سند ہے۔ حدیث اور اس کی حیثیت درج ذیل ہے۔  
المنہجین البحر میں ہے:

لَا تَنْكِحُوا النِّكَاحَ الْكَرِيمَةَ، قَبْلِ أَنْ تَكُونَ تَخْلُقُ خَاوِنًا۔

(ترجمہ:) "اپنے قرہمی رشتہ داروں میں نکاح نہ کرو کیونکہ اس سے اولاد کمزور پیدا ہوگی۔"

اس حدیث کو علامہ ابن حجر عسقلانی نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

هذا الحديث صحيح في إيراد إمام الحرمين وهو القاض الحسني، وقال

ابن الصلاح لم أجد له أصلاً معتمدا انتهى۔ (1)

(ترجمہ:) "اس حدیث کو امام الحرمین اور قاضی حسین نے بھی ذکر کیا ہے

اور ابن صلاح نے کہا: اس کی کوئی مستند اصل میں نے نہیں پائی۔"

1- المنہجین البحر، کتاب النکاح، باب استنباط النکاح، المحدث (1581)، ج 2، ص 304۔

امام مکی نے فرمایا:

فینبش أن لا يشهد هذا الحکم لعدم الدلیل وقد زعم - صلى الله عليه وسلم - عليا بفاطمة - رضي الله تعالى عنهما -، وهي قرابة قرينة - (1)  
(ترجمہ:) "میں مناسب یہ ہے کہ یہ حکم دلیل نہ ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا جبکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کا نکاح حضرت فاطمہ سے کیا اور وہ قرہمی رشتہ دار تھے۔"

فتح الباری میں ہے:

وأما قول بعض الشافعية يستحب أن لا تكون المرأة ذات قرابة لأبيه فإن كان مستنداً إلى الغير فلا أصل له أبلى التجهية وهو أن الغالب أن الولد بين القرينين يكون أحق - (2)

(ترجمہ:) "باقی رہا بعض شافعیہ کا قول کہ مستحب ہے کہ عورت قرہمی رشتہ دار نہ ہو تو اگر یہ استدلال حدیث سے ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور اگر تجربہ سے ہے تو غالب یہ ہے کہ قرہمی رشتہ داروں میں شادی کرنے سے اولاد بے توقف پیدا ہوتی ہے۔"

کماوی الحکمة الاسلامیہ میں ہے:

ولكن العلماء اختلفوا في توصيف هذا البجول حل ثلاثة أقوال القول الأول الكراهة، وهو منذهب الشافعية والحنابلة القول الثاني الإباحة، وهو منذهب المالكية القول الثالث التندب، وهو قول الظاهرية والراجح من هذه الأقوال هو القول الثاني لقوته وضعف أدلة

1- فتح المحتاج، کتاب النکاح، ج 1، ص 189، المكتبة التجارية، مصر

2- فتح الباری لابن حجر، کتاب النکاح، باب النکاح، ج 9، ص 135، دار المعرفۃ بیروت

(1) القولین الآخرین۔

(ترجمہ:) ”لیکن علماء کرام کے اس جواز کے بارے میں تین اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے یہ مذہب شافعیہ اور حنبلیہ کا ہے۔ دوسرا قول جواز کا ہے اور یہ مالکیہ کا قول ہے۔ تیسرا قول استحباب کا ہے اور یہ ظاہریہ کا قول ہے۔ ان اقوال میں راجح قول دوسرا ہے کیونکہ باقیوں کے دلائل کمزور ہیں۔“

تھلیسیا یا مہلک بیماری کی صورت میں رشتہ توڑنا کیسا؟

سوال: تھلیسیا یا اسی طرح کے دیگر مہلک اور خطرناک بیماری ظاہر ہوئی تو منگی یا طے شدہ رشتہ توڑنا کیسا ہے؟

جواب: منگی نکاح نہیں بلکہ وعدہ نکاح ہے، اور وعدہ کی خلاف ورزی بغیر عذر کے جائز نہیں ہے، لہذا اگر اس بیماری کا علاج ممکن ہو اور وہ کم خرچے میں اس بیماری سے چھٹکارا پالیتے ہیں تو منگی نہیں توڑنی چاہئے۔ اور اگر مذکورہ عذر کی وجہ سے منگی توڑنا ضروری ہو کہ بعد میں خوشی اور اخلاق سے رہنا مشکل ہو تو باہمی اہتمام و تقیم اور اخلاق سے اس معاملے کو ختم کر سکتے ہیں۔

منگی وعدہ نکاح ہے اور وعدہ کو پورا نہ کرنا منافی کی نشانی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّ الشَّافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذِبًا، عَزَاكَ وَأَعَدَّ أَخْلَفًا، نَكَاحًا أَوْ شَيْئًا

بخاری۔ (2)

(ترجمہ:) ”منافی کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے

گا، جب وعدہ کرے گا تو وعدہ پورا نہیں کرے گا اور جب اس کے پاس

1- فتاویٰ اللجنة الإسلامية، الإصدار من الأناضول، ج 13، ص 2192، المکتبۃ الاسلامیۃ

2- صحیح البخاری، المرقم (33)، ج 1، ص 16، دلائل و طریق النجاة

امانت رکھی جائے گی تو خیانت کرے گا۔

ایک مقام پر فرمایا:

أَرْبَعٌ خِلَالِ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَتْ مُتَأَلِّفًا خَالِصًا مَنْ إِذَا جَدَّتْ كَذِبٌ، وَإِذَا  
وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ عَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ (1)

(ترجمہ:) "چار خصوصیتیں جس میں ہو پکا منافق ہے: جب بات کرے گا تو  
جھوٹ بولے گا، جب وعدہ کرے گا تو پورا نہیں کرے گا، جب معاہدے  
کرے گا تو توڑ دے گا، جب جھگڑے گا تو کالی گوی کرے گا۔"

اگر کوئی محلول طر ہو تو اس صورت میں وعدہ کو پورا کرنا ضروری نہیں بلکہ مستحب  
ہوتا ہے۔

علامہ سرخسی تحریر فرماتے ہیں:

لأن المواعيد لا تتعلق بها الذموم ولكن يندب إلى الوفاء بالوعد۔ (2)  
(ترجمہ:) "کیوں نہ (بعض) وعدے ایسے ہیں کہ جن سے لزوم متعلق نہیں  
ہوتا لیکن ایسے وعدے کو پورا کرنا مستحب ہے۔"  
نماوی رضویہ میں ہے:

فإن هذا عقد وذات وعدة وقد يفصل الوعد ليمتثل لمعاطبة ثم ينظر  
ويتمكن فيه فإن وافق أحبيب ولا منفع فلا يكون الرضا بالوعد رضا  
بالعقد وهذا ظاهر جدا۔ (3)

(ترجمہ:) "کیونکہ لکاح عقد ہے اور مفق صرف وعدہ ہے جبکہ وعدہ بھی اس لئے  
کر لیا جاتا ہے کہ مفق کرنے والے کا جائزہ لیا جائے اور غور کیا جائے اور تاخیر کی

1- صحیح البخاری، الرقم (3178)، ج 4، ص 102، مدلولات احیاء بیروت

2- البسوط، ج 4، ص 132، دار الفکر، بیروت

3- نماوی رضویہ جلد 11، ص 823، رضاء فاؤنڈیشن لاہور

جاتی ہے تاکہ وہ موافق ہو تو منگنی قبول کی جائے ورنہ انکار کیا جائے لہذا وعدہ پر رضا کو عقد نکاح پر رضا مندی نہیں قرار دیا جاسکتا، یہ معاملہ ظاہر ہے۔"

مہلک اور خطرناک بیماری کی صورت میں امام محمد کے نزدیک مرد کو اپنی بیوی کے نکاح کے فسخ کا حق حاصل ہے، جب نکاح فسخ کرنا جائز ہے تو عذر کی وجہ سے منگنی ختم کرنا بالاطلاق جائز ہوتا چاہئے۔

مجمع الانصر میں ہے:

(ولا خيار لها إن وجدت المرأة) أي بالزوج (جنتونا أو جنتنا) ما أو برص، عند الشيخين (خلافا لمحمد ولا خيار) أي بالزوج (ولو وجد بهما) أي بالمرأة (ذلكم أي المذکور من الجنون والجهنم والبرص) (أو رتقا أو قرحا) وعند الأئمة الثلاثة يغير الزوج بهيبوب خمسة فيهما۔ (1)  
(ترجمہ: "عورت اگر شوہر میں جنون، کوڑھ یا برص پائے تو شہین کے نزدیک اسے نکاح ختم کرنے کا اختیار نہیں بخلاف امام محمد کے۔ مرد کو بھی فسخ نکاح کا اختیار نہیں ہوگا اگر عورت میں مذکورہ صیب پائے جائیں یعنی جنون، کوڑھ، برص، مقام بھار کا ٹھک ہونا یا رسولی کا ہونا کہ بھار نہ ہو سکے، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مذکورہ پانچ صیب کی وجہ سے شوہر کو نکاح ختم کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔"

قادی کا ضی خان میں ہے:

ومنها خيار العيوب وهو حق الفسخ بسبب العيب عندنا لا يثبت في النكاح فلا ترد المرأة بهيب ما وقال الشافعي له أن يرد المرأة يعيوب خمسة بالجنون والجهنم والبرص والقرن والرتق له أن يفسخ النكاح۔ (2)

1- مجمع الانصر، ج 1، ص 463، حیات التراث العربی بیروت

2- قادی کا ضی خان، 1/202

(ترجمہ:) "ان میں سے خیار عیب ہے اور وہ سچ نکاح کا حق ہے عیب کی وجہ سے، تو ہمارے نزدیک یہ حق حاصل نہیں ہے تو عورت کو کسی عیب کی وجہ سے رد نہیں کر سکتا، اور امام شافعی نے فرمایا: جنون، کوڑھ، برص، مقام نمار کا تنگ ہونا یا رسول کا ہونا کہ جماع نہ ہو سکے ان پانچ عیب کی وجہ سے مرد کو نکاح طہیح کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔"

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں ایک شخص کسی عورت سے نکاح کے مشورے کے لیے آیا جبکہ وہ نکاح کا پیغام بھیج چکا تھا، تب بھی آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اسے خاتون کو دیکھنے اور سوچنے کا حکم دیا تاکہ ازدواجی زندگی صحیح طریقے سے گزاری جاسکے۔

سنن الترمذی میں ہے:

عَنِ الشَّعْبِيِّ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّهُ قَطَعَ امْرَأَةً، فَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُكْذِرُهَا، قَالَتْ أَعْرِسْ أُنِي وَدَعْنِي نَكَتًا۔ (1)

(ترجمہ:) "مطہر بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک عورت کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تو نبی اکرم نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو یہ تم دونوں کے درمیان محبت و الفت کے لیے زیادہ بہتر ہے۔"

اسی وجہ سے دوسرے صحابی کو نکاح کا پیغام بھیجنے سے قبل عورت میں مخصوص عیب دیکھنے اور تسلی کرنے کا حکم دیا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ ابْنِ مَرْزُوقٍ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَتْ رَجُلٌ فَأَعْبَرَتْهُ أَنَّهُ نِكَاحٌ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُكْذِرُهَا؟ قَالَ لَا، قَالَ فَأَذْهَبَ فَأَتَاكَرُهَا، قَالَتْ لِي أُمِّي

الانصاری شیشا۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں تمی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھا، آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ اس نے انصاری کی ایک عورت سے نکاح (طے) کیا ہے۔ تو رسول اللہ نے اس سے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اسے دیکھ لو کیونکہ انصاری کی آنکھوں میں کچھ ہے۔"

سنن ترمذی کی حدیث سے دلائل ثابت ہوتا ہے کہ نکاح کا پیغام بھیجنے کے بعد بھی مجبوری کی وجہ سے معاملہ ختم کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح بعض محدثین نے مذکورہ حدیث کی شرح میں فرمایا۔

علامہ حسین بن محمود مظہر الدین الشافعی رحمہ اللہ کی شرح الوصایہ میں لکھتے ہیں:

والاولی ان یستقر الیہا البعل ان یطلیہا، حتی لو لم یوافقہ تزوجھا و تزکھا لا تنأی بہ المراءا و اعلھا؛ فانه لو طلیھا او لا ثم نکز الیھا لم یسبلا ثوائفھ و یترکھا، فتسأی بہ المراءا و اعلھا، ولو طلیھا او لا ثم نکز الیھا، ولم ثوائفھ و تزکھا، لم یکن بہ بأس (تزوجت امراءاً لعل المراءا ہانت و ہا هنا العیلة لا النکاح؛ لانی انتظر بعد النکاح لا یکیف، لانه لو نکز الیھا بعد النکاح ولم ثوائفھ، لا یجوز له الفساح الا بغیوب غسوة، وھی جنونھا وجذامھا و برصھا و زکھا و کزھا۔ (2)

(ترجمہ:) "بہتر یہ ہے کہ مرد خاتون کو پیغام بھیجنے سے پہلے دیکھے کہ اگر اس سے نکاح کرنا سوائق نہیں تو اس کو چھوڑ دے گا کیونکہ اس سے عورت اور اس کے گھر والوں کو تکلیف نہیں ہوگی، اور اگر پہلے نکاح کا پیغام بھیجا پھر

1- صحیح مسلم، المرقم (1424)، ج 2، ص 1040، دار الفکر بیروت

2- الفتح فی شرح الصالح، ج 4، ص 17، دار الفکر بیروت





**مگنی کے بعد ملاقات کرنا اور دیکھنا کیسا؟**

**سوال:** مگنی کے بعد ملاقات کرنا اور دیکھنا کیسا ہے؟

**جواب:** جب کسی سے رشتہ ہونے لگے تو شریعت نے لڑکی کا چہرہ دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ مگر اس سے گپ شپ کرنا، ملاقاتیں کرنا جائز نہیں ہے۔

مگنی نکاح نہیں ہے بلکہ نکاح کرنے کا وعدہ ہے۔ لہذا لڑکی لڑکے کے لئے اپنی ہی رات ہی ہے۔ البتہ دونوں خاندان والے ایک دوسرے کے گھر شرعی پردے کے ساتھ آئیں جائیں، تاکہ ذہنی ہم آہنگی ہو اور لڑکی لڑکے کی زندگی صحیح گزرے۔

**تفصیل:** حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا خَلَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَلْيَنْتَظِرْ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَذْهَبُ وَأَيُّهَا  
فَلْيَنْظُرْ، قَالَ فَخَلَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَقِّي رَأَيْتُ مِنْهَا مَا  
وَعَلَى لِي بِكَاجِحَةٍ وَتَكَاجِحَةٍ فَتَرَّجْتُهَا۔ (1)

(ترجمہ:) "جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اگر وہ نکاح کی طرف مائل کر لے والی چیز دیکھ سکا ہو تو دیکھ لے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے ایک خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا تھا تو میں اس کو چھپ کر دیکھتا تھا حتیٰ کہ میں نے اس کی وہ چیزیں دیکھ لیں کہ جو نکاح کے لئے دیکھنی ہوتی ہیں تو میں نے اس سے نکاح کر لیا۔"

سنن الترمذی میں ہے:

عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، أَنَّهُ خَلَبَ امْرَأَةً، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ انْظُرِيَهَا۔ (2)

1- سنن ابی داؤد، کتاب نکاح، باب فی امر من نظر فی امرأة، رقم (2082)، 2/228، مکتبۃ احسنیۃ

2- سنن الترمذی، ابواب النکاح، ما جاء فی النظر فی النکاح، رقم (1087)، 2/388،

(ترجمہ:) "مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک عورت کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو۔" صحیح مسلم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنَّا وَرَجُلًا بَأْغِيَةً أَتَتْهُ نَزْوَجَاتُهَا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ لَيْسَ؟ قَالَ لَا، قَالَ فَاغْضَبْ فَلَمْ تَكُنْ لَيْسًا، فَلَمْ يَأْخُذْ بِأَنْصَارِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھا، آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ اس نے انصار کی ایک عورت سے نکاح (کے) کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔"

نکاح پڑھانے اور اجازت لینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

سوالی: نکاح پڑھانے اور اجازت لینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: اجازت اور نکاح لینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نکاح خواں لڑکی کے محرم افراد پر مشتمل تین وفد لڑکی سے نکاح کی اجازت لینے کے لئے بھیجے۔ اگر وہ تحریر لکھ کر دے دے تو بہتر ہے جس کو اجازت نامہ کے طور پر اس طرح لکھے کہ مثلاً ہندہ بنت قاطرہ! کیا آپ نے زید بن خالد (نکاح خواں) کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ آپ کا نکاح عمر بن حادہ (دولہا) کے ساتھ پانچ ہزار روپے حق مہر کے عوض میں کر دے؟

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب عرب انکراہی وجہ الرأۃ، رقم (1424)، 2/1040، دار احیاء التراث العربی، بیروت:

مذکورہ عہارت لڑکی کے پاس جانے والے اس کو پڑھ کر سنائیں اگر وہ اجازت دے دیتی ہے یا اس تحریر پر دستخط کر دیتی ہے تو پھر نکاح خواں لڑکی کا وکیل ہو جائے گا۔ یوں بھی اجازت لے سکتے ہیں کہ فلاں مفتی صاحب یا فلاں مسجد کے امام صاحب کو فلاں بن فلاں کے ساتھ اپنا نکاح کرنے کی اجازت دے دیں۔

ہمارے ہاں بعض لوگ دلہن کے پاس جا کر کہتے ہیں کہ آپ ان سے بھی ایجاب و قبول کرائیں یا ان سے اجازت لیں تو دلہن کے پاس جانا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر لوگوں کی تسلی کے لئے چلا جائے تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

ایجاب و قبول کرانے کا طریقہ: دولہا سے ایجاب و قبول کرائے۔ اس طرح کہ اے فلاں بن فلاں! میں نے اپنی مؤکلہ فلاں بنت فلاں کو اتنے حق مہر کے بدلے، ان گواہوں کی موجودگی میں تیرے نکاح میں دیا! اس پر دولہا کہے "قبول ہے" یا کہے "قبول کیا" تو نکاح ہو جائے گا۔

یا نکاح خواں کہے: میں نے اپنی مؤکلہ فلاں بنت فلاں کا نکاح اتنے حق مہر کے عوض ان گواہوں کی موجودگی میں آپ کے ساتھ کیا، آپ نے قبول کیا۔ دولہا کہے "میں نے قبول کیا"۔

اور اگر مجلس میں دولہے کا وکیل ہو تو پھر ایجاب و قبول کے الفاظ اس طرح ادا کرے کہ اے فلاں بن فلاں میں نے اپنی مؤکلہ فلاں بنت فلاں کو اتنے حق مہر کے بدلے میں تیرے مؤکل فلاں بن فلاں کے نکاح میں دیا۔ اور دولہے کا وکیل کہے "میں نے اپنے مؤکل فلاں بن فلاں کی طرف سے قبول کیا"۔ تو نکاح ہو جائے گا۔

اور اگر مجلس میں دولہا اور دلہن دونوں ہوں تو پہلے لڑکی سے مذکورہ طریقے کے مطابق ایجاب کرائے اور پھر لڑکے سے قبول کرائے۔

### کورٹ میرج اور بغیر ایجاب و قبول کے نکاح کا حکم؟

سوال: کورٹ میرج اور اسی طرح بغیر ایجاب و قبول کے نکاح کا کیا حکم ہے؟  
جواب: بعض صحیح حضرات یہ کہتے ہیں کہ لڑکی اور لڑکے سے دستخط لے لیتے ہیں اور نکاح کی ڈگری جاری کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں نکاح قطعا منعقد نہیں ہوگا؛ کیونکہ نکاح کے لئے باقاعدہ صحیح طریقے سے ایجاب و قبول کرنا ضروری ہے۔  
تفصیل: علامہ ابن عابدین ثمالی لکھتے ہیں:

«قولہ ولا یکتاہذہ حاضراً لئلا یتزوج تکفیراً فکتبت قبلتہ لم یعتقد بہا  
والأظهر أن یقول قتلت قبلتہ إلا إذا التکتاب من الطریقین ہذا قول لا  
تکفی ولونی العیبة، تأمل۔ (1)

(ترجمہ:) "شارح کا قول (اور حاضر کے لکھ دینے سے نکاح نہ ہوگا) پس اگر مرو نے لکھا: میں نے تجھ سے نکاح کیا، عورت نے لکھا میں نے قبول کیا۔ تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوگا، اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ عورت کہے: میں نے قبول کیا۔۔۔ کیونکہ کتابت دونوں کی طرف سے بغیر قول کے کافی نہیں ہے چہ جائیکہ غائب کی صورت میں ہو۔ غور و فکر کر۔"

### بھاگ کر شادی کرنے کا حکم؟

سوال: بھاگ کر بغیر والدین کی رضا کے شادی کی تو کیا حکم ہے؟  
جواب: ہمارے ہاں کورٹ میرج یعنی عدالتی نکاح اکثر و بیشتر اسی صورت میں ہوتے ہیں کہ جب لڑکی اور لڑکے کے والدین اپنے بچوں کے اس نکاح سے رضامند نہیں ہوتے تو لڑکی لڑکا اپنی مرضی سے یا بھاگ کر کورٹ، عدالت میں جا کر نکاح کرتے ہیں۔

اگر لڑکا لڑکی بالغ ہیں اور لڑکا لڑکی کا ہم پلہ ہے یعنی دیانت داری، پیشہ میں برابر

ہے اور مال اتنا ہے کہ لڑکی کا بدن وقفہ پیدا کر سکتا ہے تو ان کا نکاح منعقد ہو جائے گا ورنہ نہیں ہوگا۔

یعنی اگر لڑکی کا تعلق نیک خاندان سے ہے جبکہ لڑکے کا تعلق فاسق اور قاجر خاندان سے ہے تو اس صورت میں اگر لڑکی کا نکاح والد کی اجازت کے بغیر ہوا تو نکاح سرے سے منعقد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر والد راضی تھا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ صدیقی نکاح میں پیشا خرابیاں ہیں کہ والدین کی عزت مٹی میں مل جاتی ہے اور معاملات قتل تک جا پہنچتے ہیں۔ لہذا اس سے بہر صورت بچا جائے۔  
تفصیل: سنن الترمذی میں ہے:

كَيْفَا اِمْرَاَةٌ تَكْتُمُ بِغَيْرِ اَذْنٍ وَلَيْسَ عَلَيْهَا اَنْ يَكْتُمُهَا بَايِلٌ فَاِنْ كَانَ ذَاكَ فَقَدْ بَغَا فَلَهَا مَذَاقُهَا بِمَا اِشْتَعَلَ مِنْ فَرْجِهَا۔ (۱)

(ترجمہ:) "جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر (غیر کفو میں) نکاح کرے، اس کا نکاح باطل ہے۔ اگر ازدواجی تعلق قائم ہو چکے ہوں تو (مرد پر) عورت کے لئے میرے بسبب اس کے جو اس نے اس سے لطف افشایا۔"

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فَاِنْ حَاصِلُهُ اَنْ الْمَرْأَةَ اِذَا زَوَّجَتْ نَفْسَهَا مِنْ كَفٍّ لَزِمَ حُلِيَ الْاَوَّلِيَّةِ اَوْ اِنْ زَوَّجَتْ مِنْ خَيْرٍ كَفٍّ لَا يَلْزِمُ اَوْ لَا يَصِحُّ بِخِلَافِ جَانِبِ الرَّجُلِ فَاِنَّهُ اِذَا تَزَوَّجَ بِنَفْسِهِ مَكَاتِفَةً لَهُ اَوْ لَا فَاِنَّهُ صَحِيحٌ لَا زَمَ۔ (۲)

(ترجمہ:) "اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب خاتون نے اپنا نکاح کفو سے کیا تو

1- سنن الترمذی، باب النکاح، ما جاء لا نکاح الا بولی، المرقم (1102)، 2/398، دار الفکر

الاسلامی بیروت

2- رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفۃ، 3/84، دار الفکر بیروت

اولیاء کی طرف سے بھی لازم ہوگا۔ اور اگر غیر کنوئیں کیا تو اولیاء کی طرف لازم نہیں ہوگا یا صحیح نہیں ہوگا، بخلاف مرد کی جانب سے پس جب اس نے اپنا نکاح کنوئیں کیا یا غیر کنوئیں کیا نکاح صحیح اور لازم ہوگا۔

بچپن کے نکاح کو توڑنے کا حق کیا لڑکی کے پاس ہے؟

سوال: بچپن کے نکاح کو توڑنے کا حق لڑکی کے پاس ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر لڑکی کے والد یا دادا نے اپنی بیٹی یا پوتی کا نکاح بچپن میں کر دیا تو لڑکی جب بالغ ہوگی اس کو یہ نکاح توڑنے کا حق نہیں ہے بلکہ نکاح بدستور قائم رہے گا۔

اگر لڑکی کے والد اور دادا کے علاوہ کسی اور نے نکاح کیا تھا جیسا کہ جیم بیٹی کا بچپن میں نکاح کر دیا جاتا ہے تو وہ لڑکی جس لئے بالغ ہوئی صرف اور صرف اسی لئے اگر یہ اعلان کر دے کہ میں اس نکاح کو توڑتی ہوں یا یہ نکاح مجھے منظور نہیں ہے تو اس پر عدم رضا پر گواہ بھی قائم کر لے اور قاضی کی عدالت میں وہ مقدمہ دائر کر کے وہ نکاح ختم کرائے گی۔

اس کو "خیار بلوغ" کہا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کی ذمہ داری ہے۔

مکملی شرط یہ ہے کہ نکاح والد اور دادا نے نہ کیا ہو اس کے علاوہ جس کسی نے بھی کیا لڑکی کو بالغ ہونے کے وقت نکاح ختم کرنے کا حق حاصل ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جس وقت بالغ ہوئی بغیر تاخیر کے اسی لئے نکاح ختم کرنے کا اعلان کر دے۔ اگر تاخیر کر دی یا کوئی وہاں موجود نہیں تھا، سو چاکہ پھر اعلان کروں گی، تو اس صورت میں اختیار باطل ہو جائے گا۔

تفصیل: فتاویٰ عائلی میں ہے:

فلان زوجہما الأب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما، وإن زوجهما غير

الأب والجد فلهن كل واحد منهما الخيار إذا بلغن إن شاء أتاها من

النكاح، وإن شاء فسخن۔ (1)

(ترجمہ:) "اگر بچی اور بچے کا نکاح اس کے باپ اور دادا نے کرایا تھا تو ان دونوں کو بالغ ہونے کے بعد اختیار نہیں ہوگا۔ اور اگر باپ دادا کے غیر نے نکاح کرایا تھا تو ان دونوں کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، اگر چاہیں تو نکاح کو قائم رکھیں اور اگر چاہیں تو طبع کر دیں۔"

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"مگر اس خیاب میں کنواری لڑکی کو حکم ہے کہ بالغہ ہوئے ہی یا بعد بلوغ خبر پاتے ہی فوراً فوراً بلا توقف اپنی ناراضگی ظاہر کرے"۔ (۱)

حرم مصاہرت کیا ہے؟

سوال: حرم مصاہرت کیا ہے؟

جواب: حرم مصاہرت جو سرکاری رشتے کی بنیاد پر ثابت ہوتی ہے۔ جیسے اگر کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا یا بعض صورتوں میں نکاح کے بعد طلاق بھی کر لی تو اس عورت کے اصول (یعنی ماں، بائی) اور فروع (یعنی بیٹی، پوتی وغیرہ) اس مرد پر حرام ہو جائیں گے اور وہ عورت اس مرد کے اصول اور فروع پر حرام ہو جائے گی۔ جس طرح حرم مصاہرت نکاح اور نکاح کے بعد جماع سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح یہ جماع، چھوٹے اور دیکھنے سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ مگر اس کی شرائط اور تفصیل زیادہ اور پیچیدہ ہیں جس کے لئے کسی ماہر جید مفتی سے رابطہ کرنا چاہئے۔ یہ کتاب ان کی متحمل نہیں ہے۔

تجبیہ: اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس مرد کا بیٹا اس عورت کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔

تفصیل: علانہ کار سالی لکھتے ہیں:

وَكُذِّبَتْ بِهَا طَوَّافَةٌ فِي النِّكَاحِ الْفَاسِدِ وَكُذِّبَتْ بِهَا طَوَّافَةٌ عَنْ شِبْهَةِ

بالاجسام، وثبتت باللمس فیہما من شہوة وہ بالنظر فی فرجہما عن

شہوة عندہا ولا تثبت بالنظر فی سائر الأعضاء بشہوة ولا یمنس سائر

الأعضاء إلا عن شہوة بلا خلاف۔ (۱)

(ترجمہ:) "کلاہ قاسد اور وطنی باغیر سے بھی بالاتحاد حرمت مصاہرت

ثابت ہو جاتی ہے۔ شہوت کے ساتھ چھونے اور شرمگاہ کی طرح نظر کر کے

سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ باقی تمام اعضاء محض دیکھنے سے حرمت

نہیں ہوتی اگرچہ وہ دیکھنا شہوت سے ہو۔ اسی طرح دیگر تمام اعضاء کو

چھونے سے حرمت اس وقت ہوگی جب وہ چھونا شہوت کے ساتھ ہو۔ اسی

میں کسی کا اختلاف نہیں۔"

امام قدوری لکھتے ہیں:

یحوز ان یتزوج بأخت أخیہ من النسب وذلك مثل الأم من الأب إذا

کان له أخت من أمه جائز لأخیہ من أبیہ ان یتزوجہا۔ (۲)

(ترجمہ:) "اپنے کسی بھائی کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے وہ اس طرح کہ

باپ کی طرف سے بھائی کی اسی کی ماں سے (پچھلے شوہر کی وجہ سے) بہن

ہو تو یہ اپنے کسی بھائی کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے۔"

## شرعی حق مہر کتنا ہے؟

سوال: شرعی حق مہر کتنا ہوتا ہے؟

جواب: بشریعت مطہرہ میں مہر کی کم از کم مقدار دس درہم چاندی مقرر ہے جبکہ دیانہ سے

زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ اس سے زیادہ جتنا بھی بوقت نکاح فریقین مقرر کر دیں

وہ باعتبار شریعت محمدی دین لازم ہوگا۔ دس درہم چاندی کا وزن 30.618 گرام

1- بدائع الصنائع، کتاب النکاح، الصادرة 3/260، دار الکتب العلمیہ بیروت

2- مختصر القدوری، کتاب الرضاع، ص 152، دار الکتب العلمیہ بیروت



چاندی ہے۔ چاندی کی قیمت میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے اسلئے مذکورہ وزن کی چاندی کی قیمت معلوم کر کے دس درہم کی رقم معلوم کی جاسکتی ہے۔  
 مثلاً آج 5 دسمبر 2018 ایک گرام چاندی کی قیمت 73.7 ہے تو 30.618 گرام چاندی کی قیمت 2257 روپے بنی۔ تو آج کے دن کا کم سے کم شرعی حق مہر 2257 روپے ہے۔

**تفصیل: الدر المختار میں ہے:**

«أَمَّا حَشَاةُ دَرَاهِمٍ لِحَدِيثِ الْبَيْهَقِيِّ وَغَوَاةُ لَا مَقَرَّ أَكْلٍ وَنَحْوِهَا

دَرَاهِمٍ» - (1)

(ترجمہ:) "مہر کم از کم دس درہم ہے بشرطی اور اس کے علاوہ کی حدیث میں ہے: مہر دس درہم سے کم نہیں ہے۔"

**مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟**

سوال: مہر فاطمی سے کیا مراد ہے اور اس کی مقدار کتنی ہے؟

جواب: مہر فاطمی سے مراد رسول اللہ کی صاحبزادی سیدہ خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء کا حق مہر ہے۔ اس کی مقدار 500 درہم تھی۔

ایک درہم 3.0618 گرام کا ہوتا ہے لہذا آج کے دور کے حساب سے 500 درہم کا وزن 1530 گرام چاندی ہے، جس کی مالیت آج 5 دسمبر 2018ء کے لحاظ سے 112761 روپے یعنی ایک لاکھ بارہ ہزار سات سو اکتھ روپے۔

**تفصیل: امام نووی تحریر فرماتے ہیں:**

وَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ لَا يَزِيدَ عَلَى عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ، وَهُوَ صِدَاقُ الزَّوْجِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَنَاتُهُ عَلَيْهِنَ سَلَامُ اللَّهِ وَرَحْمَتُهُ لَهَا رُوي عَنْ

عَلِيشَةَ ثَلَاثَ كَلَنَ صِدَاقِ الزَّوْجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنًا

عشا اوقیہ ونشأ قالت والنش نصف اوقیہ، والاقیہ اربعون درهما۔ (1)

(ترجمہ:) مستحب یہ ہے کہ پانچ سو درہم سے زیادہ حق مہر نہ رکے اور یہی حق مہر نبی کریم کی ازواج اور بیویوں کا تھا۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا حق مہر بارہ اوقیہ اور ایک لٹ تھا، ایک لٹ آدھا اوقیہ ہوتا ہے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

حق مہر کی مقدار لڑکی سے پوچھنا ضروری ہے؟

سوال: حق مہر کی مقدار کا لڑکی سے پوچھنا ضروری ہے؟

جواب: حق مہر کی رقم کے لئے لڑکی سے پوچھنا ضروری ہے کیونکہ اس کا نکاح ہو رہا ہوتا ہے اور وہی اپنے آپ کو شوہر کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ اس کی رضا کے بغیر مقرر نہ کیا جائے۔

مگر ہمارے ہاں معاملہ اس کے برعکس ہے کہ یا تو شرعی حق مہر مقرر کر دیا جاتا ہے یا پھر جو رواج میں ہوتا ہے وہی لکھ دیتے ہیں، اور لڑکی خاموش رہتی ہے اور قبول کر لیتی ہے۔

تفصیل: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِنْ أَتَيْتُمْ إِهْدَانًا وَتِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ (2)

(ترجمہ:) "اگرچہ تم نے انہیں سولے کا خزانہ بھی دیا ہو۔"

مصنف عبد الرزاق میں ہے:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْكَعْبِ لَا تَغْلُوا فِي مُهْرِ النِّسَاءِ، فَقَالَتِ امْرَأَاتُنَّ ذَلِكَ

لَكَ يَا عُمَرُ، إِنَّ اللَّهَ يُكْوِلُ: وَإِنْ أَتَيْتُمْ إِهْدَانًا وَتِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ قَالَ

1- المجموع شرح المہذب، کتاب النکاح، 327/18، مدار القریبوت

2- النساء، آیت: 20

وَكَذَلِكَ هِيَ فِي رَأْيِنَا مَوْلَا اللَّهِ فَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا بِهِنَّ شَيْئًا، لَعَلَّكُمْ  
تُحِبُّوا أَمْرًا أَغَايَضَتْ عَنْكُمْ لَفْظُهُ» (1)

(ترجمہ:)"عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کے حق مہر میں  
مباہت نہ کرو۔ تو ایک عورت نے کہا اے عمر! آپ کے لیے یہ جائز نہیں۔  
اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: رَوَيْنَ آتَيْنِمْ لَمْ يَخْذَا مِنْ ذَهَبٍ فَلَا يَحِلُّ لَكُمْ  
أَنْ تَأْخُذُوا بِهِنَّ شَيْئًا، اگرچہ تم نے انہیں سونے کا خزانہ بھی دیا ہو تو  
تمہارے لیے اس میں سے کچھ بھی لینا حلال نہیں ہے۔ عہد اللہ کی قراوت  
میں ایسے ہی ہے (یعنی لفظ "ذہب" کے اضافہ کے ساتھ)۔ تو عمر رضی اللہ  
عنہ نے فرمایا ایک عورت نے عمر سے جھڑپ کیا اور وہ جیت گئی۔"

اس سے پہلے ہم نے ذکر کیا کہ نبی کریم کی ازواج اور بیٹیوں کا حق مہر لاکھوں میں  
ہوتا تھا حالانکہ اس دور میں پیسے کی قدر (ویلیو) بہت زیادہ تھی۔

دولہن کے تحائف، زچہ اور جہیز کس کی ملکیت ہیں؟

سوال: دولہن کے تحائف اور زچہ و طیرہ کس کی ملکیت ہوتے ہیں؟

جواب: (1) شادی کے موقع پر دولہن کو جو کچھ کی طرف سے جہیز ملتا ہے وہ اسی کی  
ملکیت ہوتا ہے۔

(2) رقوم اور دیگر تحائف بھی دولہن کی ملکیت ہوتے ہیں۔

(3) سسرال والوں کی طرف سے جو کچھ اور دیگر سامان ملتا ہے ■ بھی اسی کی  
ملکیت میں ہوتے ہیں۔

(4) سسرال والوں کی طرف سے جو زچہ ملتا ہے ہمارے عرف اور رواج کے مطابق  
دولہہ اسی کی ملکیت سمجھا جاتا ہے۔

1- معصومہ امجدی، کتاب النکاح، باب نکاح المصفا، رقم (10420)، 6/180،

پہلی تین صورتوں میں میاں بیوی یا ان کے خاندانوں میں اختلاف اور جھگڑا پیدا نہیں ہوتا۔ جب میاں بیوی کے درمیان یا ان کے خاندانوں کے درمیان جھگڑا شروع ہو جائے یا تو بہت طلاق تک پہنچ جائے تو زیورات کی ملکیت کا مسئلہ آتا ہے کہ شوہر اور اس کے گھروالے کہتے ہیں کہ ہم نے تو صرف استعمال کے لئے دیا تھا۔ جبکہ بیوی کا دعویٰ ہوتا ہے کہ انہوں نے مجھے مالک بنا دیا تھا۔

لہذا اگر کسی کی طرف سے دستاویزات کی صورت میں یا گواہوں کی صورت میں شہادت موجود نہ ہو تو اس قوم کے عرف اور رواج کو دیکھا جائے گا، اور ایسے کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ یعنی اگر ان کا عرف یہ ہے کہ یہ واپس لے لیتے ہیں یا طلاق کی صورت میں واپس کرتی ہوتی ہے تو ایسی صورت میں وہ زیور بیوی کی ملکیت میں نہیں ہوں گے۔  
**تفصیل:** علامہ ابن ماجہ بن شامی تحریر فرماتے ہیں:

فإن كل أحد يعلم أن البهلا ملك المرأة وأنه إذا طلقها تأخذ به كله،  
 وإذا طلقها بغير ثمنها ولا يفتن به شيء منه وإنما المعروف أنه يرد إلى  
 البهلا لتلك البهلا كثير ليعتد به بيته ويستفهم به بإذنها ويتركة هو  
 وأولادها إذا ماتت۔ (1)

(ترجمہ:)"بے شک ہر ایک جانتا ہے کہ جھڑ خانہ عی کی ملک ہوتا ہے۔  
 نہیں جب شوہر اس کو طلاق دیتا ہے تو سارا جھڑ لے کر جاتی ہے۔ اور جب  
 مر جائے تو وہ شوہر کو وارث بناتی ہے اور جھڑ کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں  
 ہوتا۔ راجح یہ ہے کہ وہ میر میں زیادتی کر لے جاتی ہیں تاکہ بہت زیادہ جھڑ  
 لے لیں تاکہ وہ اس سے اپنے گھر کو حریں کرنے اور شوہر اس کی اجازت سے  
 اس کے جھڑ سے نفع اٹھاتا ہے اور جب وہ مر جاتی ہے تو شوہر اور اس کی  
 اولاد اس کی وارث بنتی ہے۔"

نکاحی رضویہ میں ہے:

"جنم ہمارے باؤ کے عرف عام شائع سے خاص ملک زوجہ ہوتا ہے جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں، طلاق، ہوائی توکل لے گئی، اور سرگئی تو اسی کے درتاء پر تقسیم ہوگا"۔ (2)

بیوی کا الگ رہائش کا مطالبہ کرنا کیسا؟

سوال: بیوی کا الگ رہائش کا مطالبہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر بیوی کو ایک الگ کمرہ میسر ہے جس میں اس کا سامان محفوظ ہے، اپنی مرضی سے اسے کھول اور بند کر سکتی ہے اور اس میں کسی دوسرے کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو الگ رہائش کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ رہنا مشکل ہو جائے تو اس کا مطالبہ درست ہے۔

تفصیل: علامہ ابن ماجہ میں شامی لکھتے ہیں:

والظاهر ان المراد بالمتفرق ما كان مختصا بها ليس فيه ما يشار بها به أحد من أهل الدار وأقرب في الفتى بعد ما نقل من التفاضل الإمام أنه إذا كان له خلق يخصه وكان الغلاء مشتركاً ليس لها أن تطالبه بتسكين آخر بيت الغلاء وموضع الطهارة بأن يكونا داخل البيت أو في الدار فلا يشار بها فيهما أحد من أهل الدار قلت وبينها أن يكون هذا في ظهور الفقهاء الذين يسكنون في البيوت والأحوال بحيث يكون لكل واحد بيت يخصه وبعض المرافق مشتركة كالغلاء والكنور وبشر الباء ويأتي تمامه قريباً وهذا موافق لما قدمناه من الملتقط من قوله احتجنا إلى السكنى بالمعروف لإدلائك أن المعروف يختلف باختلاف

نکاحی رضویہ، 12/202، رضا فاؤنڈیشن لاہور، مجموع المسائل، 2/253، فتاویٰ القرآن

پبلشرز لاہور

الزمان والمكان، فعلى الفق أن ينتظر إلى حال أهل زمانه وبلده، إذ بدون ذلك لا تحصل المعاشرة بالمعروف. (1)

(ترجمہ:) "ظاہر یہ ہے کہ اکیلے گھر سے مراد کہ جو بیوی کے ساتھ خاص ہو اس میں کوئی اور شریک نہ ہو مگر دالوں میں سے۔۔۔۔۔ اس کو فتح القدر میں برقرار رکھا قاضی امام سے یہ نقل کرنے کے بعد کہ جب کرے کو تالا لگا ہوا ہو تو وہ اسی کے ساتھ خاص ہوگا۔ بیت الخلاء اگر مشترک ہو تو وہ تب بھی دوسرے الگ گھر کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ بیت الخلاء اور کچن بھی کمرے میں داخل ہیں یا گھر میں کہ ان دونوں میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ میں نے کہا: مناسب یہ ہے کہ یہ غریبوں کے غیر میں شرط ہونی چاہیے کیونکہ غریب حویلی میں اور دیہات میں رہتے ہیں کہ ہر ایک کے لئے کمرہ الگ ہوتا ہے اور بیت الخلاء، خور اور کنواں وغیرہ مشترک ہوتا ہے۔۔۔۔۔ یہ اس کے موافق ہے جو ہم نے معلقہ سے ان کا قول پہلے ذکر کیا کہ رہائش میں عرف کا اعتبار ہوگا اور عرف زمانے اور مکان کے عطف ہونے سے عطف ہو جاتا ہے۔ پس مفتی پر لازم ہے کہ وہ اپنے شہر اور اپنے زمانے کے عرف کو مد نظر رکھے کیونکہ اس کے بغیر صحیح معاشرت نہیں ہو سکتی۔"

بہار شریعت میں ہے:

"عورت اگر حرامکان چاہتی ہے یعنی اپنی عورت یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اگر حرامکان میں کوئی ایسا دالان اُس کو دے دے جس میں دروازہ ہلوار بند کر سکتی ہو تو وہ دے سکتا ہے دوسرا مکان طلب کرنے کا اُس کو اختیار نہیں بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں"۔ (2)

1- در کتاب باب الفقه، 3/600، در الفکر بیروت

2- بہادر شریعت، حصہ 2، 8/271، مکتبہ المدینہ، کراچی



کی بہنیں اور خورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیٹیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹیوں کی بیٹیاں۔"

اور یہی حکم لڑکی گود لینے کے بارے میں ہوگا کہ پردوش کرنے والا اگر لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس کے بالغ ہونے پر پردہ لازم ہوگا۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گود لینے والے کی بیٹیاں ہی بیٹیاں ہوتی ہیں اور وہ کسی سے لڑکا گود لے کر پردوش کرتا ہے اگرچہ پردوش کرنے والے کی بیوی اس لڑکے کی محرم ہو لیکن اس کی بیٹیوں کے لئے وہ نامحرم ہوگا اس کے بالغ ہونے پر پردوش کرنے والے کی بیٹیوں سے پردہ ضروری ہوگا۔

لے پالک بچوں میں پردے کے مسئلے کا حل:

اگر گود لیا جانے والا لڑکا ہے تو مرد کی بیوی اپنی بہن یا بھابھی یا کسی ایسی عورت کا دودھ 2 سال عمر ہونے سے پہلے پلوا دے تاکہ وہ بچہ رضاعت کے رشتے سے اس کا محرم بن جائے۔ اور اگر لڑکی گود لیتے ہیں اور وہ مرد کی محرم نہیں تو پھر شوہر اپنی بہن، بھابھی یا کسی ایسی عورت کا دودھ بچی کی 2 سالہ عمر ہونے سے پہلے پلوا دے کہ ان کے درمیان رضاعت کے رشتے سے حرمت قائم ہو جائے اور وہ مرد اس کا محرم بن جائے تاکہ بالغ ہونے پر پردہ لازم نہ ہو۔

صدرالاقاضی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

"رضاع سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں اس لیے شیر خواہ پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کی نسبی و رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔" (i)



حدیث پاک میں ہے:

يَخْرُجُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ (1)

(ترجمہ:) "جو چیز ولادت سے حرام ہوتی ہے وہی چیز رضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہے۔"

دوسری حدیث میں ہے:

يَخْرُجُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَخْرُجُ مِنَ النِّسْبِ (2)

(ترجمہ:) "جو چیز نسب سے حرام ہوتی ہے وہی چیز رضاعت سے بھی حرام ہوتی ہے۔"

تیسری حدیث میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا خَرَجَ مِنَ النِّسْبِ (3)

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ نے رضاعت سے وہ چیز حرام کر دی جو نسب سے حرام تھی۔"

لیکن اگر ارحامی سال عمر ہو چکی ہے تو پھر کسی عورت کا دودھ پلانے سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں ہوگا۔

لے پالک کی ولدیت کا مسئلہ:

بچے کی ولدیت اپنے اصل باپ کی ہی باقی رہے گی اور اسی کے نام سے بلایا اور پکارا جائے گا یہاں تک کہ اسکول، کالج، شناختی کارڈ اور نکاح قارم وغیرہ میں اس کے اصل باپ کا ہی نام لکھا جائے گا۔ ہاں پرورش کرنے والا دستاویزات میں اپنا نام بطور

1- صحیح البخاری باب ما حمل من الدخول واغتر الدی النساء فی الرضاع، المرقم (5239)۔

38/7، دار طوق النہاء

2- صحیح مسلم، باب تحریم الرضاع من ماء الحمل، المرقم (1445)، 2/1070، دار احیاء التراث

العربی بیروت

3- مسند احمد، المرقم (1097)، 2/68، دار الحدیث القاهرة

میر پرست کے لکھا سکتا ہے۔

اگر پردوش کرنے والا اس کو اپنے نام سے منسوب کرے یا کوئی اور شخص اس کے اصل باپ کو جانتے ہوئے پردوش کرنے والے کی طرف منسوب کرے تو یہ ناجائز و حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا يَجْعَلْ أَدْمِيَةً كُمْ أَبْنَاءَكُمْ وَلَكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ

وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ادْعُوهُمْ لِأَسْمَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ (1)

(ترجمہ:) "نہ تمہارے لے پا لکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہتا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔"

اس کے حقائق حدیث پاک میں بہت ہی سخت و عید آئی ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ دَحْيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ، يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى فُلَانٍ

أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ فُلَانًا أَبِيهِ، قَالَ لَيْلَةُ عَلَيْهِ سَعَاءُ (2)

(ترجمہ:) "حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے نسب کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔"

طبرانی المعجم الکبیر میں ہے:

مَنِ ادَّعَى إِلَى فُلَانٍ أَبِيهِ فَقَدْ بَغَى لِنَفْسِهِ اللَّهُ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ أَجْمَعُونَ، لَا

1- الاحزاب، آیت: 4، 5

2- صحیح البخاری، باب من ادعی الی غیرہ، رقم (6766)، 8/156، وارتق النجاد

يُغْفِرُ مَنَّهُ غُفْرًا كَثِيرًا وَلَا تَزِدْ لَهُ مَنًّا (1)

(ترجمہ:) "جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے نسب کو منسوب کرے اس پر خود اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ غفل۔"

امام السنن امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

"پس خواتین جنہیں کس راہبری شود نہ خود بے علائق از پدران الحقائق لا تغیر"

ترجمہ: منہ بولا بیٹا نہ ایسے شخص کا بیٹا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے باپ سے ہے۔

غفلت ہوتا ہے کیونکہ حقیقتوں میں تغیر نہیں ہوتا۔" (2)

لے پالک کا میراث میں حصے داری کا مسئلہ:

لے پالک لڑکی ہو یا لڑکا اپنے حقیقی ماں، باپ اور بہن بھائیوں کا وارث بن سکتا

ہے۔ پرورش کرنے والا اگر ان کے علاوہ محض اجنبی ہے تو اس کے انتقال کے بعد اس

کی جائیداد میں حصہ دار یا وارث نہیں بن سکتا۔

ہاں! اگر کوئی شخص اپنے پروردہ کو اپنی زندگی میں کچھ دیتا چاہے بشرطیکہ اس سے

اس کے ورثہ والوں کو ہرگز نہ ہوتے ہوں تو یہ دینا جائز ہے۔ اس کو چاہیے جو کچھ دے اس

کے حوالے کرنے کے بعد قبضہ بھی دے دے۔

علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

شرائط صححتها فی الموقوف أن یکون مقبوضا غیر منشاء میرزا غفر

مشغول و تتم الہیۃ بہ القیض الکامل۔ (3)

(ترجمہ:) "بہ کی جانے والی چیز میں بہ کی شرائط میں سے ہے کہ اس پر

1- اہم الکبیر، رقم (64)، 34/17، ملبورہ ص 10

2- فتاویٰ رضویہ، 178/28، رمضان 6 ذی القعدہ 1397ھ

3- الدر المختار، کتاب الحجۃ، 5/688، دار الفکر بیروت

قبضہ کروایا جائے، مشترک نہ ہو، دوسری چیزوں سے جدا (واضح) ہو اور بہہ کرنے والے کے اپنے تصرف میں مشغول نہ ہو۔۔۔ نیز فرمایا: اور قبضہ کاملہ کے ساتھ بہہ تمام ہو جاتا ہے۔"

فائدہ: عالمگیری میں ہے:

ومنها ان یکون الموهوب مقبوضا حق لایثبت الملك للموهوب له لعل القبض۔ (1)

(ترجمہ:) "بہہ کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ بہہ کی ہوئی چیز جس کو بہہ کی ہے اس کے قبضے میں چلی جائے، چنانچہ قبضے سے پہلے موهوب لدا کی ملکیت ثابت نہیں ہو سکتی۔"

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر زندگی میں نہیں رہتا چاہتا تو پھر اس کے لئے وصیت کر جائے اور یہ زیادہ سے زیادہ ایک تہائی مال میں جائز ہے۔ ترکے کی تقسیم کے وقت سب سے پہلے تجیز و تقسیم کے اخراجات الگ کیے جائیں گے اس کے بعد اگر کچھ قرض ہو تو اس کی ادائیگی کی جائے گی اور پھر اس وصیت کے مطابق اس لے پالک کو حصہ دیا جائے گا اور بقیہ مال مرنے والے کے شرعی ورثاء کے مابین ان کے حصص کے مطابق تقسیم ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر بچی کو گود لیا اور وہ مرد اس کا محرم نہیں ہے یا لڑکا گود لیا اور وہ عورت کا محرم نہیں ہے تو بالغ ہونے پر پردہ لازم ہوگا اور اگر گود لینے جانے والے بچے کو کسی ایسی عورت کا دودھ 2 سال کی عمر ہونے سے پہلے پہلے پلا دیا جائے جس سے وہ بچی مرد کے لئے محرم بن جائے اور لڑکا عورت کے لئے محرم بن جائے تو بالغ ہونے پر پردہ لازم نہیں ہوگا۔ اور گود لئے ہوئے بچے یا بچی کو اس کے اصل ماں باپ کے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم!

## سہا سہر کی خدمت کرنا واجب ہے؟

سوال: بیوی پر اپنی سہا سہر کی خدمت کرنا واجب ہے؟

جواب: شریعت کے حراج اور اخلاقیات میں سے ہے، صلہ رحمی اور رواداری میں سے ہے کہ اگر شوہر کے والدین اس کے پاس رہائش پذیر ہوں تو اپنے شوہر کی وجہ سے ان کے کھانے، پینے اور پہننے کا خیال رکھے۔

ہمارے ہاں بعض زیادہ پڑھے لکھے کم سمجھ دار ایک دم سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ خاتون پر سہا سہر کی خدمت واجب نہیں، بیوی کا کھانا پکانا واجب نہیں، یہ کرنا واجب نہیں وہ کرنا واجب نہیں۔۔۔۔۔

واجب نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ شوہر کے والدین کو گھر سے نکال دیا جائے یا خود مزے سے کھائے اور شوہر اپنے والدین کے لئے خود کھانا پکائے یا ہوٹل سے لائے۔ ایسی بہت ساری چیزیں ہیں کہ جو شوہر پر واجب نہیں ہیں مگر شوہر جب بھی انہیں پوری کرتا ہے۔ مثلاً:

1. سال میں ایک گرمی اور ایک سردی کا کپڑا دینا لازم ہے، الماری اور لنگر کو کپڑوں سے بھرنا واجب نہیں۔

2. علاج معالجہ واجب نہیں بھلے کتنی ہی بیماری کیوں نہ ہو۔

3. شاپنگ کرنا واجب نہیں وغیرہ۔۔۔۔۔

اس کے علاوہ بے شمار ایسے معاملات ہیں کہ جن کا کرنا شوہر پر لازم نہیں ہے مگر وہ اخلاقیات کو نبھانے اور معاملات کو چلانے کے لئے کرنا ہوتا ہے۔ مگر جب بیوی کے لئے شوہر کے والدین کی خدمت اور دیکھ بھال کی باری آتی ہے تو اسے قوتے اور واجبات یاد آجاتے ہیں۔ حق اور سچ یہ ہے کہ غیرت مند، عزت دار اور سلجھی ہوئی اگرچہ کم پڑھی لکھی یا ان پڑجہ خاتون کسی بھی اس طرح کے شکوے زبان پر نہیں لاتی۔

تفصیل: فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ولا يجب الدواء للمرض، ولا أجرة الطبيب، ولا القصد، ولا الحجامة  
 كذا في السراج الوهاج وعليه من الماء ما تغسل به ثيابها وبندها من  
 الوسخ كذا في الجوهرة النيرة۔ (1)

(ترجمہ:) "شوہر پر مریض بیوی کی دوائی لینا واجب نہیں ہے اور نہ ہی  
 ڈاکٹر کی فیس، نہ قصد لگانے کی نہ پچھنے لگانے کی فیس، اسی طرح سراج و ہاج  
 میں ہے شوہر پر صرف اتنا پانی سہا کرنا لازم ہے کہ جس سے وہ اپنے  
 کپڑوں کو دھو سکے اور بدن کی سہل اتار سکے۔ اسی طرح جوہرہ نیرہ میں  
 ہے۔"

اسی بھی ہے:

وان كان الزوج موسرا مفرط اليسار دعوان يأكل الحلواء، واللحم  
 المشوي والهاجات وهي فطيرة كانت تأكل في بيتها غير الشعور لا يجب  
 عليه أن يطعمها ما يأكل بنفسه، ولا ما كانت تأكل في بيتها، ولكن  
 يطعمها غير الزود باجدة، أو باجتين وفي ظاهر الرواية يعتد بحال الزوج في  
 اليسار والإحصار كذا في الكافي وفيه سهم كثير من الشايخين۔ رحيم  
 الله تعالى۔ وقال في التنقيح إنه الصحيح كذا في غنى القدير، وقال  
 مشايخنا۔ رحيمهم الله تعالى۔ والمستحب للزوج إذا كان موسرا مفرط  
 اليسار والبراءة فطيرة أن يأكل معها ما يأكل بنفسه۔ (2)

(ترجمہ:) "اگر شوہر دولت مند ہے اور زیادہ خرچ بھی کرتا ہے مثلاً وہ  
 مشائی، بکری، بٹی اور مختلف قسم کے کھانے کھاتا ہے جبکہ بیوی غریب تھی وہ  
 اپنے گھر میں روٹی پر ہی گزارہ کرتی تھی تو شوہر پر واجب نہیں کہ جو خود

1۔ تادی مالتیری، الباب السابع عشر، الفصل الاول، 1/548، دار الفکر بیروت

2۔ تادی مالتیری، الباب السابع عشر، الفصل الاول، 1/548، دار الفکر بیروت

کھائے وہی بیوی کو کھلائے، بلکہ جو گھر میں رہ کر کھائے وہی اس کو بھی کھلائے یہ بھی واجب نہیں۔ لیکن وہ اس کو گندم کی روٹی اور ایک یا دوسری کبھی کبھی کھلا دے۔ ظاہر الروایہ میں ہے کہ شوہر کی غربت اور امارت کا اعتبار ہوگا، اس طرح کافی میں ہے۔ اس پر کثیر مشائخ جمع ہیں۔ اور تحفہ میں فرمایا: بھی گھج ہے، اسی طرح فتح القدیر میں ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا: شوہر جب امیر اور اچھا کھاتا پیتا ہو جبکہ بیوی غریب ہو تو جو خود کھائے وہی اس کو کھلائے تو یہ مستحب ہے۔"

اس میں ہے:

وَأَمَّا مَا يَقْضِيهِ التَّلَافُظُ وَالِاسْتِثْنَاءُ مِثْلُ الْعُقَابِ وَالْكَفْلِ فَلَا يُلْزَمُهُ بَلْ هُوَ عَلَى اعْتِبَارِ إِنْ شَاءَ عِيَالُهَا، وَإِنْ شَاءَ تَرْكُهَا، فَرَأَاهَا كَمَا كُنَّا قَعْلُهَا اسْتِثْنَاءً، وَأَمَّا الطَّبْخُ فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ مَتْنُهُ إِلَّا مَا يَقْضِيهِ السُّهُوَّةُ لَا فَرِيضَةٍ عَلَيْهِ مَا يَقْضِيهِ الصَّنَاعَةُ۔ (۱)

(ترجمہ:) "باقی رہا وہ چیزیں کہ جس سے لذت اور لطف ملتا ہے مثلاً عقیاب اور سرمہ تو یہ شوہر پر لازم نہیں ہیں، بلکہ شوہر کی مرضی ہے چاہے تو اسے لے کر دے چاہے تو نہ لے کر دے۔ اور اگر اسے لے کر دیتا ہے تو خاتون پر اس کا استعمال کرنا لازم ہے۔ خوشبو لے کر دیتا بھی لازم نہیں مگر یہ کہ بدبو محسوس کرنے کے لئے ہونہ اس کے علاوہ کے لئے۔ ہاں بظلوں کی بدبو محسوس کرنے کے لئے خوشبو لے کر دینا لازم ہے۔"

دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی اجازت ضروری ہے؟

سوال: دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے؟

جواب: جب شوہر ایک سے زیادہ بیویوں کے حقوق یعنی دونوں کی رہائش، نان و نفقہ میں

عدل و انصاف کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے پہلی بیوی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دوسری بیوی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ پہلی بیوی کی طلاق کا مطالبہ کرے یا پہلی بیوی دوسری شادی کرنے سے منع کرے۔

ہاں! اگر کوئی قانونی رکاوٹ ہے تو اس کے لئے ماہر قانون دان سے مشورہ کر لینا چاہئے۔

تفصیل: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَمَّا يَفْتِنَنَّ الْأَخَذَيْنِ أَنْ يُخَالِفَا طَوَائِفَهُ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكَ أَجْنَبٌ آلَا تُكُونُوا۔ (1)

(ترجمہ: "پھر اگر ڈرو کہ دو بیویوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔"

نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمْشِي فِي بَيْنَهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ جِلْدَ بَيْتِ الْفَيْتَامَةِ أَعْدُوهُ يَتَّقِيهِ مَالِكٌ۔ (2)

(ترجمہ: "جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھتا ہو تو فحاشی کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک ہاتھ جھکا ہوا ہوگا۔"

اسی میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِي بَيْنَ نِسَائِهِ

1- النساء، آیت: 3

2- سنن الدلائل، کتاب طلاق، باب من تزوج النساء كل أربعين، رقم (3942)، 7/63، مکتبۃ المطبوعات، حلب



ثُمَّ يَعْبُدُ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا فَعَلِي فِيمَا أُمِرْتُ، فَلَا تُلْغِي لِي مَا تَشَاءُ، وَلَا أُمِرْتُ۔ (1)

(ترجمہ:) "ام المؤمنین سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواج محرمات کے مابین) تقسیم کرتے اور بدل کرتے اور فرمایا کرتے "اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے۔ اور اس بات میں مجھے ملامت نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میرا اس پر اختیار نہیں۔" اسی میں ہے:

لَا تُؤْفِقُنِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَشْرِكْ عَلَى النَّوَصِي، وَلَكِنِّي لِيَعَابِ امْرَأًا وَمِنْكُمْ، بِأَنِّي لِيَعَابِ عَائِشَةَ۔ (2)

(ترجمہ:) "ام سلمہ اتم عائشہ کے سلسلہ میں مجھے نہ سزاؤ کیوں کہ عائشہ کے علاوہ تم سب میں سے کوئی عورت ایسی نہیں جس کے خلاف میں مجھ پر دہی اتری ہو۔"

### طلاق دینا اور طلاق کا مطالبہ کرنا کیسا؟

سوال: طلاق دینا اور طلاق کا مطالبہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: شریعت کی نظر میں مرد کا طلاق دینا یا عورت کا طلاق کا مطالبہ کرنا سخت ناپسندیدہ فعل ہے۔ مگر لوگوں نے اس کو سب سے سستا اور آسان سمجھا ہوا ہے، کہ چھوٹی سی بات پر مرد اپنی مردانگی دکھاتے ہوئے طلاق دے دیتا ہے اور عورت اپنی مظلومیت کا اظہار کرتے ہوئے طلاق کا مطالبہ کر دیتی ہے۔

احادیث میں وعیدات:

سنن ابن ماجہ میں ہے:

1- سنن ابی حنیفہ، کتاب طلاق، ج 1، رقم (3943)، 63/7

2- سنن ابی حنیفہ، کتاب طلاق، ج 1، رقم (3950)، 68/7

أَبْنَفَسُ الْخَلَالِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ۔ (1)

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلال چیزوں میں سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔"

سنن الدار قطنی میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْزُودُ مَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا حَلَّ وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَتَايِ وَلَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا حَلَّ وَجْهِ الْأَرْضِ أَبْنَفَسُ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ۔ (2)

(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معزود! اللہ تعالیٰ نے زمین پر جتنی چیزیں پیدا کی ہیں سب سے زیادہ محبوب آزاد کرنا ہے۔ اور جتنی چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں ان میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔"

سنن الترمذی میں ہے:

أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا تَكُنْ ذَوْجَهَا طَلَقًا لِي فَقَدْ مَا تَأْسَى لَهَا عَلَيْكَ وَإِلَيْكَ الْخَلْقُ۔ (3)

(ترجمہ:) "جو خاتون بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو خرام ہے۔"

سنن نسائی میں ہے:

الْمُتَشَوِّعَاتُ وَالْمُتَشَوِّعَاتُ هُنَّ الْمُتَأَيِّقَاتُ۔ (4)

- 1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، المرقم (2818)، 1/850، دار احیاء الکتب العربیہ بیروت
- 2۔ سنن الدار قطنی، کتاب الطلاق، المرقم (3984)، 5/63، موسسۃ الرسالۃ بیروت
- 3۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، المرقم (2226)، 2/268، المکتبۃ العصریہ
- 4۔ سنن نسائی، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، المرقم (3461)، 6/168، المکتبۃ العصریہ بیروت

(ترجمہ:) "اپنے شوہروں سے بلا عذر کے خلع اور طلاق مانگنے والیاں منافق عورتیں ہیں۔"

مشکاۃ المصابیح ہے:

أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَكْلِيَمَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ فَطَبَّاقَ ثُمَّ قَالَ أَيْتُكَ بِكِتَابِ اللَّهِ حَرْفٌ وَجَلَّ وَأَنَا بِذَلِكَ أَكْفَرُكُمْ؟ حَقٌّ قَامَ وَجَلَّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَتُشَلِّعُ؟ (1)

(ترجمہ:) "اللہ کے رسول ﷺ کو ایک ایسے آدمی کے بارے میں خبر دی گئی جس نے ایک ساتھ تین طلاق دی تھی۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا وہ کتاب اللہ سے کھلاؤ کرتا ہے۔ جبکہ میں اس کے درمیان ہوں۔ حتیٰ کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کیا میں اسے تل کر دوں؟"

### کورٹ کی طلاق / عدالتی خلع کا حکم؟

سوال: کورٹ کی طلاق یا عدالتی طلع کا کیا حکم ہے؟

جواب: یکطرفہ عدالتی طلع کہ جس کے سبب پر شوہر نے دستخط نہیں کیے یا جج کو اختیار نہیں دیا یا اس کے فیصلے سے راضی نہیں ہے تو ایسی طلع اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔ طلع کے لئے بنیادی چیز یہ ہے کہ شوہر اور بیوی دونوں کی رضا مندی ہو یا دستخط ہوں یا فیصلے کا اختیار جج کو دے دیا ہو یا فیصلے سے راضی ہوں۔

تنبیخ یعنی جج کا نکاح کو ختم کرنا الگ مسئلہ ہے اور طلع کا فیصلہ دینا الگ مسئلہ ہے۔ ہمارے ہاں جج کو تنبیخ کا اختیار نہیں ہوتا بلکہ طلع کا اختیار ہوتا ہے اور طلع کے لئے تمام ملاب میں یہاں بیوی دونوں کی رضا ضروری ہے۔

**نکاح ختم کرنے کیلئے کیا تین طلاقیں دینا ضروری ہے؟**

**سوال:** نکاح کو ختم کرنے کے لیے تین طلاقیں دینا ضروری ہے؟

**جواب:** نکاح ختم کرنے کے لیے تین طلاق کا دینا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر ایک طلاق دے تو تین حیض کے بعد یہی نکاح سے نکل جائے گی اور وہ کسی اور سے نکاح کر سکتی ہے۔

مگر ہمارے معاشرے میں تین طلاق ہی دی جاتی ہیں اور نامور وکلاء و ججز حضرات تین سے کم طلاق سے کام چلاتے ہی نہیں ہیں اور یہی سمجھا جاتا ہے کہ نکاح ختم کرنے کے لیے تین طلاقیں ہی دینی پڑیں گی۔ جو کہ سراسر غلط اور گمراہ ہے، جس پر توبہ ضروری ہے۔

**طلاق دینے کا صحیح طریقہ:**

جس حیض کے بعد عورت سے بھرتی نہ کی گئی ہو اس پاکی کے دنوں میں صرف ایک طلاق رجعی دے، یعنی یہ کہے یا لکھ کر دے "میں نے تجھے ایک طلاق دی"۔

اس کے بعد اگر رجوع کرنا چاہے تو عدت کے بعد کر سکتا ہے ورنہ تین حیض کے بعد وہ عورت آزاد ہوگی اور کسی دوسرے سے بھی نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر یہ دونوں ماضی ہوں تو تہذیب نکاح بھی کر سکتی ہے اس کے لیے تحلیل شرعی کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر تین طلاقیں کی صورت میں رجوع نہیں ہو سکتا ہے۔

حزہ حضرات جہالت میں یا جلد بازی میں تین طلاقیں دینے کے بعد جب سمجھتا ہوتا ہے تو جھوٹ اور خیلے کے ذریعے طلاق دینے کی کیفیت کو بدل کر فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ اور اگر اہل سنت و جماعت سے تین طلاق نافذ ہونے کا فتویٰ ملے تو کسی دوسرے مکتب فکر کا سہارا لے کر تین طلاق کے نافذ ہونے سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو کہ سراسر غلط اور حرام میں مبتلا ہونے والا کام ہے۔

الحکم المکبر للظہرانی میں ہے:

قَالَ ابْنُ مَسْرُودٍ يَأْتِي عَلَى الثَّلَاثِ زَمَانٌ يَطْلُقُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، ثُمَّ يَرْجِعُ  
يَاكُفُّهَا فَيُحْيِيهِمْ عَلَى فَرْجِهَا، فَهَذَا آيَاتُ مَا أَقَامَ۔ (1)

(ترجمہ: "صحابی رسول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں پر  
ایسا زمانہ آئے گا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے گا پھر طلاق سے مکر جائے گا  
اور اس سے جھڑپ کرے گا، پس وہ دونوں زانی ہوں گے۔"

تین طلاقیں تین ہونے پر قرآن پاک سے دلیل

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اولاً دو طلاق کا ذکر کر کے فرمایا کہ اب بھی خاوند کو  
رجوع کرنے کا حق حاصل ہے اور تیسری طلاق کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اب ان  
کے درمیان حرمت مطلقہ قائم ہو چکی ہے اور بغیر تحلیل شرعی کے وہی جا کر نہیں ہے۔  
سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَمَا فِيهَا لَكُمْ مَعْرُوفٌ أَوْ تَسْوِيَةٌ بَيْنَهُمَا أُولَٰئِكَ حُدُودُ اللَّهِ لَا تَجَاوِزُهَا (2)

(ترجمہ: "یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا کوئی  
کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔"

پھر اسکے بعد مزید فرمایا:

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ جَاوِزًا۔ (3)

(ترجمہ: "پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ  
ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔"

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مطلقاً تین طلاق کا حکم بیان فرمایا اور اسکو ایک  
جلس یا متحد مجالس کے ساتھ مقید نہیں کیا، یعنی تین طلاقیں ایک مجلس میں دے یا ایک

1- اہم الکھیر للکھیر، باب الحن، رقم (10556)، 10/228، مکتبۃ ابن جمیعہ السمریۃ

2- البقرہ، آیت: 229

3- البقرہ، آیت: 230

ایک سال کے وقفے سے دے بہر صورت تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

غیر مقلدین کے امام ابن حزم کاہری نے اپنی کتاب میں لکھا:

لهذا يقيم على الثلاث مذهباً ومفارقة، ولا يجوز أن ينقض بهذا الآية

بعض ذلك دون بعض بغیر حص۔ (1)

(ترجمہ:) "یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ تین طلاق اکٹھی دی جائیں یا الگ

الگ بہر حال طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اور اس آیت کو بغیر دلیل کے بعض

صورتوں کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں ہے۔"

تین طلاق تین ہونے پر احادیث سے دلیل

(1) امام نسائی نے محمود بن لبید سے روایت کیا:

أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ

تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا، فَقَامَ غَضِبًا ثُمَّ قَالَ أَلَيْسَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ

أَكْثَرِكُمْ؟ حَقٌّ قَامَهُ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أَتَيْتُكَ؟ (2)

(ترجمہ:) "رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایسے شخص کی خبر دی گئی جس نے

اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاق دی تھیں، تو آپ غضب کی حالت میں کھڑے

ہوئے اور فرمایا: کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیا جاتا ہے حالانکہ میں

تمہارے درمیان ابھی موجود ہوں، حتیٰ کہ ایک شخص کھڑے ہوئے اور عرض

کیا یا رسول اللہ آپ حکم فرمائیں تو میں اسے قتل کر دوں۔"

اگر تین طلاقیں سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اتنا

سخت اٹھا رہا ہوگی کیوں فرمایا؟ یہاں تک کہ ایک صحابی نے اس شخص کے اس جرم کی

وجہ سے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی۔

1- الحلی بالآثار: 3/394، دار الفکر بیروت، لبنان

2- سنن النسائي، کتاب الطلاق، رقم (3401)، 6/142، مکتب المطبوعات، حلب

(2) امام الحدیث ابو عبد اللہ امام بخاری کے استاد محترم عظیم محدث امام عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا:

عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ دَاوُدَ بْنِ الشَّامِيِّ قَالَ طَلَّقَ جَدِّي امْرَأَةً أَلْفَ تَكْلِيْفَةٍ،  
فَاتَّقَلَّقَ ابْنُ ابْنِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ كَرِهَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ  
الْبُيُوتِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا اتَّقَى اللَّهَ جَلَّتْ، أَمَا شَكَتْ قُلُوبُ، وَأَمَا  
تَسْتَعِينُ وَتَسْتَعِينُ لَعَلَّكَ تَعْلَمُ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى عَذَابُهُ،  
وَإِنْ شَاءَ لَعَلَّكَ تَعْلَمُ۔ (1)

(ترجمہ:) "داؤد کہتے ہیں کہ میرے دادا نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دی  
تھیں تو میرے والد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کی  
خدمت میں سارا معاملہ عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میرا دادا  
اللہ سے نہیں ڈرتا؟ تین طلاق کا ان کو حق تھا (وہ واقع ہو گئیں) اور لو سو  
ساتھ طلاق انکی طرف سے ظلم و زیادتی ہے، اللہ تعالیٰ کی مرضی چاہے تو  
اسے طاب دے یا چاہے تو اسے عیش دے۔"

(3) صحاح ستہ کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے:

عَنْ حَاوِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قُلْتُ لِقَابِلَةَ بَنَاتِ عَدِيْبِيْنَ عَنْ طَلَّاحِكِ،  
كَانَتْ طَلَّقَتْ رَوْحَ شَكَاثَا، وَهُوَ عَادِيْعِي الْيَمَنِ، فَأَجَابَكَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے قاطرہ بنت  
قیس سے کہا کہ آپ مجھے اپنی طلاق کا واقعہ بیان کیجئے، انہوں نے جواب

1- مصنف عبد الرزاق، کتاب الطلاق، الرقم (11339)، 393/8، المکتب الاسلامی، بیروت

2- سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب من طلق ثلاثاً فی مجلس واحد، الرقم (2024)، 1/852.

دیا مجھے میرے شوہر نے یمن جاتے وقت تین طلاقیں دیں، تو رسول اللہ ﷺ نے یہ تینوں طلاقیں نافذ فرمادیں۔"

یہ بات ظاہر ہے کہ یہ تین طلاقیں ایک مجلس میں دی گئیں تھیں جیسی تو حضرت فاطمہ نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ طلاقیں نافذ فرمادیں۔ اگر الگ الگ مجلس میں تین طلاقیں واقع ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ کا ان طلاقوں کو نافذ کرنے کا کیا معنی ہے؟ اسی لئے امام ابن ماجہ نے اس حدیث کیلئے جو باب باندھا وہ من طلق ثلاثاً فی مجلس واحد ہے یعنی جو ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے۔

(4) امام الحدیث ابو عبد اللہ بخاری اپنی صحیح بخاری میں حضرت عومیر غلانی کا واقعہ لہان ذکر کرنے کے بعد نقل فرماتے ہیں:

فَكَذَّبَتْهَا، قَالَ هُوَ يَزْنِي كَذَبَتْ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَمْسَكْتُهَا، فَكَذَّبَتْهَا  
ثَلَاثًا۔ (1)

(ترجمہ:) "جب میاں بیوی لہان سے فارغ ہو گئے تو حضرت عومیر نے کہا: یا رسول اللہ! اگر میں اسکو روکے رکھوں تو یہ میرا بیہوش ہوگا۔ چنانچہ حضرت عومیر نے (اسی وقت) تین طلاقیں دے دیں۔"

(5) اسی واقعہ کے بارے میں سنن ابی داؤد میں یہ الفاظ منقول ہیں:

فَكَذَّبَتْهَا ثَلَاثَ تَكْلِيفَاتٍ حِينَ رَسُولِ اللَّهِ، فَأَلْفَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت عومیر غلانی نے رسول اللہ کے رو برو تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے تینوں طلاقوں کو نافذ فرمادیا۔"

(6) امام دارالکھیرت عظیم مجتہد و محدث امام مالک نے حدیث کی عظیم الشان کتاب موطا امام مالک میں مفسر شجر حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا:

1- صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب اللعان، رقم (5308)، 7/53، و در طرق النجاة، بیروت

2- سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب اللعان، رقم (2250)، 2/274، المکتبۃ العصریہ، بیروت



أَبَى رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ بَنِي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَكْلِيْفَةٍ، فَتَأَدَّى  
تَرِي عَارًا؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَّقْتُ مِنْكَ يَسْلَاكًا، وَتَبْنَمُ وَتَبْنَعُونَ  
الْتَكْلِيْفَاتِ آيَاتِ اللَّهِ هُؤُلَا۔ (1)

(ترجمہ:) "ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ ابن  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تیری عورت کو تیری طرف سے تین  
طلاقیں واقع ہو گئیں اور باقی ستانوے کی وجہ سے تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات  
کو مذاق بنالیا۔"

### کتاب فقہ سے دلائل

مذہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چاروں ائمہ کے نزدیک ایک مجلس میں تین طلاق  
دینے سے تین طلاقیں ہی واقع ہوتی ہیں، چاہے ایک جملہ میں تین طلاق کا لفظ کہا مثلاً  
میں اپنی بیوی کو تین طلاق دیتا ہوں یا الگ الگ جملوں میں کہا مثلاً میں نے اپنی بیوی کو  
طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی یا ایک مجلس یا دن میں تین طلاق دی بہر صورت تمام  
طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

ناصر الدینی الدین الطامہ ابو ذکر یاسینی بن شرف الملووی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے

ہیں:

قال لا امرأته أدت طلاق ثلاثاً فقال الشافعي ومالك وأبو حنيفة وأحمد  
ونهما من العلماء من السلف والخلف يقدم ثلاثاً۔ (2)

(ترجمہ:) "جس شخص نے اپنی بیوی کو کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو اس کے  
متعلق امام شافعی، امام مالک، امام اعظم ابو حنیفہ، امام احمد اور جمہور علماء درمجم

1- مولانا امام مالک، کتاب الطلاق، المرقم (2021)، 4/789، مؤسسہ زاید بن سلطان، ابو ظہبی

2- شرح الملووی علی المسلم، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، 1/478، قدیمی کتب خانہ، کراچی

اللہ تعالیٰ حقد میں ہوں یا متاخرین سب نے تین طلاق کے واقع ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔"

محقق علی الاطلاق علامہ کمال الدین ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:  
 مذهب جمہور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقدم ثلاثاً۔ (1)

(ترجمہ:) "جمہور صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والے مسلمانوں کے اجماع کرام کا مسلک ہے کہ ایک لفظ سے تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں واقع ہوں گی۔"

عمدة القاری شرح بخاری میں ہے:

مذهب جماہور العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم الأوزاعي والنخعي والشوري وأبو حنيفة وأصحابه ومالك وأصحابه والشافعي وأصحابه وأحمد وأصحابه، وإسحاق وأبو ثور وأبو عبيد وآخرين كثيرون، حل أن من طلق امرأته ثلاثاً وقص، ولكنه يأنم، وقالوا من عالف فيه فهو شاذ مغالف لأهل السنة، وإنما تعلق به أهل الهدم ومن لا يلتفت إليه لشذوذه من الجماعة التي لا يجوز عليهم التواطؤ على تحريف الكتاب والسنة۔ (2)

(ترجمہ:) "جمہور علمائے کرام تابعین میں سے اور جو ان کے بعد والے ہیں ان میں امام اوزاعی، علامہ نخعی، علامہ ثوری، امام ابو حنیفہ، ان کے اصحاب، امام مالک، ان کے اصحاب، امام شافعی، ان کے اصحاب، امام

1- فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب طلاق النکاح، 469/3، رد المحتار، بیروت، لبنان

2- عمدة القاری شرح صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، 20/233، دار

انہرہ ان کے اصحاب، علامہ اسحاق، علامہ ابو ثور، علامہ ابو سعید اور بہت سے متاخرین کا مذہب یہ ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائیگی لیکن اس سے گناہ گار ہوگا اور علماء نے فرمایا جو اس کے خلاف مذہب رکھتا ہو شاذ اور اہل سنت کا مخالف ہے اور اس کا تعلق اہل بدعت سے ہے۔ اور جمہور علماء کی وہ جماعت جو کتاب و سنت کی تحریف پر کبھی جمع نہیں ہو سکتی تو ایسے جمہور اور اجماع سے انکار کی وجہ سے ان کی بات نہیں سنی جائے گی۔"

لکھوی ہندیہ میں ہے:

وَإِذَا قَالِ لِمَرَاتِهِ أَمْتُ طَلَقَ وَطَلَقَ وَلَمْ يَحْلِقْهُ يَالشُّبَّانِ إِنَّ كَلِمَتَهُ مَدْعُولَةٌ طَلَقَتْ ثَلَاثًا۔ (1)

(ترجمہ:) "جب مرد نے اپنی بیوی کو کہا تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق کو کسی شرط کے ساتھ مطلق نہ کیا، اگر بیوی بدخولہ ہے تو اس پر تین طلاق واقع ہو گئیں۔"

چاروں مذاہب کی فقہی کتب میں یہ بات موجود ہے کہ تین طلاق بہک وقت دینے سے تین ہی ہوتی ہیں، مثلاً فقہ حنفی کی کتب میں رد المحتار، الدر المختار، تبیین الحقائق، انصر الفائق، بدائع الصنائع، فتح القدیر، الجوهرة النيرة، شرح الرقاية، الہدایہ، البیانۃ، حاشیہ الطحاوی وغیرہم میں تین طلاق کو تین ہی شمار کیا اور نافذ کیا ہے۔

غیر مقلدین کے اپنے گھر سے ان کے خلاف دلیل

شیخ ابن تیمیہ کے نزدیک بھی خنی شخص کو تین طلاق کو ایک ماننے کا فتویٰ دینا باطل اور اجماع کے خلاف ہے۔

شیخ ابن تیمیہ جو تین طلاقیں کو ایک ماننے کے قائل ہیں، انکے بیان کردہ اصول کی

روشنی میں حنفی شخص کا ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہیں۔

شیخ ابن عیینہ نے اپنے فتاویٰ میں یہ اصول بیان کیا ہے کہ جو شخص جس عصب کی تقلید کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے معاملات میں اپنے عصب ہی کی پیروی کرے، مجلس اپنے مفادات اور خواہش نفس کی خاطر کسی دوسرے عصب کی پیروی کرنا ناجائز و حرام اور پوری امت کے خلاف ہے۔ جس طرح آج کل لوگ بغیر سوچے سمجھے دینی غصے اور جذبات کے تحت اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیتے ہیں، مگر جب جذبات ٹھنڈے ہوتے ہیں تو پچھتاوا ہوتا ہے کہ یہ میں نے کیا کر دیا؟ جب کسی طرف سے کوئی راستہ نہیں ملتا تو اپنے مفاد کی خاطر ایک کتب فکر کے پاس چلے جاتے ہیں حالانکہ طلاق دینے سے قبل وہ فقہ حنفی کی تقلید کر رہے ہوتے ہیں اور تین طلاقوں کو تین ہی ماننے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس کتب فکر کے حضرات یہ جانتے کے باوجود کہ یہ شخص تین طلاقوں کو تین ہی ماننے کا اعتقاد رکھتا تھا اور اسی اعتقاد کی بنیاد پر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے چکا ہے اور اب دنیاوی مشکلات اور نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہمارے پاس فتویٰ لینے آیا ہے، یہ حضرات اپنے امام ابن عیینہ کی مخالفت کرتے ہوئے مسائل کے اعتقاد کے برخلاف ایک طلاق کا فتویٰ جاری کر دیتے ہیں۔

شیخ ابن عیینہ کا فتویٰ اور اصول درج ذیل ہے:

وَسَبَلِ الْأَنْثَى تَبِيْعَةً مِّنْ تَرْوَاهُ امْرَأَةً سَتَتَوْنِ ثُمَّ طَلَقَهَا ثَلَاثًا وَكَانَ رِجَالٌ يَكْلِمُهَا قَائِمًا قَوْلًا يَصْخَرُ حَقُّ الْقَائِمِ؛ بِعَيْنِهِ إِذَا طَلَّقَتْ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لَهُ إِلَّا بَعْدَ دَعْوَى مُرَوِّدٍ أَوْ لَا يَصْخَرُ حَقُّهُ فَلَهُ أَنْ يَتَرَوَّجَهَا بِعَقْدٍ جَدِيدٍ وَقِيلَ مُرَوِّدٌ مِّنْ غَيْرِ أَنْ يَكْلِمَهَا قَوْلًا؟

فَأَجَابَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْبَعْدُ قَوْلُهُ، بِنِ كَانَتْ قَدْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ وَقَعَ بِهِ الْكَلَامُ وَالْيَسْرُ لِأَعْيَادِ بَعْدَ الْكَلَامِ الثَّلَاثِ أَنْ يَتَرَوَّجَ الْفَرَجَ حَتَّى كَانَتْ مَدْلًا أَوْ قَائِمًا؛ لِيَجْعَلَ حِسْقَ الْفَرَجِ ذَرْبَةً إِلَى مَدَمٍ وَقَوْلُ الْكَلَامِ؛ قِيلَ أَكْثَرُ

الْفَقْهَاءُ يُصْغِعُونَ بِوَلَايَةِ الْقَاسِقِ وَأَكْثَرُهُمْ يُؤْمِنُونَ بِالْطَّلَاقِ فِي وَشَلٍ هَذَا  
النِّكَاحِ؛ بَلْ فِي غَيْرِهِ مِنَ الْأَكْثَرَةِ الْقَاسِدَةِ قَوَادِمٌ عَلَى أَنَّ النِّكَاحَ  
قَاسِدٌ؛ وَأَنَّ الطَّلَاقَ لَا يَقَعُ فِيهِ؛ قَالُوا يَجُوزُ أَنْ يَسْتَحِلَّ الْخَلَالُ مَنْ  
يُحَرِّمُ الْخِتَامَ؛ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَعْتَقِدَ الشُّعْرَ خَلَالًا خَرَامًا وَهَذَا الرَّأْيُ  
كَانَ وَيُشَاهِدُ قَبْلَ الطَّلَاقِ وَلَوْ مَا تَشَكَّرَ لَوَرُثَتَهَا فَهِيَ عَابِلٌ عَلَى صِغَةِ النِّكَاحِ  
فَكَيْفَ يَعْتَلِ بِهَذَا الطَّلَاقِ عَلَى كَسَادِهِ فَيَكُونُ النِّكَاحُ صَحِيحًا إِذَا كَانَ لَهُ  
عَرَضٌ فِي صِغَتِهِ، قَاسِدًا إِذَا كَانَ لَهُ عَرَضٌ فِي كَسَادِهِ

وَهَذَا الْقَوْلُ بِخِلَافِ إِبْنِ تَائِمَةَ النَّسِيلِيِّ: إِنَّهُمْ مُصْغِعُونَ عَلَى أَنَّ مَنْ ائْتَمَّ  
جِلَّ الشُّعْرَ كَانَ عَلَيْهِ أَنْ يَعْتَقِدَ ذَلِكَ سَوَاءً وَافَقَ عَرَضُهُ أَوْ عَوَاقَبُهُ وَمَنْ  
اِئْتَمَّ تَحْرِيمَهُ كَانَ عَلَيْهِ أَنْ يَعْتَقِدَ ذَلِكَ فِي الْعَالِيَيْنِ وَهَوَايَةِ الْمُتَلَقِّينَ لَا  
يُقَرَّرُونَ فِي كَسَادِ النِّكَاحِ بِفُسْقِ الزَّوْنِ إِلَّا وَجَدَ الطَّلَاقِ الْثَلَاثَ، لَا وَجَدَ  
الْإِسْتِثْنَاءَ وَالشُّوَارِبَ فَيَكُونُونَ فِي زَمَنٍ يَقْبَلُونَ مَنْ يُفْسِدُ فِي زَمَنٍ  
يَقْبَلُونَ مَنْ يُصْغِعُهُ بِحَسَبِ الْفَرْعِ وَالْهَوَى وَشَلٍ هَذَا لَا يَجُوزُ  
بِإِثْمَانِ الْأُمَّةِ وَكُلِّهَا هَذَا أَنْ يَعْتَقِدَ الرَّجُلُ ثُبُوتَ شُعْرَةِ الْهَوَا إِذَا كَانَ  
مُطَابِقًا لَهَا وَيَعْتَقِدَ عَدَمَ الثُّبُوتِ إِذَا كَانَ مُشْتَبَهًا؛ لَهَذَا هَذَا لَا يَجُوزُ  
بِالْإِجْتِمَاعِ وَهَذَا أَمْرٌ مَتَعَيَّنٌ عَلَى صِغَةِ وَلَايَةِ الْقَاسِقِ فِي حَالِ دِكَاغِيهِ وَبُعْدِ  
حَالِ كَسَادِهِ وَلَا يَتَّبِعُهُ (1)

(ترجمہ:)"شیخ ابن تیمیہ سے اس شخص کے بارے میں سوال نہ چھا گیا  
جس نے دو سال قبل ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسے تین طلاقیں دے  
دیں اور اس عورت کے نکاح کا ولی قاسق تھا تو کیا قاسق کا کیا ہوا عقد نکاح

درست واقع ہوا تھا؟ لہذا جب اس نے عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو دوسرے مرد سے نکاح کیے بغیر وہ اس مرد کیلئے حلال نہیں ہوگی؟ یا اس شخص کا اس عورت سے نکاح ہی درست نہیں ہوا تھا لہذا بغیر دوسرے مرد سے نکاح کیے اس شخص کیلئے نیک ولی کے ذریعے اسی عورت سے دوبارہ نکاح کر لینا جائز ہے؟

شیخ ابن تیمیہ نے اس سوال کا جواب یوں دیا: الحمد للہ! جب تین طلاقیں اس نے دے دی ہیں تو تینوں طلاقیں واقع ہو گئی ہیں۔ تین طلاقیں دینے کے بعد اب یہ دیکھنا کسی کیلئے جائز نہیں کہ ولی عادل تھایا فاسق، تاکہ اس بنیاد پر کہ ولی فاسق تھا تین طلاقوں کے وقوع سے بچا جاسکے۔ کیونکہ اکثر فقہاء کے نزدیک فاسق بھی نکاح کا ولی ہو سکتا ہے اور اکثر فقہاء اس طرح کے نکاح میں طلاق واقع ہونے کو درست قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ نکاح (جو بعض کے نزدیک) فاسد ہوں ان میں بھی طلاق کے وقوع کو درست قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ شخص طلاق سے بچنے کیلئے اس بات کو بنیاد بناتا ہے کہ نکاح فاسد ہوا تھا اور اس وجہ سے اس کی دی ہوئی طلاقیں واقع نہیں ہوئیں تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو شخص کسی چیز کو حرام قرار دیتا ہو پھر اسی کو حلال قرار دینے لگ جائے، حالانکہ کسی چیز کو حلال اور پھر اسی چیز کو حرام قرار دینا کسی کیلئے بھی جائز نہیں ہے۔ یہ نام نہاد شوہر جب اپنی بیوی سے جماع کر رہے تھے یا اگر وہ مر جاتی تو یہ اسکے مال کے وارث بن جیتے اسوقت تو یہ نکاح کو صحیح سمجھ کر یہ افعال انجام دے رہے تھے۔ پس طلاق دینے کے بعد کس طرح یہ شخص نکاح کو فاسد قرار دے سکتا ہے؟ جب اس کی غرض نکاح کو صحیح قرار دینے سے پوری ہو رہی ہو تو نکاح کو درست قرار دیا جائے اور جب اسکی غرض (اور خواہش نفس) اس نکاح کو باطل قرار

دینے سے پوری ہوتی ہو تو اس نکاح کو باطل قرار دیا جائے۔ یہ قول (اپنی خواہش نفس کی وجہ سے سناچہ اعتقاد کو تبدیل کر کے نیا اعتقاد اختیار کر لینا اور ایک چیز کو ایک وقت میں حلال اور دوسرے وقت میں حرام قرار دینا) اجماع مسلمان کے مخالف ہے۔

فقہاء اس پر متفق ہیں کہ جو شخص کسی عقی کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اسی اعتقاد کو برقرار رکھے اگرچہ وہ اسکی غرض کے موافق ہو یا مخالف ہو اسی طرح جو کسی شی کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ دونوں حالتوں میں اسی اعتقاد کو برقرار رکھے، اور ان طلاق دینے والوں کو ولی کے قاصد ہونے کی وجہ سے نکاح کے فساد کی گرتین طلاق دینے کے وقت ہی ہوتی ہے، عورت سے تلخ لیتے اور اسکی وسعت سے حصہ لیتے وقت انکو نکاح کا قاسد ہونا یا دائم ہونا، پس یہ اپنی غرض اور خواہش نفس کے مطابق بھی اسکی تقلید کرتے ہیں جو اس نکاح کو قاسد قرار دے، اور بھی اسکی تقلید کرتے ہیں جو اسکو صحیح قرار دے۔ اور اس طرح کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے اس پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ جس شخص نے تین طلاقیں دی ہیں اور وہ اس وقت حلی تھا تو اس پر لازم ہے کہ وہ تین طلاق کے واقع ہونے کا اعتقاد رکھے اور اپنی خواہش کے مطابق تین طلاق کو ایک محبت کرنے کیلئے غیر مقلدین کے پاس نہ جائے، انکے اس فتوے کا اس شخص کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیوں کہ شیخ ابن تیمیہ کے مطابق اس شخص کی عورت اس پر حرام ہی رہے گی اور اس پر ساری امت کا اتفاق اور اجماع ہے۔ یہ حضرات اپنے امام کی اس عبارت کو بغور پڑھیں، اور اپنے امام کے اصول پر عمل کرتے ہوئے کسی حلی کے پوچھے گئے تین طلاق کے سوال میں ایک طلاق کے واقع ہونے کا فتویٰ جاری کر کے اجماع کی مخالفت اور امت کے اتفاق کو توڑنے کی راہ پر نہ چلیں۔

### عدت کے مسائل ایک نظر میں (1)

عدت کس پر کتنی ہے؟

(1) بالغ حیض والی خاتون پر طلاق کی عدت تین ماہواری ہے۔ طلاق چاہے ایک ہی ہو، دودھ پالیں یا تین دی ہوں۔

(2) جس کو حیض کبھی نہیں آیا یا اس کی عمر 55 برس تک ہو چکی ہے اور اس کو حیض آنا بند ہو چکا ہے تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔

(3) جس خاتون کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس پر عدت چار ماہ دس دن ہے۔ خاتون کی رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

(4) خاتون کا نکاح ہوا مگر رخصتی اور تنہائی کبھی نہیں ہوئی اور شوہر نے طلاق دے دی تو ایسی خاتون پر عدت نہیں ہے۔

(5) حمل والی عورت کی عدت طلاق اور عدت وقات دونوں حمل کا مکمل ہونا اور بچہ کا پیدا ہونا ہے۔

عدت کے احکام:

(1) عدت شوہر کے گھر ہی گزارے گی اور عدت کا خرچہ شوہر ہی دے گا۔ اگر شوہر کے گھر پر موجود نہیں ہے تو اس کے گھر والے آکر عدت گزارے، وگرنہ جہاں آسانی ہو وہاں گزارے۔

(2) طلاق بائن، تین طلاق اور شوہر کی وقات کی عدت میں سوگ ہے۔ یعنی وہ ہر قسم کا بناؤ سنگھار، ریشم کا کپڑا نہیں پہنے گی۔

(3) غیر عرم سے ویسے بھی پردہ فرض ہے اس میں بھی پردہ کرے گی۔ اور عرم سے 1۔

ذیل میں عدت کے تمام مسائل کے 2 نکات نہایت ہی جامع طریقے سے بیان کیے گئے، کتاب الطلاق، فصل فی عدۃ المصروعہ، 3/192 دلائل، دار الکتب العلمیہ بیروت، میں ملاحظہ ہوں۔



بات چیت کر سکتی ہے اور گھر میں بھی عام زندگی کی طرح رہ سکتی ہے، کبھی کمرے میں یا ایک جگہ میں بند ہو کر بیٹھنا ضروری نہیں ہے۔

(4) اپنے گھر سے باہر نہیں نکلے گی۔ ہاں اگر گھر چلانا اسی کی ذمہ داری ہو اور اخراجات

کے لئے رقم موجود نہ ہو تو دن ہی دن میں جا کر شام سے پہلے واپس آ جائے۔

(5) علاج کے لئے ڈاکٹر کے پاس جا سکتی ہے۔ مجبوری کی وجہ سے گھر میں رہنا

مشکل ہو گیا تو گھر بھی تبدیل کر سکتی ہے۔

(6) کسی بھی میت کے ہاں نہیں جا سکتی۔

\*\*\*\*\*

## آٹھواں باب: متفرقات میں سے اہم و جدید مسائل

لڑکی کب بالغ (جوان) ہوتی ہے؟

سوال: لڑکی کب بالغ ہوتی ہے؟ اس کی علامات کیا ہیں؟

جواب: نو سال کی عمر کے بعد سے

(1) حیض آجائے،

(2) حمل ظہر جائے،

(3) احتکام ہو جائے (سوچے میں سفید رنگ کا گاڑھا پانی جس کو سنی کہتے ہیں نکلے)۔

(4) یا وہ پندرہ برس کی ہو جائے۔

ان چار صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پائی گئی تو ایسی لڑکی بالغ ہے اور اس پر

نماز روزہ اور دیگر احکام لاگو ہوں گے۔

تفصیل: بدائع الصنائع میں ہے:

وفي الجارية يعرف بها الحيض والاحتلام والحبيل، فلو ان لم يوجد شيء من

ذلك فليحتدو بالسن والقال أبو يوسف ومحمد والشافعي - رحمهم الله -

عس حسنة سنة في الجارية والفلان من جناتها۔ (1)

(ترجمہ:) "لڑکی میں بالغ ہونے کی پچھان حیض، احتکام اور حمل ہے۔ اگر

ان میں سے کوئی شے نہ پائی جائے تو اعتبار عمر کا ہوگا۔۔۔ امام ابو یوسف،

امام محمد اور امام شافعی نے فرمایا: لڑکی اور لڑکے میں بلوغت کی علامات نہ

1- بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل فی بیان ما یرفع الحج، 7/172، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہونے کی صورت میں ان کی بلوغت کی عمر پندرہ برس ہے (یہی مفتی یہ قول ہے)۔<sup>1</sup>

کیا ہر سفر کے لئے حُرْم کا ہونا ضروری ہے؟

سوال: کیا ہر سفر کے لیے حُرْم کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: سفر شرعی یعنی 92 کلومیٹر سے کم فاصلے کے لئے حُرْم کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس سے زیادہ کے لئے ضروری ہے۔

تفصیل: نبی طہیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا بِأَهْلٍ وَالْهَيْدِ وَالْآخِيَةِ تَسْلِيًا مَسِيئًا ثَلَاثًا لَيْلًا، إِلَّا وَنَعْتًا أَوْ مَخْرَجًا۔ (1)

(ترجمہ:) "جو خاتون اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ تین راتوں کا سفر بغیر حُرْم کے کرے۔" رد المحتار میں ہے:

فَوَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا لَيْسَ لَهَا الْهَيْدُ هِيَ مَا جَوَّزَهُ لِحَاجَةِ الْهَيْدِ مَحْذُورٌ۔ (2)

(ترجمہ:) "ممانعت عین دن اور عین راتوں کی ہے اگر اس سے کم سفر پر جانا چاہے کسی کام کے لئے تو بغیر حُرْم کے جا سکتی ہے۔" بحر

کیا بچہ حُرْم بن سکتا ہے؟

سوال: کیا بچہ حُرْم بن سکتا ہے؟

جواب: بچہ حُرْم نہیں بن سکتا، حُرْم بننے کے لئے بالغ یا قریب البلوغ ہونا ضروری ہے۔ تفصیل: الدر المختار مع رد المحتار میں ہے:

1- مجمع مسلم، کتاب الحج، باب من المرأة، رقم (1338)، 2/975، مدار احیاء التراث العربی

2- رد المحتار، کتاب الحج، 2/484، مدار الفقہ بیروت

(۱) صوم (زوجہ اور معصومہ) ولو عہداً أو ذمماً أو برضاہم وکمالہن، فین لہما کما لی التہرہ حشا (عائیل والمواہق کیلئے) وقد اشتط فی تلحہم العقل والہلویہ۔ (۲)

(ترجمہ:) "زوج کے ساتھ یا عزم کے ساتھ اگرچہ غلام ہو یا ازی ہو یا رضائی رشتہ دار ہو، ان دونوں کے لئے مفید کیا جیسا کہ شہر میں بحث کرتے ہوئے ذکر فرمایا۔ عقیدہ ہو اور قریب الملوغ کا حکم بالغ کا ہے یعنی عزم میں بالغ اور عاقل ہونا شرط ہے۔"

چاند اور سورج گرہن سے حاملہ کے حمل پر اثر ہوتا ہے؟

سوال: چاند اور سورج گرہن سے حمل پر اثر پڑتا ہے یا نہیں؟  
جواب: چاند گرہن اور سورج گرہن اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کی جائے اور کثرت سے استغفار کیا جائے۔

چاند گرہن اور سورج گرہن سے اثرات مرتب ہوتے ہیں یا بیت میں موجود بچے پر کوئی اثر پڑتا ہے یہ لفظ اور ہائل صوح ہے بلکہ اسکی صوح اور خفیسے سے توبہ کرنا فرض ہے۔  
تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَغْشِيَانِ لَيْلِيَّةً أَوْ نَهَارِيَّةً وَلَا لَيْلِيَّةً، فَإِذَا رَأَيْتُمُ ذَلِكَ، فَادْعُوا اللَّهَ، وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَضَعُوا (۲)

(ترجمہ:) "سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں۔ وہ کسی کی موت یا حیات سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو اور تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو۔"

1- الدر المنثور، کتاب الحج، 2/484، دار الفکر بیروت

2- صحیح بخاری، کتاب الصلوة، باب الصلوة فی الکسوف، الرقم (1044)، 2/34، دار طوق النجاة

علامہ بدرالدین عینی شرح البخاری میں لکھتے ہیں:

الثالث في هذا الحديث يثبت ما كان لاهل الجاهلية يعتقدونه من  
تقدير الكواكب في الارض، وقال الخطابي كانوا في الجاهلية يعتقدون ان  
الكسوف يوجب حدوث تغير في الارض من موت او ضرر، فأعلم النبي  
صلى الله عليه وسلم أنه اعتقاد باطل، وأن الشمس والقمر خلقان  
مستقران لله تعالى، ليس لهما سلطان في غيوبهما ولا قدر لاهل القدم  
من أنفسهما۔ (1)

(ترجمہ:)"اس حدیث میں تیسری بات یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے کے  
لوگوں نے اس عقیدے کو باطل کرنا تھا کہ ستاروں کی زمین میں تاخیر ہوتی  
ہے۔ خطابی نے کہا: جاہلیت کے زمانے کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ  
سورج گرہن سے زمین میں اسوات اور نقصانات جیسی تبدیلیاں رونما ہوتی  
ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے اس عقیدے کے باطل ہونے کا اعلان فرمادیا،  
کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اسی کے حکم کے پابند ہیں، ان  
دونوں کے پاس غیر میں اثر کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور نہ ہی انہیں  
اپنی ذات میں کوئی قدرت و طاقت ہے۔"

بیوی کے انتقال پر جیہز کا حکم؟

سوال: بیوی کے انتقال کے بعد اس کے جیہز کی تقسیم کا حکم؟

جواب: جیہز خاتون ہی کی ملکیت ہوتا ہے لہذا اگر وہ فوت ہوگئی تو وراثت کے قانون کے  
مطابق شوہر بھی اس میں حصے دار ہوگا۔ صرف شوہر یا کوئی اور تنہا اس مال کا حق  
دار نہیں ہوگا۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں:

1- عمدۃ القاری، کتاب الکسوف، باب الکسوف فی الشمس، 85/7، مدار احیاء التراث العربی

فلان کل أحد يعلم أن الجهل منكم المرأة وأنه إذا طلقها تأخذ له كله،  
وإذا ماتت يورث عنها ولا يختص بشيء منه وإنما المعروف أنه يورث في  
النهر لتلك الجهل كثير ليرث به يورثه ويستفهم به يورثها ويرثه هو  
وأولاده فإذا ماتت۔ (1)

(ترجمہ:) "بہ شک ہر ایک جانتا ہے کہ جہیز خاتون ہی کی ملک ہوتا ہے۔  
بہی جب شوہر اس کو طلاق دیتا ہے تو سارا جہیز لے کر جاتی ہے۔ اور جب  
مر جائے تو وہ شوہر کو وارث بناتی ہے اور جہیز کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں  
ہوتا۔ رائج یہ ہے کہ وہ مہر میں زیادتی کرتے ہیں تاکہ بہت زیادہ جہیز  
لائے تاکہ وہ اس سے اپنے گھر کو مزین کرے اور شوہر اس کی اجازت سے  
اس کے جہیز سے نفع اٹھاتا ہے اور جب وہ مر جاتی ہے تو شوہر اور اس کی  
اولاد اس کی وارث بنتی ہے۔"

حضرت فاطمہ الزہرا کو غسل کس نے دیا؟

سوال: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل کس نے دیا؟

جواب: یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیا  
تھا۔ دیگر حضرات کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دیا تھا۔  
تفصیل: الدر المختار مع رد المحتار میں ہے:

وقالت الأئمة الثلاثة يجوز لأن علياً غسل فاطمة - رضي الله عنها -  
فلما هذا محمول على بقائه الزوجية لقوله - عليه الصلاة والسلام -  
كل سببه ونسب ينقطع بالموت إلا سببي ونسبي من أن بعض الصحابة  
أنكر عليه شرح السبب للعبيق قال في شرح السبب لمعنه فاطمة -  
رضي الله تعالى عنها - غسلتها أم أيمن حاضنته - صلى الله

جلید وسلم۔ ورضی عنہا فتحبیل روایۃ الغسل لعلی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ علی معلق التہنئة والقیام التام بأسبابہ، ولئن ثبتت الروایۃ لہو مقتضی بہ۔ (1)

(ترجمہ) "ائمہ ثلاثہ نے فرمایا: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت فاطمہ کو غسل دیا تھا۔ ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے آخر وقت بھی ان کا آپس میں نکاح موجود ہونے پر محمول کریں گے، آپ نے فرمایا: ہر سبب اور ہر سبب موت کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے مگر میرا سبب اور میرا نسب۔ حالانکہ بعض صحابہ غسل دینے کا انکار کرتے ہیں۔ شرح الجمع للعلینی۔ علامہ عینی نے اپنی شرح الجمع میں فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت ام ایمن جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو گود لیا تھا نے غسل دیا تھا۔ تو حضرت علی کی روایت کو اس پر محمول کریں گے کہ آپ نے غسل کے لئے انکام والصرام کیا تھا۔ بالعرض اگر اس روایت کو مان بھی لیں خب بھی یہ نہیں کے ساتھ خاص ہے۔"

### منصوبہ بندی اور حمل ضائع کرانا؟

سوال: منصوبہ بندی اور حمل ضائع کرنا کیسا ہے؟

جواب: منصوبہ بندی اور حمل طور پر نس بندی صرف اس صورت میں کر سکتے ہیں کہ جب بیماری، کمزوری یا کثرت آپریشن کی بنیاد پر ماہر، تجربہ کار اور ایمان دار ڈاکٹر کہے: "اب کے بعد آپ کے لئے بچہ پیدا کرنا نقصان دہ یا کسی بھی آنے والے بچے کے لئے نقصان دہ ہے۔" ورنہ اپنی خواہش پرستی کے لئے یا ہر ایرے غیرے ڈاکٹر کے کہنے پر منصوبہ بندی نہیں کر سکتے۔

کسی طرح بار بار حمل کے ضائع ہونے یا آپریشن کے بغیر بچہ نہ ہونے کی وجہ سے

120 دن سے کم عرصہ کے حمل کو بوقت ضرورت ضائع کرنا جائز ہے اسکے علاوہ ضرورت  
 مجھو شرمیہ کے پائے جانے کے وقت حمل ضائع کرنا جائز ہے۔ مثلا (1) پہلا بچہ ابھی  
 چھوٹا ہے اور دوسرا حمل ہونے سے عورت کے دودھ میں کمی کا اندیشہ ہے جس سے پہلے  
 بچے کی نشوونما متاثر ہوگی، اور شوہر کے پاس پہلے بچے کی غذا کا کوئی انتظام نہیں جس کی وجہ  
 سے اس بچے کی ہلاکت کا خوف ہے۔ (2) شوہر گھر سے دور رہتا ہے اور اسے بچے کی  
 جان وغیرہ کا خطرہ ہے۔ (3) یا کفار کے ملک میں ہے جہاں خطرہ ہے کہ بچے کو قتل کر  
 دیں گے (4) عورت بد اخلاق و بد کردار ہے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے اور شوہر اسے طلاق  
 دینے کا خواہشمند ہے اور چاہتا ہے کہ اس سے اولاد نہ ہو۔ (5) عورت اتنی کمزور ہے کہ  
 بچہ جسے گی تو جان کا خطرہ ہے۔ (6) یا بیمار ہے اور اس سے (بچہ جننے سے) مرض  
 بڑھیکا۔ (7) عورت بغیر آپریشن کے وضع حمل (بچہ جتنا) نہیں کر پاتی اور پہلے چند بار  
 آپریشن کرا چکی ہے اب کرائیگی تو صحت مشکل کا سامنا کرنا پڑیگا بلکہ جسمانی خطرہ ہوگا۔  
 (8) کسی ماہر ڈاکٹر نے کہا کہ بچہ ہونے کی صورت میں جان کا خطرہ ہے۔ (9) حمل گر  
 جاتا ہے اور ڈاکٹر نے یہ طلاق بتایا کہ وقتہ کیا جائے۔

تفصیل: علامہ محمد بن ابراہیم ابن نجیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قال ابن وہبان ومن الأعداء أن ينقطع لبنها بعد ظهور النمل وليس

لأب المعنى ما يستأجره القثور يخاف هلاكه (1)

(ترجمہ: "ابن وہبان نے فرمایا کہ (خبط تولید کے) اظہار میں سے یہ بھی  
 عذر ہے کہ عورت کا دودھ حمل ظاہر ہونے پر منقطع ہو جائے اور بچہ کے  
 باپ کے پاس اتنا سرمایہ نہ ہو جس سے وہ دودھ پلانے والی کو اجرت پر  
 لے سکے اور بچے کی ہلاکت کا خوف ہو۔"

لہذا جب مذکورہ صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پائی جائے تو حمل کو 120 دن



پورے ہونے سے پہلے ضائع کرنا جائز ہے۔

الدر المختار میں ہے:

وقالوا یہاں اسقاط الولد قبل اربعۃ اشهر۔

(ترجمہ: "علاء نے فرمایا ہے: چار ماہ سے پہلے پہلے حمل ضائع کرنا جائز ہے۔"

اس کے تحت علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ ائمہ الفائق کے حوالے سے فرماتے ہیں:

قال فی النہر یلی غل یہاں الإسقاط بعد العمل ؟ نعم یہاں ما لم یتخلق

منہ شيء ولن یکون ذلک إلا بعد مائۃ وعشہین یومہا۔ (1)

(ترجمہ: "ائمہ الفائق میں کہا کہ کیا حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کو گرا کر

جائز ہے؟ تو ہاں جائز ہے جب تک اس بچے کے اعضاء نہ بنے ہوں اور

اعضاء کی تخلیق نہیں ہوتی مگر ایک سو بیس دنوں کے بعد۔"

اگر مذکورہ بالا صورتیں پائیں تو چار ماہ سے پہلے پہلے حمل ضائع کر سکتے ہیں اس

کے بعد چونکہ بچے میں روح پڑ جاتی ہے پھر حمل ضائع کرنا حرام اور قتل نفس ہے۔

المختصر ت حکیم البرکت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل حرام ہے اور ایسا کرنے والا گویا قاتل

ہے۔ اور جان پڑنے سے پہلے اگر کوئی ضرورت ہو تو حرج نہیں۔" (2)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

کنواری عورت جنت میں کس کے نکاح میں ہوگی؟

سوال: کنواری عورت جنت میں کس کے نکاح میں ہوگی؟

جواب: (1) اگر شوہر اور بیوی دونوں جنت میں گئے تو دونوں جنت میں بھی اکٹھے ہوں

1- الدر المختار رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، 3/176، رد المحتار ہدایت

2- فتاویٰ رضویہ، 10/280، رضا فاؤنڈیشن لاہور



### کال سینئر میں جاب کرنا کیسا؟

سوال: کال سینئر جاب کرنا کیسا ہے؟

جواب: خاتون کی آواز پردہ نہیں ہے الا عند البعض۔ لہذا خاتون کا کال سینئر میں دیگر شرائط کے ساتھ ملازمت کرنا جائز ہے۔ دیگر شرائط ہم نے تعلیم و تربیت کے باب میں ذکر کر دی ہیں۔

تفصیل: فتح القدیر میں ہے:

مرسوی النوازل بأن نعمة المرأة حرة؛ وبني عليه أن تعلمها القرآن من المرأة المحبب من الأصغر - (1)

(ترجمہ:) "نوازل میں اس بات کی صراحت کی کہ عورت کے فتنے کا پردہ ہے۔ اسی وجہ سے عورت کا کسی دوسری عورت سے قرآن کی تعلیم حاصل کرنا ناجائز مرد سے تعلیم حاصل کرنے کے مقابلے میں میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔"

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إذا قلنا صوت المرأة حرة أنا نريد بذلك كلامها؛ لأن ذلك ليس بصحيح قلنا نهيير الكلام مع النساء الأجانب ومعاورتهن عند الحاجة إلى ذلك ولا نهيرون رقام أصواتهن ولا تعطيلها ولا تليينها وتكطيعها لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتخريك الشهوات منهم ومن هذا لم يجوز أن تؤذن المرأة - (2)

(ترجمہ:) "جب ہم نے کہا عورت کی آواز کا پردہ ہے اس سے مراد اگر محض اس کا کلام ہے تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ ہم نے عورتوں کا اجنبیوں کے

1- فتح القدیر، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، 1/280، دار الفکر بیروت.

2- البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، 1/285، دار الفکر الاسلامی بیروت.

ساتھ کلام کرنے کو جائز قرار دیا ہے حاجت کے وقت۔ ہاں آواز بلند کرنے اور آواز میں لے لانے اور سر ہلانا چلنے، نرم اور پھوٹی انداز میں گفتگو کرنے کو ہم نے ناجائز قرار دیا کیونکہ اس میں مردوں کو اپنی طرف مائل کرنا ہے اور اس سے شہوات بیدار ہوں گی، اسی وجہ سے عورت کی اذان کو ناجائز قرار دیا۔

### بیوی کب نیکی جاسکتی ہے؟

سوال: بیوی کب اور کتنے عرصے بعد نیکی جاسکتی ہے؟  
جواب: ہر ہفتے میں دن ہی دن کے لئے جاسکتی ہے۔ اسی طرح دیگر محرم رشتہ داروں کو ہفتے کے لئے بھی سال میں ایک مرتبہ کے لئے جاسکتی ہے۔  
تفصیل: رد المحتار میں ہے:

أَجِبَ الصَّحَابُ الْمَشْفِقُ بِهِ مِنْ أَنْهَا تَغْرَاهُ لِلْوَالِدَيْنِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ بِإِذْنِهِ

وہودہ، وللمصارمینی کل سنة مرة بإذنه وہودہ۔ (1)

(ترجمہ:) "یہی صحیح اور مشفق یہ ہے کہ وہ ہر جمعہ کو شوہر کی اجازت یا بغیر اجازت کے والدین کو ہفتے کے لئے جاسکتی ہے۔ اور محرم رشتہ داروں کو سال میں ایک مرتبہ شوہر کی اجازت اور بغیر اجازت کے جاسکتی ہے۔"

### کتنی مدت بیوی سے جدا رہنا جائز ہے؟

سوال: کتنی مدت بیوی سے جدا رہنا جائز ہے؟

جواب: بغیر مجبوری اور طہر کے چار ماہ سے زیادہ بیوی سے جدا نہ رہے۔ ہاں اگر مجبوری اور طہر ہے تو اپنی بیوی کی رضا مندی کے ساتھ زیادہ عرصہ دور رہ سکتا ہے جیسا کہ بیرون ملک یا دور دراز شہروں میں معاش وغیرہ کے لئے جانا۔ مگر اتنا عرصہ نہ رہے کہ بیوی کے منکے کا خدشہ ہو۔

تفصیل: رد المحتار میں ہے:

قال في الفتح واعلم أن ترك جماعها مطلقاً لا يعمل له، صرح أصحابنا بأن جماعها أحياناً واجب حيأة، لكن لا يدخل تحت القضاء والإلزام إلا الوطأة الأولى ولم يقدر واقعیه مدة، ويجب أن لا يسلم به مدة الإيلاء إلا برضاها وطيب نفسها به. اه قال في النهر في هذا الكلام تصريح بأن الإجماع بعد البروة حقه لاحتمال اعتدائه نظرياً هو حقه وحتماً أليها، لما حلت من أنه واجب حيأة۔ (1)

(ترجمہ:)"فتح القدیر میں فرمایا: اور جان تو بے شک اپنی بیوی سے مطلقاً جماع ترک کر دینا جائز نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب نے تصریح کی ہے کہ کبھی کبھی جماع کرنا دیکھنا واجب ہے، نہ کہ قضاء۔ ہاں ایک مرتبہ جماع کرنا واجب ہے۔ جماع کرنے کی مدت فقہاء نے مضمین نہیں کی۔ ہاں چار ماہ سے زیادہ بیوی کی خوشی اور رضا سے زیادہ عرصہ جماع نہ کرے تو جائز ہے۔ فتح کی عبارت ختم ہوئی۔ نہر میں فرمایا: اس کلام میں تصریح ہے کہ ایک مرتبہ کے بعد جماع کرنا مرد کا حق ہے نہ کہ بیوی کا۔ نہر کی عبارت ختم ہوئی۔ میں نے کہا: یہ بات درست نہیں ہے بلکہ یہ شوہر اور بیوی دونوں کا حق ہے؛ کیونکہ دیکھنا کبھی کبھار کرنا واجب ہے۔"

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"بالجملہ عورت کو نان و نفقہ دینا بھی واجب ہے اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے اور گاہے گاہے اس سے جماع کرنا بھی واجب جس میں اسے پریشان نظری نہ پیدا ہو اور اسے معطلہ کر دینا حرام، اور بے اس کے اذن و رضا کے چار مہینے تک ترک جماع بلا عذر شرعی ناجائز، اور بلند نکاح ایک

بار جماع تو بالا جماع بالافتاق حق زن ہے۔" (۱)

خواتین کا ڈاکٹر حضرات کو چیک اپ کرانا؟

سوال: خواتین کا ڈاکٹر حضرات سے چیک اپ کرانا کیسا ہے؟

جواب: خواتین کو چاہئے کہ وہ اپنی مرض کی تشخیص کسی خاتون ڈاکٹر سے ہی کرائیں۔ اور

اگر خاتون ڈاکٹر میر نہیں دیا اسے چیک کرنا مشکل ہے یا بااحتیاط نہیں ہے تو بامر

مجبوری مرد ڈاکٹر کو چیک اپ کرنا جائز ہے۔

تفصیل: رد المحتار میں ہے:

وإن كان على المرأة ثياب فلا بأس بأن يتأمل جسدها وهذا إذا لم تكن

ثيابها ملتصقة بها بحيث تصف ما تحتها، ولم يكن رقيقا بحيث

يصف ما تحتها، فإن كادت بخلاف ذلك فينبغي له أن يعض بصرة

اھـ (۲)

(ترجمہ:) "اگر خاتون پر کپڑا ہو تو اس کے جسم کو ہاتھ لگانے میں کوئی حرج

نہیں ہے اور یہ اس وقت ہے کہ جب اس کا کپڑا چپکا ہوا نہ ہو کہ اس کے

نیچے کا جسم صاف محسوس ہو، اور اتنا باریک بھی نہ ہو کہ اس کے نیچے نظر

آئے۔ اگر اس کے خلاف ہو تو وہ اپنی نظر کو جھکائے۔"

الحمد للہ ربانی میں ہے:

وإذا أصابت المرأة قرحة في موضع لا يعمل للرجل أن ينظر إليها، حل

امرأة دواها لتداويها وإن لم ينجسها (امرأة تداوى تلك القرحة، ولم

يقلد دوا على امرأة تعلم ذلك، وعافوا عنها تهنك، أو يمسحها بلاء أو

وجع، فلا بأس بأن يستمر منها كل شيء إلا موضع تلك القرحة، ثم

۱- فتاویٰ رضویہ، ۱۳/ ۶۴۶، رد المحتار، ج ۱، لاہور

۲- رد المحتار، کتاب الطہر، ج ۱، فصل فی الجمر والس، ۵/ ۳۶۶، رد المحتار، لاہور

یہاں یہاں رجل، ویفقت بصرہ ما استطاع الا عن ذلك الموضع؛ لأن نظر  
الجنس إلى غیر الجنس انقلب، فیه تدبر فیہ تحقیق الضرورة، وذلك عند  
خوف الهلاك، وذوات المعارض والاجتبیات فی هذا علی السواء؛ لأن  
النظر إلى العورة لا یحل بسبب المحرمية۔ (1)

(ترجمہ:) "جب خاتون کو ایسی جگہ پر پھوڑا اٹھل آیا کہ جس کو دیکھنا مرد کے  
لئے جائز نہیں تھا، تو طبیب کسی خاتون کو دوائی لگانا سکھا دے اور وہ خاتون  
خود لگائے۔۔۔ اور اگر پھوڑے پر دوائی لگانے کے لئے کوئی خاتون نہ  
ہو اور خود سے بھی علاج کرنا مشکل ہو اور خوف ہو کہ وہ ہلاک ہو جائے گی یا  
بڑی مصیبت میں پڑ جائے گی یا درد ہوگا تو اس پھوڑے والی جگہ کو کھول  
دے اور طبیب اس کا علاج کرے اور طبیب کو چاہیے کہ جتنا ہو سکے اس  
جگہ کو نہ دیکھے کیونکہ غیر جنس کی طرف دیکھنا زیادہ خطرناک ہے تو اس میں  
ضرورت کا اعتبار ہوگا، اور ہلاکت کے خوف کی وجہ سے ضرورت تحقیق  
ہونے کی۔ عرم اور اجنبی خواتین اس مسئلے میں برابر ہیں؛ کیونکہ عرم بھی  
شرمگاہ کی طرف نظر نہیں کر سکتا۔"

ناروی عالمگیری میں ہے:

ولو عالمت الاقتصاد من المرأة فلا تجب أن یصدها، كذا فی  
التقنية۔ (2)

(ترجمہ:) "اگر کوئی خاتون دوسری خاتون سے قصد لگانے میں اندیشہ  
محسوس کرے تو اجنبی شخص مریض خاتون کو قصد لگا سکتا ہے۔ اسی طرح قبیہ  
میں ہے۔"

1- المجلد المرحوم، کتاب الاحسان، الفصل الرابع، 337/5، دار الکتب العلمیہ بیروت

2- ناروی عالمگیری، کتاب الفحص، الباب الرابع، 330/5، دار الفکر بیروت

### دس بیویوں کی کہانی پڑھنا کیسا؟

سوال: دس بیویوں کی کہا پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اس کہانی کی ابتداء یوں بتائی جاتی ہے کہ ایک شخص امیر تھا اور اس کا بھائی غریب تھا اور کہیں چلا گیا تھا وہاں ایسی کا کوئی پتہ نہیں تھا تو غریب کی بیوی کو خواب میں حضرت فاطمہ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے دس بیویوں کی کہانی پڑھنے کا فرمایا، پھر وہ پڑھتی رہیں اور خوشحال ہو گئیں اور اس کا خاوند بھی لوٹ آیا۔

اگرچہ یہ کہانی اہل بیت کی شان پر مشتمل ہے مگر اس میں ایسی بہت سازی باتیں لکھی گئی ہیں جو ہمارے عقیدے اور اہل بیت کی شان کے خلاف ہیں۔ اور یہ کوئی مستند کتاب نہیں ہے۔ لہذا اگر خیر و برکت ہی مقصود ہے تو کھر میں خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر کر لیا جائے۔

### بیٹی کی پیدائش پر رنج و غم

اگرچہ بیٹی کی پرورش، نگہداشت، تربیت، عزت و آبرو کی حفاظت اور بعد کے معاملات بیٹے کی نسبت مشکل ہیں مگر احادیث مبارکہ میں بیٹی کی تعلیم و تربیت کی فضیلت، اجر و ثواب بھی زیادہ ہے۔ اور بیٹی کی پیدائش پر غمگین ہونا مشرکین مکہ کا طریقہ تھا جیسا کہ وہ بیٹوں کو زعمہ درگور کر دیا کرتے تھے۔

### بیٹی اور بہن کی پرورش کی فضیلت پر احادیث کا مجموعہ

(1) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَزَقَتْ لَهَا بِنْتًا، فَكَلَّمَتْ بِحَسَنَاتٍ، وَلَمْ يُعْطِهَا، وَلَمْ يُؤْتِرْ وَلَدًا فَحَلَّتْهَا - يَخْفِ  
الدُّخْمَ - أَوْ عَقَلَهُ اللَّهُ بِهَا أَفْجَلًا۔ (2)

(ترجمہ: "جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے زعمہ درگور نہ کرے اور



اسے ہلکا نہ جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔"

(2) مسند احمد میں ہے:

لَا تَكْتُمُوا النِّسَاءَ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّكُمْ نَسِيتُمْ (1)

(ترجمہ:) "بیٹیوں کو بجا مت سمجھو بے شک وہ بہت زیادہ محبت کرنے والیاں ہیں۔"

(3) صحیح مسلم میں ہے:

مَنْ خَالَ جَارِئَتَيْنِ حَتَّى تَتَلَفَا، جَاءَهُ بِزُورِ الْيَتَامَى أَوْ ذَهَبَ زَنْجَمُ أَصَابِعِهِ (2)

(ترجمہ:) "جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ بڑی ہو گئیں تو قیامت کے دن میں اور وہ ایسے انھیں گے۔ آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا دیا ہوا تھا۔"

(4) سنن ابی داؤد میں ہے:

مَنْ خَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، فَأَذِنَهُنَّ، وَكَوَّجَهُنَّ، وَأَخْسَنَ لِبَنِيهِنَّ، فَلَهُ الْجَنَّةُ (3)

(ترجمہ:) "جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو ادب سکھائے، ان کا نکاح کر دے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اس کے لئے جنت ہے۔"

1- مسند احمد بن حنبل، مسند شاہین، المرقم (17373)، 28/601، موسسۃ الرسالہ بیروت

2- صحیح مسلم، کتاب الاحسان، باب فضل الاحسان، المرقم (2831)، 4/2027، دار احیاء التراث العربی

3- سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیم، المرقم (5147)، 4/338، المکتبۃ العصریہ

(5) سنن الترمذی میں ہے:

لَا يَكُونُ لِوَاحِدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ قَبْلَ خَيْرِ الْيَوْمِ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (3)

(ترجمہ:) "جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

(6) اسی میں ہے:

مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ابْنَتَانِ أَوْ اخْتَانِ فَلْيُحْسِنْ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقِ اللَّهَ فَيَمُنَّ لَكُمُ الْجَنَّةُ (2)

(ترجمہ:) "جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو ان کیلئے جنت ہے۔"

(7) صحیح مسلم میں ہے:

أَخْبَرَنَا أَن عَائِشَةَ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ جَاءَنِي امْرَأَاتِي وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، فَسَأَلَنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا خَيْرَ شَيْءٍ دَاخِلًا، فَأَعْلَيْتُهُمَا بِإِقَامَا، فَأَخَذَتُهُمَا فَكَسَتْهُمَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا، ثُمَّ قَامَتِ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَرْتُهُ عَنِ ابْنَتَيْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ابْنَتَانِ

1- سنن الترمذی، الباب الرابع، ما جاء في المصنف على المبعث والاخوات، الرقم (1912)، 3/382.

دار الکتاب الاسلامی بیروت

2- سنن الترمذی، الباب الرابع، ما جاء في المصنف على المبعث والاخوات، الرقم (1984)، 3/384.

دار الکتاب الاسلامی بیروت

مِنْ الْبَنَاتِ بِمَنْ، فَأَخْسَنَ لِنَيْبِهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ۔ (1)

(ترجمہ:) "اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہؓ جدیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ اس نے مجھ سے مال کا، میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہیں تھا، میں نے اسے دے دیا، اس نے وہ کھجور اپنی بیٹیوں میں بانٹ دیا خود کچھ نہیں کھایا۔ مجھے اس واقعے سے بہت تعجب ہوا۔ میں نے نبی کریمؐ بلور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں اس خاتون کے ایثار کا بیان کیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس شخص پر بیٹیوں کی پرورش کا بوجھ آ پڑے اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک (یعنی اچھا برائی) کرے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے روک بن جائیں گی۔"

(8) عند احمد میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يَتَوَيْبُهُنَّ، تَزِيْرُهُنَّ، وَيَكْفُلُهُنَّ، وَجَهَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَهَّةُ، قَالَ جَبْرِائِيلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَكَاثُرَ الشُّكُوبُ؟ قَالَ فَإِنْ تَكَاثُرَ الشُّكُوبُ، قَالَ فَرَأَى بَعْضُ الْقَوَّامِ، أَنَّ لِمَوْكَائِلَ وَالْوَائِلَةَ، لَقَالَ وَابْنَهُ۔ (2)

(ترجمہ:) "جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ مرض کی گئی: اور وہ ہوں تو؟ فرمایا: اور وہ ہوں تب بھی۔ راوی نے کہا: بعض لوگوں نے سوچا کہ اگر

1- صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل الاحسان علی البنات، المرقم (2829)، 4/2027، دار احیاء

التراث المعونی بیروت

2- مسند احمد بن حنبل، مسند المکتر من، المرقم (14247)، 22/150، مؤسسۃ الرسالۃ

آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک بیٹی کی پرورش پر اجر کا سوال کیا جاتا تو آپ ایک کا بھی فرما دیجئے۔

(9) جمع الزواجر میں ہے:

إِذَا وَلِدَ لِلرَّجُلِ ابْنَةً بَكَتِ الْمَلَائِكَةُ وَلَمْ تَلِدْ مَلَائِكَةً يَقُولُونَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْبَيْتِ، يَكْسِبُهَا بِأَجْنِبَتِهِمْ وَيَتَسَحَّرُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى رَأْسِهَا وَيَقُولُونَ ضِعْفُهُ خَيْرٌ مِنْ ضِعْفِهَا، الْقَبْرُ عَلَيْهَا مُعَلَّقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (1)

(ترجمہ:) "جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجا ہے جو آکر کہتے ہیں: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْبَيْتِ یعنی اے گھر والو! اہم پر سلامتی ہو۔ پھر فرشتے اس بچی کو اپنے ہاتھوں کے سامنے لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک کمزور جان ہے جو ایک ناناں (یعنی کمزور) سے پیدا ہوئی ہے۔ جو شخص اس ناناں جان کی پرورش کی دے داری نے قیامت تک اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔"

ہایوں، مہندی، سہرا کا حکم

سوال: ہایوں، مہندی اور سہرا باندھنے کا حکم؟

جواب: اس جیسی جتنی رسومات ہیں ان کے بارے میں شریعت سے نہ منع وارد ہے اور نہ اجازت۔ رسومات و رواج اس وقت جائز ہیں کہ جب ان میں شریعت کے خلاف کوئی کام نہ ہو۔ جیسے ہایوں میں دوہین کو مہندی لگانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، مگر اجاب غیر محرم بھی ساتھ ہوں تو شرعاً ناجائز ہے۔

دوہینا کی سہرا باندھی بھی جائز ہے۔

کیا خواتین ناقصات العقل ہیں؟

سوال: کیا خواتین میں عقل کم ہوتی ہے؟

جواب: بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَعَذَّلْنَ قَلِيلًا أُرَيْتُكُمْ أَكْثَرَ أَقْلٍ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَكَلَّمْنَ اللَّغْوَ، وَتَكَلَّمْنَ الْغَشْوَى مَا دَلَّتْ مِنْ كَافِيَاتٍ عَقْلٍ، وَبِمَ أَذْهَبَ لِبُذِّ الزُّجَلِ الْعَالِمِ مِنْ بَعْدِ أَكُنْ، قُلْنَ وَمَا نَقَصَانِ مِنَّنَا وَعَقْلُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُكَ الْمَرْأَةُ وَمِنْ نَضِيفِ شَهَادَةِ الزُّجَلِ قُلْنَ بَلَى، قَالَ فَذَلِكَ مِنْ نَقْصَانِ عَقْلِيهَا، أَلَيْسَ إِذَا خَافَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلَى، قَالَ فَذَلِكَ مِنْ نَقْصَانِ وَبِمَنَّا۔ (1)

اس حدیث سے یہ شہہ وارد ہوتا ہے کہ خواتین کم عقل، بے وقوف ہوتی ہیں۔ اس

بکے جوابات درج ذیل ہیں:

(1) اس حدیث میں خواتین کی ذہنی ساخت اور کم عقلی و بے وقوفی کو بیان نہیں کیا جا رہا بلکہ شریعت کی طرف سے حکم کو بیان کیا جا رہا ہے۔ عقل میں کمی کی تفسیر خود نبی کریم ﷺ نے گواہی کے لحاظ سے فرمائی تھی نہ کہ کم عقلی اور بے وقوفی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وليس المقصود بذلك النقص في النساء لوصفهن على ذلك لأنه من أصل الخلقة۔ (2)

(ترجمہ: "یہاں خواتین کی کمی کا ذکر کر کے انہیں غلامت کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ یہ کمی ان کی جبلت میں رکھ دی گئی ہے۔")

1- صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ترک النکاح بالمصوم، رقم (304)، 1/58، دار طوق النجاة

2- صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ترک النکاح بالمصوم، 1/406، دار المعرفہ بیروت

(2) خواتین میں جذباتی مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے اور اسی جذبات کے پیش نظر ان کی عقل مطلوب ہو جاتا ہے اور عقل کی طاقت میں بھی کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ (1)

(3) جدید سائنسی تحقیق کے مطابق مردوں میں بروقت اور جلدی رد عمل کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے جبکہ خواتین میں کم ہوتی ہے۔ (2)

(4) حدیث میں جو حکم بیان ہوا ہے یا جو محققین نے ثابت کیا ہے وہ اکثر یہ ہے نہ کہ کلی، کیونکہ بہت سی ایسی خواتین ہوتی ہیں جو عقل و شعور میں مردوں کی نسبت کامل و اکمل ہوتی ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَمَلُ مِنَ الزَّجَالِ بَشَرٌ وَلَمْ يَكْمَلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْثَمُ بَنْتِ حِمْزَانَ وَآسِيَةُ بَنْتِ مُزَاحِمٍ۔ (3)

(ترجمہ) "اکثر مرد کامل ہوتے ہیں اور خواتین میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ بنت حزام کامل گزریں ہیں۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

حَسْبُكَ مِنَ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ بِأَرْثَمِ بَنْتِ حِمْزَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ، وَخَدِيجَةُ بَنْتُ عُمَيْلَةَ، وَفَاطِمَةُ بَنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (4)

1- بی بی سی اردو، ڈاکٹر مانگل موصلی، "مرد اور عورت کے دماغ میں فرق" 29 ستمبر 2014ء اور خواتین کا جذباتی پن ان کا صوب نہیں بلکہ ان کی خوبی ہے۔

2- اربعہ السابق

3- اسنن الکبریٰ للنسائی، کتاب النکاح، آسیہ بنت حزام، الرقم (8298)، 2/389، مؤسسة الرسالة

4- عمدة القاری، کتاب النکاح، باب ترک الخلع التام، 3/272، مدار احیاء التراث العربی

(ترجمہ:) "جہان میں سے چار خواتین تجھے کافی ہیں۔ مریم بنت عمران، آسیہ فرعون کی بیوی، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد"۔

(5) دو خواتین کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے یہ ان کے عقل کے کم ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی بلکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین معاملات میں حصہ نہیں لیتیں اور زیادہ دلچسپی بھی نہیں رکھتیں، اس وجہ سے ان کو معاملات میں سوچ بوجھ بھی نہیں ہوتی تو ان کی گواہی کی حیثیت بھی کم کر دی۔

گواہی کم کرنے سے ان کا مرتبہ ہرگز کم نہ ہوگا بلکہ شریفیت کا یہ اقدام خواتین کی آسانی کے لئے ہے، کہ مرد کے ساتھ دو خواتین ہوں جب جا کر ان کی گواہی لی جائے تو گرنہ انہیں گواہی کے لئے دھتھی نہ دی جائے۔

علامہ ابن قیم نے لکھا:

لَوَلَّ شَهَادَةُ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ اقْوَى مِنْ شَهَادَةِ الْبَرَاءَتَيْنِ لَا فِي الْإِسْلَامِ  
يَتَعَلَّقُ حَالُنَا بِحُضُورِهِ مَجْلِسِ الْحُكْمِ، وَحُظْمِهِ وَضَعْفُهُ دُونَ  
حُظْمِ الرِّجَالِ وَضَعْفُهُ (1)

(ترجمہ:) "بے شک مرد کی گواہی دو عورتوں سے زیادہ قوی ہے کیونکہ خواتین کا حاکموں کی مجلسوں میں حاضر ہونا ان کے معاملات کو یاد رکھنا اور محفوظ کرنا کافی مشکل ہوتا ہے، نہ کہ مردوں کے لئے"۔

دُبر میں دھکی کرنا وغیرہ

جواب: شوہر کا بیوی سے دُبر کے مقام میں بھستری کرنا بہت برا فعل، لعنت کا موجب اور شنیع کام ہے۔ مرد کے لئے عورت کے ہر ہر عضو سے نفع لینا جائز ہے سوائے ان مقامات کے جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے۔ اور دُبر میں بھستری کرنا بھی ممنوعیت میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیوی سے بھستری کرنے کا ایک

مقام مقرر فرمایا ہے اس کے علاوہ سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

يَسَاوُكُمْ عَزَاءُ لَكُمْ فَاتَّقُوا عَزَاءَكُمْ لِي يَشْتَبَ (1)

(ترجمہ:) "تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتوں میں

جس طرح چاہو۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ان کے شوہروں کے لئے کھیتی فرمایا کہ ان کے پاس آؤ جیسے چاہو یعنی لیٹ کر، پہلو کے بل، کھڑے ہو کر یعنی راستہ ایک ہی ہو، طریقے مختلف ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

اس کے علاوہ یعنی پیچھے کے راستے میں جماع کرنا حرام ہے اور یہ فعل لعنت کا

موجب ہے۔ حدیث پاک میں اس بارے میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَلْعُونٌ مِّنْ أَقْصَا نِسَائِهِ لَمَّا دُبِّرَتْ (2)

(ترجمہ:) "وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی سے اس کی دبر یعنی پچھلے مقام

میں دلی کرے۔"

مزید فرمایا:

إِنَّ الذَّيْ يَلِكُ امْرَأَتَهُ لِي دُبِّرَتْ، لَا يَنْتَكِرُ اللَّهُ إِلَيْهِ (3)

(ترجمہ:) "جو شخص اپنی عورت سے اس کی دبر یعنی پچھلے مقام میں دلی

کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔"

ایک جگہ فرمایا:

1- البقرة، آیت: 223

2- سنن ابی داؤد، باب فی جامع النکاح، الرقم (2162)، 2/249، المکتبۃ المصریۃ، دروت

3- مسند احمد، الرقم (7884)، 13/111، موسسۃ المدینۃ



إِنَّ اللَّهَ لَا يَشْتَعِبُ مِنَ الْحَقِّ، ثَلَاثَ مَوَاقٍ، لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ لِي  
أَدْبَارِهِنَّ۔ (1)

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے نہیں رکتا، عورتوں کے پاس  
ان کی دیر یعنی پچھلے مقام کی جگہ میں نہ آؤ۔"

علامہ شامی علیہ الرحمہ ورحمۃ اللہ علیہ کے اس قول "أَدْبَارُهَا دُبُّهَا" کے تحت فرماتے ہیں:  
أُطْلِقُهُ فَمِثْلَهُ دُبُّ الْعَصِي وَالزَّوْجَةِ وَالْأُمَةِ فَوَاحٍ لَا حُدَّ عَلَيْهِ مُطْلَقًا حَتَّى  
الْإِمَامِ مَنْ دُبُّهُ هَذَابٌ۔ (2)

(ترجمہ:) "(یا دیر یعنی پچھلے مقام میں دلی کرنے سے) یہ (قول) مطلق  
ہے، پس یہ بچے اور زوجہ اور لونڈی کو شامل ہوگا، کیونکہ ان سے دیر میں دلی  
کرنے سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً حد تکس ہے،  
مخ اور ہادیہ میں ہے کہ اس پر تحریر (سزا) ہوگی۔"

اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ بیوی سے دیر کے مقام میں جماع کرنا حرام جہنم میں  
سے جانے والا کام ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی توبہ کرنا لازم ہے۔

اس فعل کے علاوہ بیوی کا اپنے منہ میں شوہر کی سپاری (آلہ تناسل) لینا ناجائز  
اور مکروہ ہے کیونکہ اسی منہ سے اس نے قرآن پڑھتا ہے اور کھانا پیتا ہے پھر اسی آلہ  
تناسل کو منہ میں ڈالے اور مذی نکلنے کی صورت میں ناپاک پانی بھی منہ میں جائے گا۔

اس کے علاوہ طبی نگاہ نظر سے اس فعل میں بہت خطرناک بیماریاں جنم لے سکتی  
ہیں، حتیٰ کہ ایڈز وغیرہ جیسے موذی مرض ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فعل  
اور اس سے ہونے والی بیماریوں سے حفاظت فرمائے۔

1- سنن ابن ماجہ، باب: النبی عن امیاء النساء فی ادبار من الرقہ (1924)، 1/619، دار احیاء

الکتاب العربیہ

2- رد المحتار، مطلب فی دبر، جلد 6، 43/6، مکتبہ رحمانیہ لاہور

الحیلة البرہانی میں ہے:

إذا أدخل الرجل ذكره فم أمراً به بكرة: لأنه موضع قراءة القرآن، فلا يليق به إدخال الذکر فيه۔ (1)

(ترجمہ:) "جب مرد نے اپنے آلہ تناسل اپنی بیوی کے منہ میں داخل کیا تو یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ منہ سے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس میں ذکر داخل کرنا لائق نہیں دیتا۔"

اسی طرح قنادی عاصیری میں قنادی نوازل کے حوالے سے حصول ہے۔ (2)

بہن، بیٹی کو جائیداد سے محروم کرنا اور زندگی میں تقسیم کرنا؟

سوال: بہن، بیٹی کو جائیداد سے محروم کرنا کیسا ہے؟ اسی طرح زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: لوگوں کا لڑکیوں کو ان کا حصہ نہ دینا ان کے حصے کی زمین یا دیگر مال وراثت پر قبضہ کرنا حرام ہے اور آخرت میں سخت عذاب کا موجب کہ کسی کی زمین پر ایک بالشت ناجائز قبضہ کرنے والے کے متعلق حدیث پاک میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔

الترغیب والترہیب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَلَّمَ بَيِّنَ شَيْءٍ مِنَ الْأَرْضِ طَوْفَةً مِنْ سَنَةٍ أَرْضِيَتْ۔ (3)

(ترجمہ:) "جس نے کسی کی ایک بالشت زمین پر طواف کیا تو قیامت کے دن سات زمینوں تک حقوق بنا کر اس کو پہنایا جائے گا۔"

1۔ الحیلة البرہانی، کتاب النکاح والافتحان، الفصل فی النفقة، 163/8، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

2۔ قنادی عاصیری، 453/5، قدیمی کتب خانہ کراچی

3۔ الترغیب والترہیب، المرقم (2867)، 9/3، دارالکتب العلمیہ بیروت



کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ اگر علاوہ کے علاوہ ماں باپ یہی وغیرہ ہیں تو ان کو اپنی مرضی کا حصہ دے دے اور اپنی اولاد کے حصے میں افضل یہ ہے سب کو برابر دے غولہ لڑکی ہو یا لڑکا۔ اولاد میں سے کوئی دینی فضیلت رکھتا ہے تو اس کو دوسرے سے زیادہ حصے میں کوئی حرج نہیں لیکن دوسروں کو بالکل محروم نہ کرے۔ اگر کسی کو دینی فضیلت کے علاوہ کم اور کسی کو زیادہ دینا چاہیں تو یہ مکروہ و منکر ہے۔

جزئیات:

رواۃ میں علامہ خیر الدین ربی سے ہے:

الفتاویٰ امی علی قول ابی یوسف من ان التصیف بین الذکر والانثی افضل من التثلیث الذی هو قول محمد۔ (1)

(ترجمہ:) "اگر کوئی امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے قول پر ہے کہ لڑکی اور لڑکے کو برابر حصہ دیا جائے گا اور یہ امام محمد کے قول تثلیث (لڑکے کو لڑکی سے دو گنا دینے) سے افضل ہے۔"

حاشیہ طحاوی میں فتاویٰ بزازیہ سے ہے:

الافضل فی ھذہ البینۃ والابن التثلیث کالمیراث وعند الشان التصیف وهو المختار بالجملة۔ (2)

(ترجمہ:) "اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنا مکان بیٹی اور بیٹے کے درمیان تقسیم کرنا چاہتا ہے تو افضل یہ ہے کہ تمین حصے کئے جائیں (ایک بیٹی کو اور دو بیٹے کو) جس طرح کہ میت کی میراث تقسیم کی جاتی ہے۔ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک سب کے درمیان برابری بخار اور پسندیدہ ہے) خلاف الفضلیت میں ہے اور مذہب بخاری پہلی تفسیر (برابر دینا ہے)۔"

1- رواۃ، کتاب النہی، 5/696، دار الفکر بیروت۔

2- فتاویٰ رضویہ، 8/59، رمضان 1257ھ، بیروت۔

علامہ ابن نجیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وفي الخلاصة المختار التسوية بين الذكر والأنثى في المهرية۔ (1)

(ترجمہ:) "خلاصہ میں ہے کہ مختار مذہب یہ ہے کہ اولاد کو بہر کرنے میں لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر دے۔"

امام المنہج امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ حریر فرماتے ہیں:

"ہاں! اگر بعض اولاد فضل دیتی ہیں بعض سے دائرہ ہو تو اس کی ترجیح نہیں

اضلاً باک (مضانہ) نہیں۔ علامہ طحاوی نے فرمایا: يَكْرَهُ ذَلِكَ حَتَّى

تَسَاوِيَهُمْ فِي الدَّرَجَةِ كَمَا فِي الْمَنَامِ وَالْمُهَنْدِيَةِ أَمَّا حَتَّى حُدُودِ التَّسَاوِيِ

كَمَا إِذَا كَانَ أَحَدُهُمْ مُشْتَعَلًا بِالْعِلْمِ لَا بِالْكَسْبِ لَا يَأْسُ أَيْ يَحْضُرُهُ حَتَّى

خَوْدِهِ كَمَا فِي الْمُلْتَقَطِ أَيْ وَلَا يَكْرَهُ دَوْلِ الْمَنَامِ رَوَى عَنْ الْإِمَامِ أَنَّهُ لَا يَأْسُ

إِذَا كَانَ التَّخْفِيفُ لِرِوَادَةِ فَضْلِ لَعْنِ الدِّعْنِ....."۔ (2)

حدیث پاک میں ہے: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَنَسًا قَالَ يَهْدِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ إِنِّي نَعَمْتُ أَوْفَى حَتَّى خَلَا مَا فَتَقَالَ أَكُلُ وَكَذَلِكَ كَعَمْتُ وَشَكَلْتُ قَالَ لَا

قَالَ فَأَرْجِعْهُ إِلَيَّ رَدِّيَةً لَكِنَّهُ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ يَكُونُ إِذَا لَيْسَ فِي الْبَيْتِ شَاوَعَةٌ

قَالَ يَتَى قَالَ فَلَا إِذَنْ۔ (3)

(ترجمہ:) "حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "مجھے

میرے والد صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے، اور عرض کیا کہ میں

نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بہہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے

1- البحر الرائق، 7/490، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

2- فتاویٰ رضویہ، 8/59، رضا فاؤنڈیشن لاہور

3- مجمع البحری، کتاب المہر، باب المہر للولد، الرقم (2586)، 3/157، دار طوق النہال

پوچھا: کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی کی شکل دیا ہے؟ کہا: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اسے دائیں لے لو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: کیا تمہیں پسند ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ بھلائی میں برابر ہو؟ کہا: کیوں نہیں فرمایا: تو پھر ایسا نہ کرو (یعنی اپنی اولاد میں سے بعض کو عورم نہ کرو)۔

### ٹیسٹ ٹیوب بے بی (i.v.f)

سوال: ٹیسٹ ٹیوب بے بی جائز ہے؟

جواب: ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا مفہوم یہ ہے کہ جن لوگوں کی اولاد نہیں ہوتی تو ڈاکٹر حضرات میاں بیوی کے جڑے (مادہ تولید) لے کر مشین میں یا کسی خاتون یا بھر اسی بیوی کے رحم میں رکھتے ہیں جس سے اولاد ہونا ممکن ہوتا ہے۔ شریعت کی روشنی میں اگر یہ عمل جائز طریقے سے ہو یعنی میاں بیوی کے جڑے (مادہ تولید) ملا کر بیوی کی بچہ دہائی میں رکھے جائیں یا مشین میں رکھے جائیں تو جائز ہے۔ اور اگر دوسرے مرد کے جڑے رکھے گئے یا ان دونوں میاں بیوی کے جڑے کسی دوسری عورت کے رحم میں رکھے گئے تو ناجائز ہے۔ لیکن شرعی نقطہ نظر سے یہ خیال کرنا ضروری ہے کہ بیوی کے رحم میں شوہر کے تولیدی جڑے بچھانے کے لئے لہڑی ڈاکٹر سے خدمات لی جائیں کیونکہ غیر مرد کے سامنے عورت کا اپنی شرمگاہ کو ظاہر کرنا حرام ہے۔

شرح صحیح مسلم میں ہے: فقہاء اسلام نے اسے جائز قرار دیا ہے کہ بغیر جماعت کے مرد کے پانی کو عورت کی اہم نہائی میں بچھا کر جائے، جس سے عورت حاملہ ہو جائے یہ عمل اگر چہ ناجائز ہے لیکن اس سے نسب ثابت ہو جائے گا۔

لام ابن حاتم لکھتے ہیں:

وما قبل لا يلزم من ثبوت النسب منه وطء لأن الحمل قد يكون

یاد غل الماء الفرج دون جہام فنادر۔

(ترجمہ:) "اور یہ جو کہا گیا ہے کہ کسی شخص سے ثبوت نسب سے لازم نہیں آتا کہ اس نے جماع بھی کیا ہو کیونکہ بغیر جماع کے بھی عورت کی انعام نہائی میں تلفہ پہنچانے سے عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو یہ نادر الوقوع ہے۔"

علامہ زین الدین ابن نجیم نے البحر الرائق، ج: 4، ص: 169، مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ میں اور علامہ شبلی نے بھی بیہتہ حاشیہ شبلی علی تبیین الحقائق، ج: 3، ص: 39، مکتبہ امدادیہ ملتان، میں یہی لکھا ہے۔

عائگیری میں ہے:

إن كان الزوج مجبوا ولم تعلم بحالہ فجماعت بولدن فادعاء واثبت بالقاضی نسبہ، ثم علقت بحالہ وطلبت الفرقة فلها ذلك؛ لأن الولد لزوجہ بغير جہام كذا في المحيط۔

(ترجمہ:) "اگر شوہر کا آلہ متاثر نہ ہو اور عورت کو اس کا پتہ نہ ہو اور اس کو بچہ ہو جائے اور خاوند اس بچے کا دعویٰ کرے اور قاضی اس سے نسب ثابت کر دے پھر عورت کو اس کے حال کا علم ہو اور وہ طلسم کی طلب کرے تو اس کے لئے حار ہے، کیونکہ بچہ اس سے بغیر جماع کے پیدا ہو گیا۔"

بہر حال محیط اور عائگیری کی مہارت سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر شوہر نے بغیر جماع کے اپنا تلفہ عورت کی انعام نہائی میں پہنچا دیا اور بچہ ہو گیا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت ہو جائے گا۔ علامہ حسن الدین سرخسی نے مبسوط، ج: 5، ص: 104، مکتبہ دار المعرفۃ بیروت طبعہ ثالثہ میں۔ اور علامہ حصکی اور علامہ ابن عابدین شامی علیہما الرحمہ نے در مختار مع شامی، ج: 2، ص: 817، مکتبہ استنبول میں اسی طرح لکھا ہے۔ (1)

لہذا ٹیسٹ ٹیوب بے بی میں مذکورہ طریقہ اپنایا جائے تو جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
 ورسولہ اعلم!

### کتاب کو بطور نصاب (سلیبس) پڑھنے پڑھانے کا طریقہ

اس کتاب کو بطور نصاب بھی پڑھایا جاسکتا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- (1) مقدمہ (استانی) صاحبہ بچوں اور خواتین کو سب سے پہلے سوال سمجھائیں۔
- (2) جواب کا خلاصہ پہلے بیان کریں یا ایک دفعہ پڑھ کر پھر اس کا خلاصہ بیان کریں اور مزید تشریح کریں۔
- (3) کیونکہ تفصیل میں اکثر جزئیات اور دلائل ہیں تو ان کو سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(4) مگر جس مسئلے کی تفصیل میں احادیث اور قرآنی آیات مہارک ہیں انہیں ضرور پڑھائیں اور سمجھائیں۔

(5) بچیاں صرف سوال اور جواب یاد کر کے سنا لیں گی۔ تفصیل خود پڑھنا چاہئیں تو پڑھ سکتی ہیں مگر سنانا ضروری نہیں ہے۔

(6) مگر جس تفصیل میں احادیث ہیں ان کو پڑھ کر سنانا اور احادیث یاد کر سکیں تو یاد ضرور کر لیں۔

(7) کوئی مقدمہ چاہے تو وہ پوری کتاب پڑھائے اور یاد کر لے، اور اگر مخصوص ابواب پڑھانا چاہیں تو وہ بھی پڑھا سکتی ہیں۔

(8) جہاں تفصیل کی ضرورت ہو تو معلومات (استانیاں) دیگر کتب فقہ سے مطالعہ کر کے آئیں اور طالبات کی عقلی مٹائیں، کیونکہ مکمل مسائل کی تفصیل اور ہر جزئی کو ذکر کرنا کتاب کے طول کا باعث تھا تو صرف درپیش اور اہم وجدید مسائل ذکر کیے گئے۔

(9) مثلاً پہلے تین باب اگر کوئی پڑھانا چاہے تو ہر باب میں تقریباً پچیس (25) سے



تیس (30) سوالات اور ان کے جوابات تحریر ہیں، تو اگر ہر روز دو سے تین سوالات پڑھائیں جائیں تو یہ کتاب بہت جلد ختم ہو سکتی ہے اور اسے یاد کیا جاسکتا ہے۔

### امتحان کا طریقہ:

تحریری اور تقریری دونوں طرح سے امتحان لیا جاسکتا ہے۔ ذیل میں دونوں طرح کے لئے ایک ہی طریقہ ذکر کیا جا رہا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اگر چاہیں تو اس طرح سوال کر کے تقریری امتحان لے لیں، اور اگر چاہیں تو یہی سوال تحریری امتحان میں دے دیں۔

سوال (1): حضرت عائشہ صدیقہ اور خواتین کے علمی مقام کی تین تین خصوصیات تحریر کریں؟

سوال (2): غیر محرم سے پڑھنا کیسا؟

سوال (3): غیر محرم مرد سے مصافحہ کرنا کیسا؟ اس فعل کی وحید پر دو احادیث مہار کہ تحریر کریں۔

سوال (4): کیا زنانے ہین کر قرآن کو بے وضو چھو سکتے ہیں؟

سوال (5): حیض کی حالت میں امتحانات کیسے دیے جائیں؟

اسی طرح ہر سوال کے جواب بھی بنائے جاسکتے ہیں۔ مثلاً:

سوال (6):

جز (الف): محرم رشتے دار کتنے ہیں؟ کبھی چار کے نام تحریر کریں؟

جز (ب): کالے کپڑے پہننا کیسا؟

جز (ج): دگ لگانا کیسا؟

## MC Quiz (ایم سی کیوز)

سوال (1): پچا پیٹا ----- ہے۔

- (1) عمرم  
(2) غیر عمرم  
(3) عمرم و غیر عمرم دونوں  
(4) ان میں سے کوئی نہیں

سوال (2): غیر عمرم سے مصافحہ کرنا ----- ہے۔

- (1) حرام  
(2) مکروہ  
(3) جائز  
(4) ان میں سے کوئی نہیں

سوال (3): ناخن بڑھانے کی زیادہ سے زیادہ مدت ----- ہے۔

- (1) 20 دن  
(2) 30 دن  
(3) 40 دن  
(4) 15 دن

سوال (4): رخصت کے فرض ----- ہیں۔

- (1) 4  
(2) 5  
(3) 3  
(4) ان میں سے کوئی نہیں

سوال (5): رخصت کرتے وقت آنکھوں سے لیٹزا مارنا ----- ہے۔

- (1) ضروری  
(2) مستحب  
(3) ضروری نہیں  
(4) مفروض

\*\*\*\*\*

## مصادر

اولاً کتب احادیث مرتبے کے اعتبار سے مرتب ہے۔ ثانیاً کتب فقہ و فتاویٰ الفہامی کے اعتبار سے درج ہے۔ کتاب کا نام، مصنف کا نام اور والد کا نام، کنیت، لقب، من وقات اسی ترتیب سے اور کتاب کے پبلشرز کا نام لکھا گیا ہے۔

1۔ القرآن الکریم۔

کتب الحدیث و شروحات:

2۔ صحیح البخاری: محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ البخاری (وفات 256ھ) دار طوق النہار بیروت۔

3۔ صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج ابو الحسن قشیری (وفات 261ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت۔

4۔ سنن ابی داود: سلیمان بن الاشعث السجستانی (وفات 275ھ) مکتبہ احصیہ بیروت۔

5۔ سنن الترمذی: محمد بن عیسیٰ الترمذی (وفات 279ھ) دار الغرب الاسلامی بیروت۔

6۔ سنن ابن ماجہ: محمد بن یزید ابو عبد اللہ ابن ماجہ القزوی (وفات 273ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت۔

7۔ سنن نسائی: احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن النسائی (وفات 303ھ) مؤسسة الرسالہ۔

8۔ المسند رک: محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ الحاکم (وفات 405ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔

9۔ مسند احمد بن حنبل: احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد اللہ الحمیری (وفات 241ھ) مؤسسة الرسالہ بیروت۔

10۔ مؤلفہ امام مالک: مالک بن انس الدینی (وفات 179ھ) مؤسسة زاید بن سلطان ابو نعیم۔

11۔ سنن الدارقطنی: علی بن عمر ابو الحسن الدارقطنی (وفات 385ھ) مؤسسة الرسالہ بیروت۔

12۔ معصف ابن ابی شیبہ: ابو بکر بن ابی شیبہ (وفات 235ھ) مکتبہ الرشیدہ لاہور۔

13۔ معصف عبد الرزاق: عبد الرزاق بن ہمام ابو بکر صنعانی (وفات 211ھ) مکتبہ الاسلامی، بیروت۔

14۔ السنن الکبریٰ: احمد بن حسین ابو بکر البیہقی (وفات 458ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔

15. السنن الکبریٰ: احمد بن حنبل ابو عبد الرحمن النسائی (وفات 303ھ) - موسسہ اہلسنت۔
16. مشکاة المصابیح: محمد بن عبد اللہ الخطیب البخاری (741ھ) - المکتب الاسلامی بیروت۔
17. المعجم الاوسط: سلیمان بن احمد ابو القاسم الطبرانی (360ھ) - دار الحرمین القاهرة۔
18. المعجم الکبیر: سلیمان بن احمد ابو القاسم الطبرانی (360ھ) - مکتبۃ ابن عیسیٰ القاهرة۔
19. الادب المفرد: محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ البخاری (وفات 256ھ) - دار المعارف بیروت۔
20. شعب الایمان: احمد بن حنبل ابو بکر البیہقی (وفات 458ھ) - مکتبۃ الرشید الہند۔
21. التوفیق والحاصل: احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد اللہ البیہقی (وفات 241ھ) - دار المکتب العلمیہ بیروت۔
22. المباح والمحرّم: عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (911ھ) - دار المکتب العلمیہ بیروت۔
23. مجمع الزوائد: علی بن ابی بکر ابو الحسن نور الدین السیوطی (807ھ) - مکتبۃ القدی القاهرة۔
24. عمدة القاری شرح معجم البخاری: محمد بن احمد ابو محمد بدر الدین السیوطی (855ھ) - دار احیاء التراث العربی۔
25. معجم الہدی شرح معجم البخاری: احمد بن علی ابو الفضل ابن حجر مستطابی (وفات 852ھ) - دار المعرفۃ بیروت۔
26. شرح السیوطی علی المسلم: عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (911ھ) - دار ابن عفان السیوطیہ۔
27. شرح ابوہدی علی المسلم: عیسیٰ بن شرف ابو ذکری الدین ابوہدی (676ھ) - قدیمی کتب خانہ کراچی۔
28. عون السیود شرح سنن ابی داؤد: محمد اشرف بن حمیر ابو عبد الرحمن العظیم آبادی (1329ھ) - دار المکتب العلمیہ بیروت۔
29. قوت المکتدی علی سنن الترمذی: عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (911ھ) - جامعۃ ام القری مکتبۃ المکتبۃ۔

30. شرح منہاج عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (911ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی
31. شرح الزرقانی علی الصلح: محمد بن عبد الباقی ابو عبد اللہ الزرقانی طرابلسی (1122ھ) مکتبۃ الاشکافیہ القاهرة
32. مرآۃ المناہج: علی بن (سلطان) محمد ابو الحسن نور الدین ابوالہادی (1014ھ) دار الفکر بیروت
33. مرآۃ المناہج: مفتی ہاشم یار خان حکیم ہاست نسفی (1391ھ) المدینۃ المنیرہ فی مکتبۃ المدینۃ کراچی
34. شرح صحیح مسلم: علامہ الامام رسول سعیدی (مکتبہ فرید بک پبلیکیشنز لاہور)
35. التلخیص الجید: احمد بن علی ابو الفضل ابن حجر عسقلانی (وفات 852ھ) ماسسنس انٹرنیشنل مصر۔  
کتب المکتبہ:

36. الاختیار لطیفل المولود: عبد اللہ بن محمد ابو الفضل عبد الدین السی (683ھ) مطبعۃ الملی القاہرہ
37. ارشاد الساری: علی بن (سلطان) محمد ابو الحسن نور الدین ابوالہادی (1014ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
38. الماصل: محمد بن حسن ابو عبد اللہ الشیبانی (وفات 189ھ) مدار ابن حزم بیروت، مدارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی۔
39. الآخیر: مطوب بن ابراہیم ابو سعید الامام الشافعی (182ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
40. البحر الرائق: زین الدین بن ابراہیم ابن نجم المصری (وفات 970ھ) دار الکتب الاسلامیہ بیروت
41. بدائع الصنائع: ابو بکر بن مسعود طاء الدین کاسانی (وفات 587ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
42. بہار شریعت: مفتی محمد امجد علی اعظمی بن حکیم جمال الدین (وفات 1367ھ) مکتبۃ المدینۃ کراچی
43. تحفۃ الغیاء: محمد بن احمد ابو بکر طاء الدین اسمر قندی (540ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
44. تحفۃ المحتاج: محمد بن علی ابو حنیفہ ابن السیاق سراج الدین (804ھ) مکتبۃ الشجرہ مصر۔
45. الترغیب والترہیب: عبد العظیم بن عبد القوی زکی الدین النوری (656ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
46. تعظیم قدر اصلاۃ: محمد بن یحییٰ ابو عبد اللہ انور ذوی (294ھ) مکتبۃ الدان المدینۃ المنیرہ۔

47. تحفیم المسائل: مفتی اعظم پاکستان مفتی شبیب الرحمن صاحب (نیاء القرآن کراچی)۔
48. نکتۃ البحر الرائق: محمد بن حسین البیہقی (1138ھ) دارالکتب الاسلامیہ بیروت۔
49. تحفہ الابصار: محمد بن عبداللہ شمس الدین اختر تاشی الطبری (وفات 1004ھ) دارالفرق بیروت۔
50. جامع الاحکام الصغار: محمد بن محمد السروشی البیہقی (632ھ) دارالافتاء بیروت۔
51. حلیۃ الطحاوی علی المرتب: احمد بن محمد الطحاوی (1231ھ) دارالکتب العلمیہ بیروت۔
52. حلیۃ شروانی علی تفسیر المستخرج: ابوالدام عبدالحمد الشروانی (مکتبۃ الانجاریہ مصر)۔
53. الدر المنثور شرح عمیر لابصار: محمد بن علی علاء الدین البیہقی (1088ھ) دارالفرق بیروت۔
54. درر الکام شرح فرح الاحکام: محمد بن فرامرز طبرسی (885ھ) دارالاحیاء الکتاب العربیہ بیروت۔
55. رد المحتار حاشیہ علی الدر المنثور: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (1252ھ) دارالفرق بیروت۔
56. رسائل ابن عابدین: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (1252ھ) مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
57. رائق البرکات لاصل الزکوٰۃ: مفتی رفیع الحسنی (جامعہ اسلامیہ مدینہ العلوم کراچی)۔
58. شرح السیر النجید: محمد بن احمد ابوبکر شمس الامجد برنسی (483ھ) دارالعلوم بیروت لبنان۔
59. شرح حدود المفتی: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (وفات 1252ھ) دارالفرق بیروت۔
60. اصلاۃ الاحکام بترکۃ: محمد بن ابی بکر شمس الدین ابن قثم الجوزی (751ھ) مکتبۃ الثقافۃ المدینۃ المنیرۃ۔
61. غنیۃ المستعمل: ابوالاسم بن محمد البیہقی (956ھ) مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ۔
62. فتاویٰ ذوی الاحکام حاشیہ علی صدامکام: حسن بن عمار الشربلانی (1069ھ) دارالاحیاء الکتاب العربیہ بیروت۔
63. الفتاویٰ المدنیۃ: احمد بن محمد ابوالعباس شہاب الدین البیہقی (974ھ) دارالفرق بیروت۔
64. فتاویٰ امجدیہ مفتی محمد امجد علی اعظمی بن حکیم جلال الدین (وفات 1367ھ) مکتبہ زبیدیہ ضریف سکسٹر

82. مرآۃ المفاتیح: حسن بن محمد الشربلانی (وفات 1069ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
  83. المغنی: عبد اللہ بن احمد ابو محمد موفی الدین ابن قدامۃ المقدسی (520ھ) مکتبۃ القاہرۃ۔
  84. منہ الاطلاق حاشیہ علی البحر الرائق: محمد امین بن مریم عابدین شامی (وفات 1252ھ) دار الکتب الاسلامیہ بیروت۔
  85. المہر فی شرح مصابیح السنۃ: فضل اللہ بن حسن ابو عبد اللہ شہاب الدین ابو ریحان الخلیفی (661ھ) مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز۔
  86. المہر المفاتیح: عمر بن ابراہیم ابن محمد الحنفی (وفات 1005ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
  87. الہدایۃ: علی بن ابی کریم الحسن برہان الدین المرہبانی (599ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت۔
- حقوق کتب:
88. الاصابۃ: شمس الدین محمد بن عبد اللہ الارکلی الحنفی (772ھ) مکتبۃ الخلیفی القاہرۃ۔
  89. الاعلام: صہبہ الدین بن محمود الارکلی (1396ھ) دار العلم للملئین، بیروت۔
  90. بی بی سی اردو، ڈاکٹر مانگل موصلے، 29 ستمبر 2014۔
  91. تفسیر روح البیان: اسماعیل حمی بن مصطفیٰ (1127ھ) دار الفکر بیروت۔
  92. تہذیب الہندیہ: احمد بن علی ابو الفضل ابن حجر اسقلانی (852ھ) دائرۃ المعارف النظامیہ الہندیہ۔
  93. تہذیب الکمال: سعد بن عبد الرحمن ابو الجراح الحموی (742ھ) موسسۃ الرسالۃ بیروت۔
  94. غزائن المرقان فی تفسیر القرآن: سید نعیم الدین بن محمد نعیم الدین زہد صدر الافاضل مراد آبادی (1367ھ) مکتبۃ نیاہ القرآن کراچی۔
  95. الدیباچ الہدیۃ: ابراہیم بن علی برہان الدین الحموی (799ھ) دار التراث القاہرۃ۔
  96. سیر اعلام النبلاء: محمد بن احمد شمس الدین ابو عبد اللہ الذہبی (748ھ) موسسۃ الرسالۃ بیروت۔
  97. المطبوعات الکبری: محمد بن سعد بن ابو عبد اللہ ابن سعد (230ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
  98. المشرق النکریۃ: محمد بن ابی بکر شمس الدین ابن قثم الجوزیہ (751ھ) مکتبۃ دار البیان۔

82. مرآۃ المفاتیح: حسن بن محمد الشربلانی (وفات 1069ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
  83. المغنی: عبد اللہ بن احمد ابو محمد موفی الدین ابن قدامۃ المقدسی (520ھ) مکتبۃ القاہرۃ۔
  84. منہ الاطلاق حاشیہ علی البحر الرائق: محمد امین بن مریم عابدین شامی (وفات 1252ھ) دار الکتب الاسلامیہ بیروت۔
  85. المہر فی شرح مصابیح السنۃ: فضل اللہ بن حسن ابو عبد اللہ شہاب الدین ابو ریحان الخلیفی (661ھ) مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز۔
  86. المہر المفاتیح: عمر بن ابراہیم ابن محمد الحنفی (وفات 1005ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
  87. الہدایۃ: علی بن ابی کریم الحسن برہان الدین المرہبانی (599ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت۔
- حقوق کتب:
88. الاصابۃ: شمس الدین محمد بن عبد اللہ الارکلی الحنفی (772ھ) مکتبۃ الخلیفی القاہرۃ۔
  89. الاعلام: صہبہ الدین بن محمود الارکلی (1396ھ) دار العلم للملئین، بیروت۔
  90. بی بی سی اردو، ڈاکٹر مانگل موصلے، 29 ستمبر 2014۔
  91. تفسیر روح البیان: اسماعیل حمی بن مصطفیٰ (1127ھ) دار الفکر بیروت۔
  92. تہذیب الہندیہ: احمد بن علی ابو الفضل ابن حجر اسقلانی (852ھ) دائرۃ المعارف النظامیہ الہندیہ۔
  93. تہذیب الکمال: سعد بن عبد الرحمن ابو الجراح الحموی (742ھ) موسسۃ الرسالۃ بیروت۔
  94. غزائن المرقان فی تفسیر القرآن: سید نعیم الدین بن محمد نعیم الدین زہمت صدر الافاضل مراد آبادی (1367ھ) مکتبۃ نیاہ القرآن کراچی۔
  95. الدیباچ الہدیۃ: ابراہیم بن علی برہان الدین الحموی (799ھ) دار التراث القاہرۃ۔
  96. سیر اعلام النبلاء: محمد بن احمد شمس الدین ابو عبد اللہ الذہبی (748ھ) موسسۃ الرسالۃ بیروت۔
  97. المطبوعات الکبری: محمد بن سعد بن ابو عبد اللہ ابن سعد (230ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
  98. المشرق النکری: محمد بن ابی بکر شمس الدین ابن قثم الجوزی (751ھ) مکتبۃ دار البیان۔



6. امام ذہبی نے اپنی کتاب "معجم شیوخ الذہبی" میں، اسی طرح علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب "المعجم المؤسس للمعجم المہجور" میں اپنی بہت سے معلومات اور شیخات کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے الدرر الكامنة فی اعیان المئۃ الشامۃ اور انباء الغریبۃ انباء العرب میں بہت سی خواتین کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے شاگرد علامہ سخاوی نے اپنی کتاب الفہم اللامع لأهل القرن التاسع کی ایک جلد خواتین کے لیے خاص کی ہے۔ انہوں نے ایک ہزار ستر (۱۷۷۰) خواتین کا تذکرہ کیا ہے، جن میں سے زیادہ تر محدثات و فقیہات تھیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے متعدد خواتین سے علم حاصل کیا۔ مثلاً ام ہانی بنت الحنفی، ام الفضل بنت محمد المقدسی، خدیجہ بنت ابی الحسن الحنفی، نشان بنت عبداللہ الکلبانی، ساجدہ بنت محمد المصریہ، امہ الخالق بنت عبداللطیف الحنفی وغیرہ۔ انہوں نے اپنی معجم اور دیگر مؤلفات میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی روایات بیان کی ہیں۔ خطیب بغدادی نے طاہرہ بنت احمد بن یوسف التنوخیہ سے سماع کی، جو بڑی محدثہ اور فقیہہ تھیں۔ جلیلہ بنت علی بن الحسن البغری نے عراق اور شام کا سفر کیا تو علامہ سماعی اور دیگر علمائے کبار نے ان سے فیض اٹھایا۔ ابو عمرو مسلم بن ابراہیم الازدی القراہیدی نے ستر (۷۰) خواتین سے روایت کی ہے۔ اس طرح ابوالولید شام بن عبدالملک الطلموسی کے شیوخ میں بھی ستر (۷۰) خواتین کا نام ملتا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے جن خواتین سے استفادہ کیا اور ان سے احادیث روایت کیں ان کی تعداد اسی (۸۰) سے تجاوز ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن محمود بن اخبار کے اساتذہ اور شیوخ میں تین ہزار (۳۰۰۰) مرد اور چار سو (۴۰۰) خواتین تھیں۔ حافظ ابن حجر نے تقریباً چھ صدی میں تیسری صدی ہجری کے اوائل تک آٹھ سو چوبیس (۸۲۴) خواتین کے نام ذکر کیے ہیں، جنہیں روایت حدیث میں شہرت حاصل تھی۔ علم حدیث کی اشاعت و ترویج کے میدان میں زمانہ کے